١٣٢٦ھ / 1908ء

شجرۃ طیبۃ اصلہا ثابت وفرعہا فی السماء

الحمد للہ کہ رسالہ خیر مقالہ نور علی نور باعث فرحت وسرور

برکات علی پور

المعروف

خزانۂ تیراہ شریف

از تالیفات مولانا مولوی محبوب احمد المعروف خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی امرتسری

حسب فرمائش عبد الاحد تاجر کتب امرتسر ہال بازار

در مطبع خادم پنجاب امرتسر مطبوع گردید

و

باہتمام منشی نبی بخش صاحب مالک مطبع زیور طبع پوشید

اہل اسلام کو خوشخبری

ہم اپنے برادران اہل اسلام کو خوشخبری دیتے ہیں کہ بفضل خدا بہ عنایت احمد مجتبےٰ ہم نے ایک دوکان کتب فروشی کی کچھ عرصہ سے کھولی ہے جسمیں ہر قسم کے قرآن شریف اور حدیث شریف اور فقہ شریف اور تصوف اور دیگر کتب صرف و نحو منطق و انشاء و قصص اردو فارسی عربی اور غیر مقلدین کی اور درسیہ مروجہ وغیرہ عمدہ اور ارزاں مختلف مطابع کی ہر وقت تیار رہتی ہیں ناظرین اہل دین اس کتب خانہ کی قدردانی فرما کر ایک بار خرید کر آزمایش کر لیں۔ مختصر فہرست حسب ذیل ہے :-

قرآن مجید ۱۳ سطرہ مجلد چرمی کاغذ سفید
" " " کاغذ گندہ
" " مجلد پارچہ " سفید
" " مجلد چرمی مصری

قرآن مجید مترجم

قرآن مجید جلی قلم مترجم شاہ عبدالقادر صاحب
قرآن مجید مترجمہ بدو ترجمہ و تفسیر عباسی مطبوعہ آگرہ -
قرآن مجید کلاں مترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب - مصری - مجلد -
قرآن مجید لدھیانہ مجلد -
قرآن مجید مترجم مجلد مطبوعہ لکھنؤ -
ان کے علاوہ ہر ایک قسم کے قرآن شریف عمدہ اور ارزاں موجود ہیں
حمائل شریف سادہ بلا ترجمہ -
حمائل شریف کاغذ مصری مجلد پارچہ
حمائل شریف مصری مجلد چرمی
حمائل شریف خورد مصری کاغذ

حمائل شریف مترجم
حمائل شریف مترجم - لدھیانہ
حمائل شریف مجتبائی دہلی مجلد چرمی
حمائل شریف سیالکوٹی

تفاسیر

تفسیر جلالین عربی - مصری
تفسیر قادری اردو دو جلد
تفسیر عزیزی پارہ ۲۹ و ۳۰ -
تفسیر فیروزی اردو -
تفسیر [illegible] اردو -
تفسیر سورہ یاسین اردو -
تفسیر سورہ فاتحہ اردو -
تفسیر سورہ مزمل اردو -
پنجسورہ مصری مجلد چرمی
پنجسورہ جلی قلم مترجم -
پنجسورہ مترجم کاغذ مصری -
پنجسورہ مترجم مجلد پارچہ -
علاوہ ازیں ہر قسم کے پنجسورہ موجود ہیں

اوراد

مجموعہ درود -
دلائل الخیرات شریف کاغذ مصری مجلد چرمی -
دلائل الخیرات مطبوعہ نامی -
پارہائے قرآن شریف از اول تا ختم اور پارہ عم -

قصص

قصص المحسنین عبدالستار -
قصص المحسنین محمد دلپذیر -
احسن القصص مولوی غلام رسول
قصص الانبیا علیہم السلام

صحیح ترمذی مترجم -
اخبار الاخیار
شرح وقایہ اردو -
قدوری عربی -
شرح وقایہ عربی -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم ونبارک علیٰ سید البشر خیر الخلائق محمد وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

ناظرین اہل دین خدام صوفیا، سالکین وجان نثاران عاشقان سید المرسلین پر یہ بات ... واضح ... من الامس ہے کہ ہر اک چیز کا ثبوت زیادہ تر تحریر و تقریر پر ہے۔ پھر وہ ... تقلیدی ہو یا تحقیقی۔ اور جس فرقہ کو شرافت وکرامت ونجابت کا فخر و دعویٰ ہو اوسکو اپنی ... کسی ایسے فرقہ کے ساتھ ضروری ہوتی ہے جسکو وہ اپنے خیال میں سب سے زیادہ شریف و نجیب سمجھتا ہے مگر حضرات صوفیا کرام علیہم الرحمۃ والرضوان اک ایسی شریف و نجیب جماعت اور ایسا مکرّم ومعظم گروہ ہے کہ اسکو ہر ایک اپنے نزدیک قابل فخر جانتا ہے اور اس پاک گروہ مقدس جماعت کے ساتھ نسبت کرنا اپنے اعزاز وعظمت کا موجب سمجھتا ہے۔ بالخصوص اہل اسلام کے نزدیک تو یہ بہت ہی مقبول ومقدس جماعت ہے کیونکہ جسقدر اسلام کو ترقی ہوئی اُسکا پہلا باعث اِسی پاک دل نیک خیال گروہ کی سعی بلیغ ہے اور انہی کی توجہات کا اثر و نتیجہ ہے جسکا انکار کوئی ... وبدار نہیں کرسکتا لیکن آدمی کو کسی چیز کی تحریص وترغیب زیادہ ترجب ... اوسکا تذکرہ بار بار اوسکے گوشگذار رہے یہی وجہ ہے کہ ہزارہا نہیں بلکہ لاکھا لاکھا ہیں احوال انبیا و اولیا میں بطور سوانح عمریاں ہمیشہ چھپتی ہیں اور آیندہ بھی تحریر و تقریر کا سلسلہ

ہمارا خاندان (جو باباجی نیراہی اور شاہ صاحب علیپوری کے نام سے
[…]ن ومشہور ہے) اسوقت تمام انڈیا میں فیاض ومفید تر ثابت ہوا اور نفع پہونچا رہا ہے
[…]کے حالات کا لکھنا اگرچہ میری لیاقت وہمت سے بڑھکر ہے کیونکہ جسمیں ہزارہا بلکہ لاکھا
[…]ہا و سادات و امراؤ عام اہل اسلام داخل ہوکر نجات وشفاعت کے حقدار اور عزت وعظمت
[…]ن سر پر حاصل کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ہر اک شخص کو اپنی اپنی قوت علمی وطاقت فہم کے
مطابق اپنے اپنے سلسلہ مقدسہ کی خدمت کرنا فرض منصبی ہے۔ لہٰذا جسقدر اس خاندان
عالیہ کے ساتھ خاکسار کو نسبت غلامی ہے اُتنا ہی اظہار نعمت اور خدمت کرنا میرے لئے
باعث عیب یا موجب ملامت وطعن نہ ہوگا۔ البتہ بقول الانسان مرکب من الخطاء و
النسیان جس جگہ مجھ سے سہو وقصور صادر ہو تو اہل علم وعقل پر اوسکا اظہار خاص مجھپر
بہتر ہے۔ ورنہ اہل کرم پر لازم ہے کہ بذیل لطف وکرم عفو فرماویں ؎ بر کریماں کارہا دشوار نیست
اس کتاب میں چند مضامین مفیدہ مندرج ہیں (۱) تواریخی حالات سلسلہ مشائخان
باباجی نیراہی نقشبندی مجددی (۲) شجرہ طیبہ عربی واردو (۳) مسئلہ طریقہ نقشبندیہ کا
اصلی مقصد (۴) مسئلہ حقہ نوشی (۵) نماز تہجد کے متعلق (۶) بیعت مستورات (۷) حالات
سفر دکن ومیسور جناب قبلہ عالم شیخ المشائخ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین تاج العابدین
فخر المتصوفین حضرت۔ حاجی۔ حافظ۔ صوفی مولوی سید **جماعت علی شاہ** صاحب
محدث علیپوری مدظلہ۔ (۸) چند آداب پیر ومرید۔ وَاَنَا اَشْرَعُ الْمَقْصُوْدَ۔ اِنْ اُرِیْدُ
اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَ حَسْبِیْ فِیْ جَمِیْعِ
الْاَحْوَالِ۔ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ
فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ط

ذکر خیر حضرت محدث علی پوری مدظلہ

آپکا خاندان سادات شیراز سے ہے۔ آپکے آباؤ اجداد بعہدِ جلال الدین اکبر حسب استدعاءِ بادشاہِ وقت تشریف لاکر موضع علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ پنجاب میں ہوئے۔ آپکا اسم مبارک **جماعت علیشاہ** صاحب ہے۔ عرف حافظ جی۔ آپ قرآن حافظ ہیں۔ آپنے دوبار حج بیت اللہ شریف کیا ہے۔ دوسرے حج میں آپکو مکہ شریف [illegible] عطا ہوئی۔ آپنے بعد از حفظ قرآن کے کتب فارسیہ و عربیہ ابتدائیہ میاں عبدالرشید صاحب [illegible] حافظ عبدالوہاب صاحب امرتسری سے پڑہیں۔ بعد ازاں مولانا مولوی غلام قادر صاحب [illegible] اللہ علیہ سے جو مولوی عالم کے مدرس تھے پڑہیں۔ اور مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ ٹونکی صاحب اور مولانا مولوی محمد مظہر صاحب مدرس اول مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سے پڑہتے رہے۔ پھر مولانا مولوی ادیب کامل مولانا فیض الحسن صاحب اوستاد الکل سے پڑہتے رہے۔ بعد ازاں کانپور میں مولانا مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ سے پڑہتے رہے۔ بعدہٗ مولانا فاضل کل مولوی احمد حسن صاحب کانپوری سے علم حاصل کیا غرضکہ کتب معقول و منقول تفسیر و فقہ و حدیث وغیرہ علوم تمام کرکے اساتذہ سے اسناد حاصل کئے۔ انہی ایام میں جناب شاہ صاحب مراد آباد گنج حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نقشبندی کی خدمت میں پہونچے۔ حضرت مولانا موصوف نہایت اخلاق و محبت سے پیش آ[ئے] اور کلاہ مبارک اپنے سر مبارک سے اُتار کر جناب شاہ صاحب کے سر پر رکھدی اور اپنا پس خوردہ پانی دیکر فرمایا شاہ صاحب پی لو۔ اور بہت سے اوراد و وظائف کی اجازت دیکر فرمایا کہ جاؤ یادِ خدا کرو۔ پھر کچھ عرصہ بعد حضرت قبلۂ عالم امام الکاملین پیشوائے واصلین محبوب احد مقبول صمد

جناب باباجی فقیر محمدؒ صاحب علیہ الرحمۃ تیراہی نقشبندی کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر خرقۂ خلافت حاصل کیا اور طریقہ انیقہ نقشبندیہ کو از حد ترقی دی۔ جناب باباجی صاحب قدر حضرت شاہصاحب پر مہربان تھے میرے خیال میں اور کسی پر اسقدر نہ تھے۔

۱۔ ایک دفعہ احباب امرتسر میں سے کسی صاحب نے عرض کی کہ جناب باباجی صاحب اپنے صاحبزادہ کو کبھی روانہ فرماویں تاکہ اسطرف کے لوگ بھی اونکی زیارت سے مشرف ہوں۔ تو جواباً آپنے فرمایا کہ میں نے تمکو شاہصاحب دیدیا ہے جو کہ مجھے اپنی اولاد سے کسی طرح کم نہیں جس نے اونکی خدمت کی اوس نے گویا مجھے خوش کیا۔

۲۔ جب شاہصاحب پہلی مرتبہ چورہ شریف باباجی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے شاہصاحب کو اسٹیشن لنگر تک رخصت کر کے اپنے سر مبارک سے دستار اتار کر حضرت شاہصاحب کے سر پر رکھدی اور دیر تک دعا فرمائی۔

۳۔ ایک دفعہ حضرت سید کریم شاہصاحب نقشبندی (والد شاہصاحب) رحمۃ اللہ علیہ نے جناب باباجی صاحب سے فرمایا کہ اب تو آپکے غلام شاہصاحب کے خدمتگار فیروزپور قصور تک ہو گئے ہیں اور دور دراز ملکوں مثل کلکتہ وغیرہ سے تحائف و ہدایا آتے ہیں۔ تو جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شاہ صاحب چند روز کے بعد کلکتہ سے اوپر کے ملکوں سے بلکہ دنیا کے کئی حصص سے چیزیں آیا کرینگی۔ چنانچہ اوسکا نتیجہ بعینہٖ ظہور میں آرہا ہے۔

۴۔ ایک بار موضع کوٹلی سیداں ضلع سیالکوٹ میاں کریم بخش صاحب چھکوالی اور مولوی غلام نبی صاحب قریشی چکی کے روبرو جناب باباجی صاحب نے حضرت شاہصاحب کو اجازت اجرائے طریقت و بیعت طریقۂ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقۂ عالیہ قادریہ کی عطا فرما کر کل سلسلہ مقدسہ کے اسماء مبارک گن کر فرمایا کہ جسطرح مجھکو ان حضرات عالیہ رحمۃ اللہ علیہم سے

سلسلہ وار اجازت ملی ہے اوسیطرح سائیں صاحب آپ کو اجازت بخشتا ہوں
سر برہنہ کرکے دیر تک دعا فرمائی۔

۵۔ ایک بار منشی غلام محمد صاحب چوب فروش امرتسری کے گھر دعوت تھی
اثنا میں منشی صاحب نے عرض کی کہ باباجی صاحب کبھی آپ کسی اپنے صاحبزاد
بھی امرتسر بھیجیں۔ تو آپ نے فرمایا ہمکو شاہ صاحب دیدیا ہے اوسی کو خوش کرو۔
ہے تو ہم بھی خوش اگر وہ ناراض تو ہم بھی ناراض۔

۶۔ ایک بار موضع ٹہلہ ضلع سیالکوٹ کے یاروں نے عرض کی کہ فلاں گاؤں ...
... جسکے جواب میں جناب باباجی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرا جانا ضروری
نہیں ... ہے۔ البتہ اگر مجھکو دیکھنا ہو تو شاہ صاحب کو دیکھو۔

۷۔ ایک دفعہ مسجد مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم والی سیالکوٹ میں حضرت
باباجی صاحب اور حضرت شاہ صاحب بھی تشریف فرما تھے تو اتنے میں حافظ کرم الدین
صاحب مرحوم وزیرآبادی باہر سے آئے۔ حافظ مہر دین صاحب نے بطور خوش طبعی فرمایا کہ
شاہ صاحب اٹھو اور کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو حافظ قران بھی ہیں
فقیر تو حضرات باباجی صاحب کے سب خادموں کا خادم ہے۔ یہ بات حضرت باباجی سنکر
چارپائی سے اٹھے اور دعا فرمائی اور فرمایا کہ خدا تیرا ثانی و نظیر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ ننگ عار
اور اہل خرد کا یہی جواب بہتر ہے! اسکے بعد حضرات صاحب باباجی کا انتقال ہوگیا۔
إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مَحَبَّتَهُ وَمُتَابَعَتَهُ

۸۔ جب حضرت چمن شاہ صاحب خلیفہ مکمل حضرت محمد ہادی نامدار صاحب کی
وفات کی خبر حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سنی تو فاتحہ خوانی کے واسطے ہاتھ اٹھا کر

دعا کی بعد ازاں فرمایا کہ فقیر اب آپکے لئے ترقی مدارج و برکات کثیرہ کی دعا کرتا ہے۔ ماسوائے اسکے بھی حضرت باباجی علیہ الرحمۃ اکثر حضرت شاہ صاحب کے واسطے غائبانہ دعا کیا کرتے تھے۔ جسکا نتیجہ آج تمام دنیا پر روشن ہے۔ آپکا فیض و برکات ایماندار وں کو برابر پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب کے خدام کی تعداد چار لاکھ سے متجاوز ہے جو کہ ضلع مثل کوہ نیلگری و کوہ کنور و کوہ کولار و بنگلور و میسور و پونہ و بمبئی و احمد آباد و دہلی و بھوپال و رہتک و فرید کوٹ و فیروزپور و قصور و لاہور و بیکانیر و امرتسر و سیالکوٹ و وزیر آباد و جموں و جلالپور جٹاں و سرہند بسی و راولپنڈی و کوہاٹ و کشمیر و بارہ مولا و اسلام آباد و پشاور و کوئٹہ وغیرہ میں آباد ہیں اور روزانہ ترقی ہو رہی ہے۔

۹- آپکے ہاتھ پر کئی لوگ کفر و ترک سے تائب ہو کر مشرف باسلام ہو گئے جنکی پوری فہرست نام بنام ہمکو اسوقت تک یاد نہیں مگر جسقدر یاد ہیں عرض کرتا ہوں (۱) ایک شخص علاقہ میسور میں مدت دراز سے عیسائی مذہب کا پابند تھا بفضل خدا حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ پر مع عورت مسلمان ہو گیا مرد کا نام غلام نقشبند اور عورت کا نام فاطمہ بی بی رکھا گیا (۲) ایک شخص کے تین بھائی پہلے مسلمان ہو چکے تھے یہ چوتھا بھائی مسلمان نہ ہوا تھا آخرش حضرت شاہ صاحب کے ہاتھ پر تائب ہو کر مسلمان ہوا جسکا نام غلام محمد رکھا گیا۔ (۳) کوہ نیلگری میں ایک عورت قابلہ حضرت کے ہاتھ پر اسلام لائی جسکا نام غلام فاطمہ رکھا گیا۔ علاقہ میسور و بنگلور میں قریباً نو آدمی مسلمان ہوئے[۱] (۴) ایک شخص رحمت علی نام ساکن موضع ہنجگراں ماہ جنوری ۱۸۹۶ء میں عیسائی ہو گیا۔ وہی شخص نومبر ۱۸۹۶ء میں آپکے روبرو مسلمان ہوا (۵) ایک شخص عبداللہ خان نامی عیسائی ہو گیا تھا ۲۶ ذیقعد ۱۳۱۲ھ کو آپکے ہاتھ پر تائب ہو گیا (۶) ایک شخص حافظ مولوی نبی بخش امرتسری عیسائی ہو گیا تھا وہ بھی آپکے روبرو اسلام لایا۔ (۷) ایک شخص محمد عاشق

[۱] دیکھو اخبار اہل فقہ امرتسر جلد

قصور [illegible] ہو کر [illegible] آپ [illegible] سلام [illegible] علاوہ ازیں ہی لوگ
آپکے ہاتھ پر بیعت کرکے نماز پنجگانہ کے علاوہ ذکر وفکر و مراقبہ و تہجد کے پابند ہیں اور
سے کفر و شرک سے بیزار اور متنفر ہیں اور یادِ خدا میں مصروف ہیں (۸) آپ ہر جگہ فتح
ہی رہے ہیں چنانچہ علاقہ میسور و بنگلور میں چند کٹ ملاں اور رسمی پیرزادے آپکے
مخالفت پر کھڑے ہو گئے تھے مگر خدا کے فضل وکرم سے جسقدر وہ مخالفت کرتے
وہ سخت ذلیل و خوار ہوئے اور جناب شاہصاحب کا اسقدر عروج ہوا کہ مخالفین [illegible]
گئے اور اپنے تمام ارادوں میں ناکام رہے۔ وہ لوگ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ کے
[illegible] تھے کر سب نے بالاتفاق جتھہ کر لیا تھا کہ یہ طریقہ مقدسہ بالکل اسجگہ جاری نہ ہو
مگر [illegible] وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ اپنا نور اہل صدق
کو عطا کرنا تھا [illegible] نقشبندی جماعۃ تیار ہو گئی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ۔ مرزا قادیانی کو ہمیشہ علماء ظواہر کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا اگرچہ اُن سے بھی ہر وقت
شکست کھا کر بھاگتا رہا مگر سنہ ۱۹۰۴ء ۲۷ اکتوبر کو سیالکوٹ میں حضرت شاہصاحب کے ساتھ بھی
کچھ ارادہ کیا تھا لیکن جب نقشبندی تلوار باطنی چمکی تو ایسا مفرور و شکست یاب ہوا کہ قیامت
تک یاد کریگا سخت درجہ کی ذلت اُٹھا کر بھاگا جسقدر لوگ اسکی بیعت کو تیار تھے اسکی
وہ ذلت دیکھکر بدظن ہو گئے اور سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں آنکر داخل ہوئے۔ چنانچہ
اس ذلت کا اقرار خود ایڈیٹر البدر نے کیا ہے۔ دیکھو ضمیمہ البدر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء۔ ماسوا اسکے
جہاں کہیں وہابی و بدعتی وغیرہ بالمقابل ہوں وہ سب ذلیل ہو کر نادم ہوتے ہیں
يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ۔ آپکی قبولیت و شہرت کی کافی دلیل یہ ہے کہ پیسہ اخبار لاہور
یا کلکتہ بخشی جنتری وغیرہ میں جب کبھی مشائخین مسلمہ کی فہرست شائع ہوتی ہے۔ تو

ع اب تو بیچارہ نہایت بری موت سے ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو کالرا سے ہلاک ہوا۔ ۱۲

شاہ صاحب کا نام نامی بھی بڑی آب وتاب کے ساتھ لکھا جاتا ہے (۹) آپ ہمیشہ سفید لباس پہنا کرتے ہیں۔ اور بعد از نماز صبح تا اشراق اور بعد از عصر تا مغرب بالکل بات چیت بھی نہیں کرتے۔ عصر کے بعد آپ ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں۔ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی چیزوں سے پرہیز خود بھی کرتے اور احباب کو بھی کراتے ہیں۔ تمباکو نوشی و دیگر مسکرات سے سخت مانع ہیں۔ احباب سے نہایت اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ مہمان نوازی میں بے نظیر ہیں۔ مہمانوں کی دعوت میں کبھی امتیاز و تفریق نہ دیکھی گئی بلکہ ہر دوست کیواسطے برابر مکلف دعوت ہوتی ہے۔ اور آپکی نظر کیمیا اثر اکثر انگریزی خوانوں پہ زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ نہایت قابل رحم اور قابل اصلاح ہے۔ ایک انگریزی خوان کے دل میں اگر اسلام پختہ جاگزیں ہو تو ہزار ہا وعظ و ہدایت سے بڑھکر ہے۔ اور آپکے اہتمام و ارشاد کے موافق رسالہ انوار الصوفیہ لاہور سے اسی غرض سے ماہوار نکلتا ہے جسمیں اعلیٰ مضامین مفیدہ درج ہوتے ہیں۔ آپ لوگوں کو طریقہ انیقہ قادریہ میں بھی داخل فرماتے ہیں۔ مگر چونکہ طریقہ نقشبندیہ اسہل الطرق واقرب الی اللہ ہے اسلئے عام طور پر اکثر احباب کو طریقہ نقشبندیہ میں ہی داخل فرما دیتے ہیں۔ آپ عابد و زاہد ایسے ہیں کہ تہجد کبھی فوت نہیں ہوئے آپ جملہ عبادات میں سے دائمی ذکر کو افضل و اقدم سمجھتے ہیں۔ اور اسی کی تاکید کل احباب کو فرماتے ہیں۔ آپ ہمیشہ ماہ رمضان کے نصف اول میں قرآن شریف کا ختم اپنے گھر پر کرتے ہیں اور نصف ثانی میں چند مقامات مثل امرتسر۔ لاہور و قصور و سیالکوٹ و جلالپور و لدھیانہ وغیرہ میں بطور شبینہ بمعیت چند حفاظ ایک ہی رات میں قرآن شریف ختم کیا کرتے ہیں۔ آپکے گھر پر ہمیشہ مسافروں مہمانوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ آپکے دربار میں سالانہ تین بار مجلس عظیم ہوتی ہے۔ ایک تو شعبان کی تیسری تاریخ کو حضرت شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ مرحومہ کا عرس

ہوتا ہے۔ دوسرا رمضان شریف کی ۱۵ تاریخ کو ختم قرآن ہوتا ہے۔ تیسری
سے متجاوز ہوتی ہے ۹ بیساکھ کو آپ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ کا عرس مبارک ہو
اسمیں تمام اطراف ہند سے احباب آتے ہیں اور تین چار دن تک دعوت مکلّف
کھلائی جاتی ہے۔ آپ خوشبودار اشیا کو بہت پسند فرمایا کرتے ہیں۔ اور آپ کو
خشک چاول اور خشک روٹی اور سادہ سالن گوشت کا پسند ہے۔ ورنہ وقت پر
جو طعام موجود ہو اسی پر اکتفا فرماتے ہیں۔ آپ علمائے کرام و سادات عظام اور بزرگ
نہایت ہی مبالغہ سے تعظیم و تکریم کیا کرتے ہیں۔ آپ سے جو بزرگ ہو خواہ عمر میں خواہ عمل میں
اُسکا بھی بہت ادب کیا کرتے ہیں۔ آپ اپنے اوستادوں کی تعظیم و ادب از حد کیا کرتے ہیں۔
بلکہ دوسرے احباب کو بھی یہی تعلیم فرماتے ہیں۔ آپ اہل عرب کو خواہ عالم ہو یا جاہل سب کو
واجب التعظیم سمجھتے ہیں۔ طالب علموں کے ساتھ بہت محبت سے پیش آتے ہیں۔ جب کوئی
بزرگ آپکے پاس آتا ہے تو آپ اپنی جگہ پر بٹھایا کرتے ہیں۔ اور جب کبھی دوسرے بزرگ
کی زیارت کو آپ تشریف لیجایا کرتے ہیں تو نہایت ادب سے دوزانو بیٹھا کرتے ہیں۔ آپ
اکثر مزارات متبرکہ اور اعراس پر زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ جو شخص بدمذہب بدعقیدہ ہو
اوس سے سخت متنفر و بیزار رہتے ہیں۔ ظاہر و باطن آپکا بالکل یکساں ہے۔ حق گوئی
اور بے ریائی میں آپ بینظیر ہیں۔ آپ کو احباب کی غیرت و محبت بہت ہے۔ (۱۰) ایک دفعہ ایک
شخص نے عرض کی کہ جناب میری بھینسیں نہیں جاتی رہی ہیں اگر وہ دستیاب ہو جائیں تو
آپکی نذر کرونگا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اگر ملجائیں تو ایک بھینس
دیدینا کیونکہ یہ مسجد تمہارے گاؤں کی تیار ہو رہی ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر ملگئیں تو دونوں
مسجد ہی کو دیدونگا۔ جناب ثناء صاحب نے دعا فرمائی اور کچھ چیز پڑھکر عنایت کی۔ خدا کے

فضل وکرم سے اُسی دن دونوں بھینیں مل گئیں۔ آپ نے او سلو تلوا کر وعدہ یاد کرایا۔ وہ حیلہ و بہانہ کرتا کرتا آخر انکار ہی کر گیا اور کہنے لگا کہ مجھ میں طاقت دینے کی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ملی ندر نعیس وہ خود ہی لے لیگا۔ چنانچہ چند روز کے اندر وہ دونوں یکے بعد دیگرے گم ہو گئیں۔ (۱۱) ایک دفعہ راقم الحروف کو نیلا گڑی میں درد یا ز و بوجہ سردی کے ایسی ہوئی کہ کچھ مفید نہ پڑا۔ ہر چند میرے بعض احباب نے بہت ہی علاج کرائے مگر کچھ صورت بہتری نظر نہ آئی اور حکیم و ڈاکٹر نے یہی مشورہ دیا کہ یہاں سے چلا جانا بہتر ہے کیونکہ ایک بازو تو رک گیا ہے دوسرے کا بھی خطرہ ہے۔ فقیر چونکہ بحیثیت خود مختار نہ وہاں مقیم نہ تھا بلکہ حسب الحکم قبلہ و کعبہ کے کام پر مامور ہو کر گیا تھا۔ لہذا میں نے جناب حضرت شاہ صاحب بخدمت اقدس میں ایک تار بحکم روانگی کے متعلق رخصت طلب کی۔ آپ نے فوراً اُسی وقت جواب دیا کہ خبردار! وہاں ہی آرام سے بیٹھو۔ خدا کی شان ہے کہ تار کے اندر جو لفظ آرام تھا تا رپہونچتے ہی وہ تمام درد و تکلیف بلا دوا بلا علاج ایسے دور ہو گئے کہ گویا کبھی درد تھا ہی نہیں۔ سب لوگ حیران رہ گئے۔ (۱۲) ایک دفعہ اس فقیر راقم الحروف نے نیلا گڑی سے بعض امورات مشکلہ کی نسبت عرضی لکھی۔ آپ نے جواب دیا کہ ختم خواجگان علیہم الرحمۃ پڑھا کرو۔ چنانچہ اوس ختم شریف سے اسقدر منافع و فوائد پہونچے کہ حد و حصر سے خارج ہیں۔ واقعی جسکو ایک ہزار بلکہ ایک لاکھ مشکلات کا سامنا ہو تو سب کے واسطے یہی ختم شریف کافی وافی ہے۔

علاوہ ازیں حضور نے اس خاکسار کو ختم شریف حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور ختم شریف قیوم اول امام محمد معصوم اور ختم شریف باباجی نور محمد تیراہی وغیرہ کی اجازت بھی ایسے ایسے مقاصد کے حصول کے واسطے فرمائی ہے۔ اور بابت دفع طاعون سورۃ تغابن تین بار اور بابت دفع شر حاسدین سورۃ طلاق کی بھی اجازت فرمائی ہے۔ اور سورۃ انشراح

کی اجازت بابت تجارت اور تحصیل علم ۷۔ ۷ بار پڑھنے کی اجازت بخشی
القیاس دیگر کئی اعمال مفیدہ اور ختمات شریفہ کی اجازتیں بھی عنایت فرمائیں
دو قوموں میں تعداد اکثر آپس میں سخت لڑیں یہانتک کہ شادی غمی کے کل تعلقات قطع ہو
گوناگون تجویزیں کیگئیں مگر کچھ مفید نہ پڑیں۔ آخرش حضرت شاہ صاحب کو جب خبر
فریق کو بلایا اور چند کلمات پند آمیز فرمائے بموثر حقیقی کی عنایت سے فوراً صلح
دفعہ ایک شخص اسقدر علیل ہوا کہ اوسکی حیاتی کی امید ہی نہ تھی بلکہ حالت نزع
تھی۔ آپکو اطلاع ہوئی تو آپنے کچھ پڑھکر دم کیا اور پانی دم کردہ پلایا خدا کے فضل سے صحت کامل
ہوگئی (۱۵) ایک بار ایک حکیم صاحب جو خوش طبع تھے اونکی زبان سے اتفاقاً کوئی کلمہ تمسخر آمیز
نکلا جسکا مفہوم کچھ بددعا تھا۔ کسی شخص نے آپ کو اطلاع دی کہ فلاں شخص نے ایسا کہا ہے۔
آپنے فرمایا کہ میرا مرنا جینا تو برابر ہے۔ ہاں البتہ مرنا تو اُس شخص کا بُرا ہے جسکے بعد کوئی صورت
بہتری کی نظر نہیں آتی جسوقت آپنے یہ کہا تو آپکا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا تھا ابھی دو ہی روز
گذرے تھے کہ وہ شخص بعارضہ حبس بول مرگیا۔ (۱۶) آپکے تین صاحبزادے ہیں۔ ایک
جناب مولٰنا مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب جو کہ علوم عربیہ معقول و منقول وغیرہ
میں خوب حاوی و ماہر ہیں۔ پہلے تو حفظ قرآن شریف حافظ شہاب الدین مرحوم سے علیپور
میں کیا۔ پھر کچھ چند ابتدائی کتابیں قلعہ سوبہا سنگھ میں مولوی حافظ صاحب سے پڑہیں۔ پھر امرتسر میں
حاجی الحرمین الشریفین استاد العصر حضرت مولٰنا مولوی نور احمد صاحب ...
انجمن نعمانیہ امرتسر ادام اللہ فیوضھم وادام لنشر سے کتب صرف و نحو حدیث وغیرہ پڑہیں
پھر آپ حسب ارشاد جناب شاہ صاحب مدرسہ نعمانیہ لاہور میں پڑہتے رہے۔ بعد از وفات

کتب وہاں پر تمام کیں۔ آپ میں بعض صفات ایسے ہیں جو آئندہ ہمکو دین و دنیا کی ترقیات کا باعث نظر آتے ہیں۔ مثلاً خاموشی۔ نہایت کم سخنی۔ خوش اخلاقی۔ صبر وتحمل۔ تدبر وتفکر۔ بے ریائی۔ شگفتگی۔ عملی قوۃ۔ دور اندیشی۔ تحقیق علمی۔ اتباع سنت۔ رعایت حنفیت وغیرہ۔ آپ کو بروز ... ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ جلسہ عرس مبارک برسر عام اہل اسلام دستار خلافت عنایت کیگئی مراقبہ عالیہ نقشبندیہ کی اجازت دیگئی جسکے سننے سے عام اہل اسلام خصوصًا جناب شاہ صاحب کے خدام کو از حد فرحت و سرور حاصل ہوا۔ خدا کے فضل وکرم سے امید ہے کہ یہ صاحبزادہ صاحب اپنی خداداد قابلیتوں سے اصلی اور عملی سجادہ نشین ہونگے اور عام مسلمانوں کے واسطے آپکا وجود باجود مفید وفیض بخش ہوگا۔

دوسرے صاحبزادہ صاحب حافظ مولوی سید **خادم حسین** صاحب ہیں۔ آپنے بھی علیپور شریف اور قلعہ سوبھا سنگھ میں قرآن شریف حفظ کیا اور کچھ ابتدائی کتابیں پڑھیں بعد ازاں لاہور میں مولوی عالم کی پڑھائی پڑھتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ یہ صاحبزادہ کیا خوش خلق۔ خندہ پیشانی۔ وسیع الخیال۔ کثیر الایثار۔ متواضع۔ سادہ مزاج۔ حلیم الطبع۔ سلیم اللسان۔ بامروت۔ ہمدرد۔ خیر خواہ۔ صلح پسند۔ ہر دلعزیز ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ صاحبزادہ اور بھی خلف الرشید۔ بخت سعید ہوگا اور لوگوں کے حق میں بہت ہی فیاض و نفع رساں ہوگا۔

تیسرا صاحبزادہ صاحب **نور حسین** صاحب ہیں۔ یہ اگرچہ کم عمر ہیں مگر اپنے اندر آبائی خوشبو پوری رکھتے ہیں۔

(۱۷) حضرت شاہ صاحب کے خلفاء اگرچہ بہت ہیں مگر جسقدر مجھے علم ہے اوسقدر عرض کرتا ہوں (۱) صاحبزادہ حضرت مولوی محمد حسین صاحب علیپوری (۲) مولانا مولوی صوفی محمد حسین صاحب بی۔ اے قصوری (۳) صوفی مولوی غلام محی الدین خانصاحب امرتسری حال وارد کشمیر

(۴) مولوی محمد جعفر صاحب پسروری ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ لاہور (۵) مولوی کریم بخش صاحب بی۔ اے قصوری مرحوم۔ افسوس یہ جوان صالح باہمت مرد خدا جوانی بھر ... اناللہ [illegible] رَحِمَہُ اللّٰہُ وَغَفَرَہٗ وَارْحَمْہُ (۶) خواجہ احمد شاہ صاحب اپلینویس امرتسر سید محمد شفیع صاحب مرحوم بھرتھوی ضلع گورداسپور (۸) مولانا مولوی سید عبداللہ ... حال وارد علاقہ میسور (۹) مولانا مولوی محمد عبداللہ حسین صاحب خلیل مدرس اسلامیہ شنکر بنگلور (۱۰) مولانا مولوی غلام محمد صاحب صفی ساکن ... چی علاقہ (۱۱) مولانا مولوی سید میر محمد یحییٰ صاحب امام مسجد جامع کوہ نیلگری علاقہ مدراس (۱۲) حقیر کی حالت عیاں را چہ بیاں ہر ایک صاحب اہل دل پر روشن ہے۔ ناظرین پر لازم ہے کہ للہ فی اللہ اس فقیر کے حق میں دعائے خیر کریں کہ خداوند کریم اپنے لطف عمیم و فضل عظیم سے اس خاکسار کو طریقہ انیقہ رسولیہ صدیقیہ کا سچا خدمتگار جان نثار بناوے اور اپنے پیران طریقت و مشائخ سلسلہ کا سچا خادم و غلام قبول فرماوے اور مرضیات اہل اللہ پر چلنا نصیب فرماوے۔ آمین۔ آپکی خدمت اقدس میں یوں خط لکھا جاتا ہے:۔ ڈاکخانہ علی پور سیداں۔ ضلع سیالکوٹ پنجاب حضرت حافظ جی صاحب۔

ذکرِ خیر حضرت فقیر محمدؒ صاحب المعروف باباجی تیراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلۂ عالم امام العارفین جناب باباجی صاحب کا اسم شریف فقیر محمد تھا۔ علیہ الرحمۃ آپ اپنے والد ماجد حضرت نور محمدؒ صاحب تیراہی علیہ الرحمۃ کے قدم بقدم چلتے تھے [illegible] علم ظاہری و باطنی تحصیل کیا۔ ایام صغر سنی سے ہی آپ ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع شریعت میں مصروف و مشغول تھے۔ قطع ماسوی اللہ کا طریق آپکو پہلے ہی مرغوب تھا۔ آپ کو آپکے والد ماجد

(۱۳) مولانا مولوی محمد ایوب خاں صاحب افغانی سکنہ جموں (۱۴) مولانا مولوی سید محمد غوث صاحب موضع

کے ساتھ ابتدا ہی سے صحبت و رابطہ حاصل تھا۔ یہانتک کہ خورد آشام نشست و برخاست وطریق کلام و اخلاق وغیرہ میں بالکل متحد الاوصاف تھے۔ آپ اپنے وقت کے ابدال شمار کئے جاتے تھے جسطرح آپ میں دیگر اوصاف حسنہ تھے اوسیطرح ایک یہ بھی تھا کہ مسکینوں کی مجلس و صحبت و محبت سے خوش رہتے۔ آپ فاروقی نسب ہیں۔ آپکا شجرہ نسب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے اور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نسب بھی فاروقی ہے۔ صرف نو پشت تک الگ الگ ہیں۔ باباجی صاحب کا نسب نامہ یہ ہے:-

فقیر محمد بن نور محمد بن محمد فیض اللہ بن خان محمد بن علی ولی محمد بن شیخ سلیمان بن شیخ سلطان شیخ الاسلام بن عبدالرسول بن عبدالحی بن حبیب اللہ بن رفیع الدین بن نور الدین بن نصیر الدین بن سلیمان بن یوسف بن اسحاق بن عبداللہ بن شعیب بن احمد شیخ بن یوسف ثانی بن محمد شہاب الدین معروف بہ فرخ شاہ کابل بن نصیر الدین بن محمود المعروف بہ سلیمان شاہ بن سلیمان ثانی بن مولوی پٹھان محمد مسعود بن عبداللہ الواعظ الاصغر بن عبداللہ الواعظ الاکبر بن ابوالفتح بن اسحاق بن ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن ناصر بن عبداللہ بن عمر بن خطاب بن نعاج بن عبدمناف الخ۔ اس نسب نامہ میں جس جگہ کچھ غلطی ہو تو کوئی صاحب مجھے اطلاع دیدیں۔ غرضکہ خداوند کریم نے جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ کو وہ کمالات عطا فرمائے تھے کہ دوسرونکو اُسوقت کم عطا تھے۔ قرآن شریف کے ہر اک حرف کے جدا فوائد و خواص اور اسرار و نکات ایسے معلوم تھے کہ دوسرونکو اونکا سمجھنا دشوار تھا۔ آپ اپنے وقت میں مرجع اہل اللہ تھے ۱۲۔ بروز ولادت آپ اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ ہر چند کوشش کیگئی مگر نہ پیا۔ اتنے میں آپکے دادا فیض اللہ صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تو اپنی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں آپنے اپنی زبان و لعاب دہن باباجی صاحب کے منہ میں ڈالدیا تو آپنے والدہ مکرمہ کا دودھ پیا۔

آپ کے اخلاق و عادات کا ذکر

آپ کا معمول تھا کہ آپ لباس سادہ نیلگون۔ کوئی کپڑا سیاہ بھی پہنتے۔ شر
عبد۔ سر پر کلاہ اور اوس پر لونگی خط دار یا سبز دستار پہنتے۔ بدن پر کبھی لونگی نیلگون یا چادر
پوش پٹھوہاری استعمال فرماتے۔ عصا اپنے ہاتھ میں ہمیشہ رکھا کرتے۔ آپکی طبیعت
میں زیادہ تکلف نہ تھا۔ عجب و غرور۔ فخر و خودپسندی آپکے نزدیک تک نہ آیا تھا۔ مسکا
لمت ذوالفقار آپکے اندر کوٹ کوٹ کے بھرا تھا۔ اور صدیقی انوار و برکات آپکے حالات سے ظاہر
ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت میں جمالیت اسقدر تھی کہ سالہا سال کسی پر غصہ نہ ہوتے اور نہ کسیکو
آپسے کبھی ضرر و نقصان پہونچا۔ کیونکہ جلالی فقرا سے ضرر زیادہ اور نفع بہت کم اور جمالی
سیعنوں سے نفع زیادہ اور نقصان کمتر ہوتا ہے۔ آپ کسی پر کسی کے شکایت کرنے سے کبھی
ن نہ ہوتے بلکہ جہانتک ہوسکتا شکستہ دلوں کی دلجوئی کرتے رہتے۔ امرا سے زیادہ خوش ہوتے
نہ مخلص دوست کو (خواہ مسکین محض ہو) پسند فرماتے کسی کا احسان یاد رکھتے جبتک اس
حسان کا بدلہ دس گنا عنایت نہ کرتے کسی کا احسان بھی نہ اٹھاتے۔ آپکو محفل آرائی اور
ینت سے تنفر تھا۔ غربا پر آپ کبھی بوجھ نہ ڈالتے۔ جسکی ایک دفعہ دعوت مان چکے پھر دوبارہ مشکل
ے مانتے۔ شہروں میں آپ کم سے کم تین روز اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روز قیام فرماتے۔
یسی جگہ ہوتی ویسا مقیم ہوتے۔ آپکے ساتھ ہمیشہ چند خلفا اور درویش سفر میں رہتے۔ آپ اہل
نک یا محض ظاہر پرست نہ تھے بلکہ لوگوں کی درستگی باطنی کا خیال زیادہ رکھتے
نت سے قدم باہر نہ رکھتے۔ اور آپ تحمل و بردباری میں بے نظیر تھے۔ جب کبھی کسی سے خطا و
سور ہوتا تو فوراً معاف فرما دیتے۔ بلکہ خود بلا کر اوس سے عذر و معذرت سنکر قبول فرماتے۔

بلکہ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ خدا ہمارا تمہارا گناہ معاف کرے۔ آپ خود بھی ساکت و خاموش رہتے اور احباب کو بھی تاکید فرمایا کرتے۔

آپکی مجلس میں علماؤ امراء وغیرہ موجود رہتے مگر آپ کے روبرو ایسے ہیبت زدہ و مرعوب رہتے کہ لب کشائی کی جرأت نہ تھی۔ باوجودیکہ آپ نہایت ہی خوش اخلاق تھے مگر پھر بھی ذی وقار صاحب جذب و مہیب نظر آتے۔ رع "ہیبت حق است ویں از خلق نیست"۔ آپکی خدمت میں جب کوئی بیٹھ جاتا تو اٹھنے کو جی نہ چاہتا۔ آپ سفر میں اپنے ہمراہیوں یا خادموں کو کبھی تکلیف میں نہ ڈالتے نہ اپنے آپکا آرام تلاش کرتے۔ یک لخت کسی کو بالکل مقرب و معتمد علیہ بنا کر فوراً اگر محروم و مغضوب علیہ بنانے کی کوشش نہ کرتے بلکہ ہر اک کو اوسکی باطنی حیثیت اور دلی اخلاص کے مطابق دوست بناتے اور جسکو دوست بنالیتے پھر اوسکا کام بھی پورا کر دیتے اور ایسا کرتے کہ اوسکو پھر احتیاج نہ رہتی اور اوسکا دل مطمئن ہو جاتا۔ یا اوسکے دنیاوی مقاصد پورے ہوتے ہاں مگر قسمت کا قصور و فتور نہ ہو۔

آپکو تعویذ نویسی زیادہ پسند نہ تھی۔ اکثر آپ دعا فرمایا کرتے اوسی دعا سے لوگوں کے مقصد نکل آتے۔ آپ اپنی بیماری کا حال حتی الوسع اوروں پر ظاہر نہ کرتے۔ جو شخص صدق دل سے حلقہ میں حاضر ہوتا فوراً عاشق صادق بنکر آپ پر جان قربان کرتا۔ آپکی خوراک بالکل کم تھی۔ خمیری روٹی کھچڑی آپ کو مرغوب تھی۔ سرخ مرچ سے پرہیز رکھتے۔ میوہ کم کھاتے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر حاضر و موجود ہوتا وہ برضا و رغبت تناول فرما لیتے۔ آپ نے آخر عمر میں احباب کی التجا کے اصرار پر چار تیرہ بینا شروع کر دی تھی ایام سرما میں تین تین ماہ تک پانی نہ پیتے۔ آپ ہمیشہ صاف و پاکیزہ لباس زیب تن فرمایا کرتے اکثر آپ شب بیدار رہتے۔ آپکی خواب بھی مراقبہ ہی تھی جب لیٹتے سر سے پاؤں تک سیاہ لونگی اوڑھ لیتے جن لوگوں کے دیدار سے خدا یاد آتا ہے آپ انہی میں سے تھے۔ آپ مجذوب سالک تھے۔

آپ کا حلیہ مبارک

آپکا قد مبارک دراز تھا چہرہ گندم گوں سُرخ بینی دراز۔ ریش مبارک کے بال سفید اور لمبے۔ آنکھیں نہایت موزون۔ سر مبارک کے بال بصورت زلف وگیسو رہتے۔ پیشانی کشادہ تھی۔ آپ بالوں پر حنا لگایا کرتے آپنے چہرہ مبارک پر کبھی پھرایا۔ آپ سوتے وقت سرمہ لگایا کرتے اور طاق سلائی لگاتے۔ آپکی آنکھیں ... اور کشادہ۔ سینہ فراخ باوجود ضعف عمری کے بینائی وشنوائی میں کچھ فرق نہ تھا۔ آپ جب بازار میں چلتے تو سر پر لونگی رکھ لیتے اور باایں پیرانہ سالی پیدل بھی تیز چلتے بعض وقت آگے بڑھجاتے سچ فرمایا ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے۔ نظم۔

قوت جبرائیل از مطبخ نبود بود از دیدار خلاق وجود۔
ہمچنیں بے قوت ابدالآں حق ہم زحق داں نہ از طعام و از طبق

آپکے معمولات

بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب مراقبہ کرتے۔ بعد ازاں قرآن مجید کی تلاوت بقدر دواڑھائی سیپارہ کے فرماتے۔ اسکے بعد ختم شریف اپنا پڑھا کرتے۔ قبل از دوپہر طعام تناول فرماتے۔ پھر قیلولہ کرتے۔ بعدہٗ بمجرد آذان سُننے کے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور وضو وغیرہ کرکے نماز ظہر پڑھتے اور اکثر اسی وضو سے عشا پڑھ لیتے اور ظہر کے بعد بھی تلاوت فرما ... بعد ازاں لوگوں کیطرف متوجہ ہوتے جو ارباب حاجات اور عرض گذار ہوتے کسیکو پانی دم کر دیتے کسیکو تعویذ دیتے کسیکے حق میں دعا کیا کرتے اور اکثر صبح کے فرض وسنت کے درمیان

پانی دم فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی اجازت دیدیتے۔ اکثر مایوس العلاج آپکی دعا و توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ آپ نماز عصر عین وقت پر ادا فرماتے بعد از نماز ختم شریف حضرت امام محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے اور خاص خاص احباب کو بھی اسکی اجازت دیتے۔ آپ نماز باجماعت پڑھنے کے عادی تھے۔ بعد از تناول طعام مغرب نماز عشا کی اول وقت پڑھتے۔ آپ سفر میں بھی مسجد میں ہی قیام فرمایا کرتے اور کبھی فرماتے کہ میں خدا کا مہمان ہوں اور خانۂ خدا میں مقیم ہوں۔ آپ سوائے چند لقموں کے اور چیز و نکی طرف شائق نہ تھے۔ آپکی غذائے اصلی ذکر حق ہی تھی۔ آپ خدا کے فضل سے چودہ[۱۴] خانوادہ میں مجاز و صاحب ارشاد تھے مگر اکثر آپ طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ اور طریقہ عالیہ قادریہ کی اشاعت فرماتے خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کو عام طور پر جاری فرماتے اور اسی کو سہل و آسان جانتے۔ اور عبدالرحمٰن صاحب صوفی کا فارسی دیوان بھی آپکو اکثر یاد تھا۔ آپکو کسیقدر شعروں سے بھی دل لگی تھی۔ آپ کسی وقت ایسی حالت میں مست ہوتے کہ یکبیک فرماتے "ھَیْھَاتَ۔ ھَیْھَاتَ" اور کبھی فرمایا کرتے "آخر فنا آخر فنا"۔ بعض وقت صرف بیعت کر کے خلفائے سے حلقہ کراتے اور کبھی خود توجہ دیتے اور یہ پڑھتے نظم

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا ۔۔۔ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ ھَمٍّ مُّغْرَقٌ ۔۔۔ خُذْ یَدِیْ سَھِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

اور کسی حلقہ میں آپ بار بار یہ رباعی پڑھتے اور وہ حالت عجیب ہوتی۔ رباعی

ہر چہ در کائنات می بینم ۔۔۔ ہمہ را نور ذات می بینم
من کہ در ذات او شدم فانی ۔۔۔ کے بسوئے صفات می بینم

اور کبھی کبھی یہ اشعار پڑھتے اور توجہ دیتے نظم

ہر دو
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو
غافلی کفر است پنہاں در وجود آدمی - اینچنیں کافر شدن را حاجت زنار نیست

اور قصیدہ بردہ شریف کے بعض اشعار بھی پڑھا کرتے بالخصوص یہ اشعر زیادہ پڑھتے شعر

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِہٖ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ

آپ جب عام کو نصیحت فرماتے تو فرمایا کرتے کہ باطن درست کرو کیونکہ بعد مرگ سے نجات مسکنی ہے مگر ظاہر احکام شرعیہ کا لحاظ بھی ضروری ہے کیونکہ درستگی کی علامت بھی ظاہری اعمال ہیں اَلظَّاھِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ اور وہ ظاہر بھی سنت وآثار صحابہ کے موافق ہو۔ اور فرمایا کرتے کہ خدا کو خدا کے لئے پیار کرو اور یاد کرو کیونکہ مقصد کیلئے یاد کرنا صرف مقصد کی یاد ہے خدا کی یاد بلا اغراض نفسانی چاہیئے۔ اور جب کبھی خاص احباب اور خلفا کو مخاطب کرتے تو یہ حدیث قدسی بیان فرمایا کرتے مَنْ لَّمْ یَرْضِ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ وَلَمْ یَقْنَعْ بِعَطَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ۔ یعنے قادر ذوالجلال اپنے بندوں کو فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں اور میری نعمتوں پر شاکر نہیں اور میرے عطیہ پر قانع نہیں تو پس وہ شخص میرے سوا کسی اور کو رب بنالیوے۔

اور اکثر یہ حدیث بیان فرماتے خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ یعنے بہتر وہ شخص ہے جو لوگوں کو نفع پہونچاوے۔ آپکے پاس اگر کوئی زاہد خشک یا باتونی آدمی بیٹھتا تو آپ فرماتے مجھے باتیں نہیں آتیں۔ آپ اپنے خلفاء کی اجازت یافتوں کی بھی توقیر کرتے وقدر زیادہ فرماتے تاکہ انکے اعتقاد مندوں کی نظروں میں وقیع اور ذی اقتدار رہیں اور جس خلیفہ کے حلقہ میں تشریف رکھتے وہاں پر اسی کے مشورہ و صلاح سے ہر ایک کام کرتے

یہانتک کہ اکثر تعویذات اور وظائف وغیرہ بھی اُنہی کی تحویل میں رکھتے۔ آپکے دل میں دنیا کی وقعت وعزت مچھر کے پر برابر بھی نہ تھی۔ آپ کبھی خاص خاص احباب سے معانقہ فرماتے اور اکثر مصافحہ پر ہی اکتفا فرماتے۔ آپکو جس طریق پر سلف صالحین نے مقرر کیا تھا آخر تک اُسی ثابت قدم رہے۔

نقل ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو لفظ مرید سے نہ پکارتے بلکہ لفظ یار یا دوست سے یاد فرماتے۔ ایک دن آپکے نبیرہ صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص تو ہمارا مرید ہے آپ اسپر سخت ناراض ہوگئے یہانتک کہ کلام ہی نہ کیا۔ صاحبزادہ نبیرہ صاحب نے کہا کہ حضرت باباجی صاحب تو ناراض ہیں نماز وغیرہ چھوڑ دیئے۔ لوگوں نے عرض کی کیا وجہ کیسے اپنے سب کچھ ترک کر دیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے جواب دیا کہ جب حضرت باباجی قبلہ وکعبہ ناراض ہیں تو اب کیا فائدہ اور کیا نتیجہ۔ کیونکہ عبادات کی قبولیت تو آپکی رضا کے ساتھ ہے جب آپ ناراض ہیں تو پھر ضرورت نہیں۔ جناب باباجی صاحب کو خبر لگ گئی تو آپنے بلوا کر صاحبزادہ صاحب کو فرمایا کہ نہ میرے باپ دادا نے کسیکو لفظ مرید سے پکارا اور نہ میں نے کسیکو مرید کر کے بلایا۔ پھر تم اس قابل کہاں ہوگئے کہ مرید کے لفظ سے پکارو۔ جاؤ آئیندہ توبہ کرو پھر کسیکو لفظ مرید سے نہ پکارنا۔ آپ کی کرامات تو بیشمار ہیں جو آپکے خلفاء وخاص درویشوں سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ میں چونکہ سب حضرات سے بہت کم جناب باباجی کی صحبت میں رہا ہوں اسلئے زیادہ کچھ لکھ نہیں سکتا۔

نقل ہے کہ ایک بار یہ راقم الحروف کسی پہاڑ پر گیا تھا وہاں پر حضرت باباجی صاحب کا عرس مبارک آگیا۔ احباب طریقہ نقشبندیہ نے عرس کا اہتمام نہایت اخلاص ومحبت سے کیا۔ وہاں پر ایک دو مخالفین دین بھی تھے اونہوں نے حکام تک رپورٹ کی اور اعلیٰ حکام کو بدظن کر کے پولیس کے ذریعہ پہرہ لگا دیا۔ رپورٹ میں یہ خبر درج تھی کہ یہ ایک درویش ہے اسکے آنے سے سخت فساد اور دنگہ بلکہ بلوہ ہوگا کبھی یہ مشہور ہوتا کہ آج نقشبندی جماعت فادریوں کو سخت مار یگی۔ پولیس

۱۸۹۱۵

بیچارتی ... زعم ... جمعہ کا دن تھا۔

انہی مخالفین دین میں سے ایک نے پھر جا کر حاکم اعلیٰ ... اہد لینہ فساد ہے۔

حاکم وقت تھا داناا اور اوسکو باباجی صاحب کی روح نے ایسی توجہ دی کہ حاکم مذکور نے عذر مو

آنکر کہا کہ تم دونو شتر بیہا ہنپر بیٹھو۔ ۱۱ بجے سے ۱۲ بجے تک وہ نظر بند رہے

بھی کیا ختم بھی پڑھا۔ میلاد شریف بھی پڑھا۔ طعام بھی تقسیم کیا سب کام نہایت

پورے ہو گئے اور وہ نظر بند ہی رہے۔ اونکا جمعہ نماز وغیرہ سب جاتا رہا

کہ وہ ایسے ذلیل وخوار ہوئے کہ منہ بھی کسیکو نہ دکھاتے اور سب لوگوں میں بدنام ہو گئے۔

اور باباجی صاحب کی کرامت کے سب قائل ہو گئے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک صوبیدار حسن دین نام نے عرض کی کہ یا حضرت میری عمر حدِ

شباب سے تجاوز کر گئی اور اب تک میرے گھر میں اولاد نہیں آپ دعا فرماویں کہ خدا اس آخری وقت

میں اولاد نرینہ عطا فرماویں۔ آپنے ایک تعویذ عنایت کیا اور فرمایا کہ ہمارا مالک تمکو لڑکا عطا

کریگا اسکا نام عبداللطیف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ جب آپ دوبارہ تشریف لائے تو اس صوبیدار

نے روبرو بچہ حاضر کیا اور کہا کہ یہی وہ لڑکا ہے جو آپکی دعا سے خدا نے عنایت کیا۔

نقل ہے کہ ایک بار کسی نے شکایت کی کہ باباجی صاحب آپکے دربار شریف میں برسوں سے

کئی خدام حاضر رہتے ہیں اور حتی الامکان ریاضت ومجاہدہ بھی کرتے ہیں مگر جسقدر آپکی نظر

مبارک حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب پر ہے ویسی اوروں پر نہیں۔ آپنے ایک ہفتہ میں ...

صاحب ارشاد بنا دیا۔ جناب باباجی صاحب نے جواب دیا کہ فقیر کے پاس خدا کا ...

مگر ہر ایک کی قسمت جدا مقدر جدا۔ حافظ جماعت علیشاہ صاحب کے پاس چراغ بھی تھا تیل بھی تھا

بتی بھی تھی۔ دیا سلائی بھی تھی۔ میں نے صرف سلگانیکی محنت کی ہے۔ خدا نے روشن چراغ کر دیا

ع۔ "بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری"

نقل ہے کہ ایک گاؤں ... بیدوں کا تھا جسمیں سوائے ایک دو گھروں کے سب شیعہ تھے آپکی تشریف آوری سے خدا نے سب کو ایسی ہدایت کی کہ وہ سب لوگ سنی العقیدہ ہو گئے اور عاشق صادق بنگئے۔ سبحان اللہ سب سے بڑی کرامت یہی ہے کیونکہ قدیم مثل ہے ع ... جبلت بر نگردد" مگر آپکی برکت سے وہ ایسے صوفی بنگئے کہ علاوہ نماز روزہ کے سب ذکر و تہجد گذار عابد و زاہد بنگئے۔ سچ ہے ع۔ پلٹ دی پھر اک آن میں اُنکی کایا"

نقل ہے کہ آپ ہمیشہ راولپنڈی محلہ ملیار مسجد میاں وارث میں قیام فرماتے۔ ایک دن اتفاقاً مسجد کا دروازہ بند تھا اور چراغ کا گل گر گیا۔ مسجد کا سارا فرش جلگیا صرف وہ جگہ محفوظ رہی جس جگہ پر آپ تشریف رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ راولپنڈی صدر میں متصل گرجا ایک صاحب میاں پیر بخش صاحب آں قبلہ عالم کا مخلص صادق تھا اُس نے بیان کیا کہ ہمارے گاؤں میں پانی نہ تھا کیونکہ زمین سنگلاخ تھی۔ بہت دور دور سے لوگ پانی لایا کرتے۔ آپکی خدمت اقدس میں عرض کیگئی کہ پتھریلی زمین ہے پانی کی ہر وقت بکثرت ضرورت ہے۔ جنابنے فرمایا اسجگہ کنواں نکلواؤ۔ پیر بخش نے چارسو روپیہ خرچ کر کے کنواں کھدوایا مگر پانی نہ نکلا۔ پھر اوس نے سرکار انگریزی سے امداد لیکر پھر اور کھدوایا مگر پانی نہ نکلا۔ اب لوگ طعن کرنے لگے کہ تیرے پیروں نے تجکو برباد کر دیا جب آپ دوسرے برس تشریف لائے تو یہ کل واقعات آپکے گوشگذار کرائے گئے۔ آپنے نہایت خاص حالت میں اُٹھکر فرمایا کہ پیر بخش کے حق میں دعا کرو۔ پھر فرمایا۔ پیر بخش صاحب جاؤ پانی خدا دیگا گھبراؤ مت۔ پیر بخش صاحب اتفاقاً باہر نکلے تو کیا دیکھا کہ بچے کنوئیں پر جمع ہیں اور ایک شور و غوغا مچا ہوا ہے۔ ایک بچہ نے کہا کہ بابا پانی آگیا ہے۔ پیر بخش نے دیکھا تو نیچے

بڑے زور سے پانی بڑھ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس سے ایک نہر آ رہی ہے پیر بخش کہتا ہے کہ میرے دیکھتے دیکھتے وہ پانی کنارہ چاہ تک آ گیا۔ پھر وہ پانی بہت ہی خرچ کیا گیا تاکہ پختہ بنایا جاوے مگر وہ پانی بالکل کم نہ ہوا بلکہ ترقی پذیر تھا پانی بھی سرد تھا کہ نہایت شیریں ذائقہ دار۔ ان ہی دنوں میں ایک صاحب محمد بخش دیکھا کہ حضرت باباجی علیہ الرحمۃ تیرہ شریف سے وہ پانی لا رہے ہیں اور کنوئیں جاتے ہیں۔ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود۔ اگرچہ از حلقوم عبداللہ بود"۔

نقل ہے کہ ایکدفعہ آپ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں مقیم تھے وہاں پر ایک صاحب ولیداد خان نام یار تھا اس نے عرض کی کہ میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہوئیں مگر لڑکا ایک بھی نہیں۔ آپ نے قند سیاہ پڑھ کر دیا اور فرمایا کہ اپنی بیوی کو کھلا دو اور دعا فرما کر کہا کہ تمکو لڑکا عنایت کریگا اسکا نام محمد شریف رکھنا۔ چنانچہ سال آئندہ میں آپ دوبارہ وہاں تشریف لائے تو ولیداد خان صاحب نے بچہ حاضر کر کے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جسکا نام آپ نے محمد شریف رکھا تھا۔

نقل ہے کہ موضع علیپور سیداں میں حضرت شاہ صاحب نے ایک کنواں کھدوایا تو اوسمیں پانی نہ نکلا جب لوگ مایوس ہو گئے۔ انہی ایام میں حضرت باباجی صاحب علیہ الرحمۃ تشریف لائے۔ لوگوں نے پانی کی شکایت کی آپ نے فرمایا اب کنواں کھودو اور پانی خدا دیگا چنانچہ جب کنواں کھدایا گیا تو بفضل خدا اسقدر پانی آیا کہ کبھی خشک نہ ہوا حالانکہ اسکے گرداگرد کے کنوئیں خشک ہیں۔

آپکے چند خلفا کے نام

حضور قبلۂ عالم علیہ الرحمۃ کے خلفا تو صدہا ہیں مگر صرف علاقہ پنجاب کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) جناب حضرت سید حافظ مولوی حاجی صوفی جماعت علیشاہ صاحب علیپوری۔

(۲) حضرت حاجی سید جماعت علیشاہ صاحب ثانی علیپوری ۔

(۳) جناب خلیفہ ... عالم صاحب باولی شریف ضلع جہلم ۔

(۴) جناب خلیفہ صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب ۔

(۵) جناب حافظ عبدالکریم صاحب راولپنڈی ۔

(۶) جناب مولوی غلام نبی صاحب قریشی از چک ۔

(۷) جناب مولوی محمد حسن صاحب از گجرات ۔

(۸) جناب فاضل اجل مولانا مولوی غلام محمد صاحب مرحوم گھوٹوی امام شاہی مسجد لاہور ۔

(۹) صاحبزادہ نواب الدین علی صاحب ساکن لشندور ۔

(۱۰) جناب حافظ فتح دین صاحب ۔ رنگپورہ ضلع سیالکوٹ ۔

(۱۱) راجہ شیر باز خانصاحب موضع بڑکی تحصیل گوجرخان ۔

(۱۲) جناب حافظ جی جوڑی والہ مرحوم (۱۳) مولوی سنت علیصاحب مرحوم متیر الوالی (۱۴) سید غلام قادر [illegible]

افسوس کہ دیگر حضرات کا مجھے علم نہیں ورنہ اور بھی لکھتا ۔ ماسوائے اسکے آپکے صاحبزادگان کے فیوض و برکات جدا ہیں ۔ خدا کی شان ہے کہ جسطرح آپ کی ذات مبارک مظہر فیوض نبی اسی طرح آپکی اولاد پاک بھی بقول اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ عام و خاص کیواسطے چشمۂ فیض ہیں ۔

آپکے پانچ صاحبزادے تھے ۔ دو انتقال فرماگئے اور تین صاحب کمال باقی ہیں ۔ اور دور دراز مثل علاقہ دھنی و گھیبی و پوٹھوہار و آوان کارو جلندرال ۔ وچکارد ۔ و پونچھ و کشمیر و کوہستان وغیرہ میں آپکا فیض جاری ہے ۔ اور تینوں صاحبزادگان صاحب ارشاد و مجاز ہیں ہزارہا لوگ انکے فیوض و برکات سے حصہ لیتے ہیں ۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ۔

اب جو بڑے صاحبزادہ ہیں ان کا اسم شریف احمد نبی صاحب ہے ۔ انکے بعد دوسرے

صاحبزادہ کا نام حضرت سید شاہ صاحب اور تیسرے کا نام [illegible] صاحب [illegible]

کہ سب صاحبزادے صاحب یمن و اقبال ہیں اور سب کے گھروں میں [illegible] باپ بابا جی صاحب

علیہ الرحمتہ چند روز علیل ہوئے اور بتاریخ ۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ مابین ظہر و عصر انتقال [illegible]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

آپ کی آخری وصیت جو احباب کو فرمائی تھی یہ ہے (۱) جس جگہ جاؤ تو یاروں کو

چھوڑ جاؤ یعنے یاروں کو بوجہ تکلیف کے یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ شکر خدا کا کہ پیر صاحب چلے گئے۔ (۲) یاروں کو آپس میں حسد و کینہ نہ چاہیئے بلکہ جسکو خدا خیر و برکت دیوے اوس سے مستفید و مستفیض ہونا چاہیئے (۳) سفر میں ذکر کو ہر حال میں مقدم رکھنا چاہیئے اگر ذکر میں کچھ قصور واقعہ ہو تو اوسجگہ نہ رہیں کیونکہ وہاں کے لوگ فیض سے محروم رہینگے (۴) یاروں کے ساتھ سیر کے واسطے نہ جانا چاہیئے جبتک وہ از احد خواہشمند نہ ہوں۔ (۵) پیر کو انتظار کے بغیر چلا جانا چاہیئے تاکہ لوگوں کو کسیطرح کی بدگمانی یا بدخیال پیدا نہ ہو۔ عمر شریف آپکی غالباً ایک سو برس کی تھی مرقد مبارک آپکا موضع چورہ شریف علاقہ راولپنڈی میں ہے۔ جناب کی وفات کا مادہ تاریخ لفظ "غُفِرَلَہٗ" ہے
۱۵ ۱۳ ۹

۳ ## ذکر مبارک حضرت باباجی نور محمد صاحب علیہ الرحمہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا خواجہ نور محمد صاحب المعروف باباجی نیراہی ہے۔ آپنے [illegible] باطنی اپنے والد ماجد حضرت فیض اللہ صاحب سے حاصل کیا۔ اور بعد از انتقال [illegible] کے مسند خلافت پر بیٹھے۔ جب جملہ اطراف و اکناف سے خلقت جوق در جوق آنے لگی اور علما و فضلا داخل طریقت ہوتے گئے تو لوگوں کو بوجہ ملک یاغستان راستہ میں بہت ہی تکلیف ہوتی تھی۔

آپ نے موضع تیراہی شریف ... ڈیرہ اُٹھا کر معہ اہل و عیال اسباب و مال موضع چورہ شریف ملک چنداں میں سکونت اختیار کی۔ آپکا مولد شریف ملک تیراہ ہے۔ اور آپکے چار صاحبزادے باکمال تھے۔ اول۔ خواجہ احمد گل صاحب علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ فقیر محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ ... دین محمد صاحب دام ... چہارم۔ شاہ محمد صاحب علیہ الرحمۃ۔ یہ ہر چہار حضرات ... والد ماجد کے مابعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپکے انتقال کے وقت آپکے پاس جناب حضرت شیخ الشیوخ مرشد نا و ہادینا حضرت فقیر محمد صاحب موجود تھے اور سر مبارک بابا جی صاحب کا حضرت صاحبزادہ دوم کے زانو مبارک پر تھا اور انہوں نے بدست خود تجہیز و تکفین کی اور غسل بھی دیا۔ اور اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت بابا جی کو لحد شریف میں لٹایا۔ اور جو کچھ جناب خواجہ نور محمد صاحب کا فیض باطنی اور خزانہ مخفی نہادہ اسی وقت حضرت فقیر محمد صاحب کو عطا کیا گیا آپ کی وفات کے بعد خلفا میں سے چار خلیفے اعظم مشہور تھے۔ اول۔ خواجہ الور صاحب ختکی۔ دوم۔ خواجہ شاہ نامدار بنتیالیوی المعروف ہادی صاحب۔ سیوم خواجہ محمد میر صاحب شبار پوری چہارم۔ خواجہ حافظ عبد اللطیف صاحب ساکنہ قصبہ خوانی۔

نقل ہے کہ ایکدن ایک درویش نے عرض کی کہ بابا جی صاحب کیا سبب ہے کہ اور لوگ صدہا ریاضات و مجاہدات کر کے بھی اسقدر جوش عشق و جذب و فیض نہیں حاصل کرتے جسقدر حضور کے خدام چند روز میں حاصل کر لیتے ہیں۔ آپنے فرمایا کہ دوست ... یا اولاد اوس شخص کے تنگدست و محتاج ہوتے ہیں جنکا باپ یا رفیق غریب و مفلس ہو۔ اور جنکا باپ رفیق مالدار ہوا ونکو زیادہ تر خلوص و محبت کی ضرورت ہے محنت کی چنداں حاجت نہیں۔ آپ کی عمر شریف ایک سو ساٹھ برس کہتے ہیں۔ اور وفات آپکی ۱۲۔ شعبان ۱۲۶۰ھ مزار مبارک موضع چورہ شریف۔ لفظ مادہ تاریخ وفات غفور (۱۲۶۰ھ) ہے۔

ذکرِ مُبارک حضرت باباجی محمد فیض

فائدہ ۔ ولادت باسعادت آپکی ملک تیراہ افغانستان میں ہے۔ بیعیت و خزائن مخفی آپنے حضرت خواجہ محمدؐ عیسٰے علیہ الرحمۃ گنڈاپوری سے حاصل کیا اور بعد از خدمت کے خرقہ خلافت بھی آپ کو عطا کیا گیا۔ آپ سپہ گری میں ملازم تھے تنخواہ کے ہوتا فقرا اور درویشوں کو خیرات و صدقات دیا کرتے۔ ایک دن آپ کا پہرہ ایک ... ایک وقت کھڑے تھے کہ ناگاہ حضرت سید حافظ جمال صاحب شکار کھیلنے کھیلنے اسطرف سے گذرے اور آپکی نظر کیمیا اثر حضرت فیض اللہ پر پڑی تو یہ حضرت سخت بیہوش ہو گئے۔ حضرت حافظ صاحب آپکو کمال محبت سے اپنے ساتھ لیکر گھر گئے اور چند مدت کے بعد آپکو حضرت محمدؐ عیسٰے صاحب اپنے خلیفہ خاص کے سپرد کرکے خود رخصت فرما گئے۔

نقل ہے کہ ایک دن خواجہ محمدؐ عیسٰے صاحبنے فرمایا کہ اے فیض اللہ چلو تمکو خواجہ خضر علیہ السلام کی زیارت کرائیں۔ آپنے فرمایا کہ بے ادبی معاف۔ میرے خضر تو آپ ہی ہیں جو کچھ مجھے پہونچیگا وہ آپ ہی کے ذریعہ و وسیلہ سے پہونچیگا۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں مبادا انکی جلالت مجھپر غالب آجائے اور آپکو کہیں بنظر حقارت دیکھوں۔ اس خوش اعتقادی سے آپ بہت ہی خوش ہوئے اور آپ اسقدر محو ہوئے کہ گریہ نمودار ہوا۔ اسی اثنا میں خواجہ محمد عیسٰے علیہ الرحمۃ نے آپ کو بغل میں لیکر خوب معانقہ کیا اور منزلِ مقصود تک پہونچا دیا اور آپ کو فرمایا کہ یہاں ... کہ سلطنت کفار ہونیوالی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ ایک راستہ میں تہکان کی وجہ سے بیٹھ گئے۔ اور وہاں پر ایک خشک درخت کہنہ بھی تھا۔ چند اشخاص مسافر اسطرف سے گذرے تو اون میں ایک نے کہا کہ یہ کون شخص ہے

دوسرے نے کہا کہ کوئی نفع نہیں ہو گا کسی نے جواب دیا کہ اگر فقیر ہوتا تو کیا یہ درخت سبز نہ ہو جاتا حضرت فیض اللہ دعا فرمائی تو وہ درخت فوراً سبز بھی ہوا اور پھل پھول بھی اوسکو لگ گئے بس آپ نے وہیں پر قیام فرمایا اور ہزار ہا لوگ آپ کے طالب و مرید ہوئے۔ اور یہ پھل باباجی تیراہی شہور ہو گئے۔ آپ کی وفات شریف ۸ ربیع الاول ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک آپکا موضع مرلی شریف ملک تیراہ میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات آپکا در منظومہ (۱۲۴۵ھ) ہے۔

۶ ذکر مبارک حضرت حافظ محمد جمال اللہ صاحب رام پوری

فائدہ - اسم شریف آپکا سید حافظ جمال اللہ صاحب بن سید محمد درویش صاحب ہے نسب نامہ آپکا حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ بخارا شریف سے آپ سپاہیانہ لباس میں آئے اور سرہند شریف میں قیام فرمایا۔ مگر اس سے پہلے وہ عملیات و قصائد خوانی کرتے اور تلوار باندھ کر ملک کی سیر و سیاحت کرتے۔ اور علم ظاہری بھی حاصل تھا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ جب سرہند شریف پہونچے تو جناب خواجہ محمد اشرف صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی بعد از ویرانی سرہند کے رامپور المعروف بہ مصطفیٰ آباد تشریف لے گئے۔ آپ عیال نہ رکھتے تھے۔ آپکے بعد تین خلیفہ ہے۔ اول۔ شیخ صحرائی علیہ الرحمۃ۔ دوم خواجہ شاہ درگاہی رامپوری۔ سوم شاہ محمد عیسےٰ گنڈاپوری علیہ الرحمۃ۔ وفات آپ کی تین یا چار ماہ صفر ۱۲۰۹ھ میں ہوئی۔ مرقد آپکا رامپور متصل دروازہ عیدگاہ کے ہے۔ مادۂ تاریخ وفات منظر حیا (۱۲۰۹ھ) ہے۔

۵ ذکر مبارک حضرت محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - اسم شریف آپکا محمد عیسےٰ ولادت آپکی موضع چودہ علاقہ ملتان میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر

۵ آپکا ذکر خیر حضرت محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد پڑھنا چاہیے۔ مولف۔

ومقرب حاضر ہیں حضرت حافظ جمال اللہ صاحب۔ اور مشائخ عظام و علماء
ظاہری و باطنی میں بے نظیر تھے۔ آپ ہر روز حضرت خضر علیہ السلام شرف ہوتے
تھے۔ آپ چند عرصہ اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت فیض درجت میں رہکر تاج ... پایا اور
ضلع جھنگ میں اقامت پذیر ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ ایک خواجہ میر محمد صاحب۔ دوسرے
جان محمد صاحب۔ سوم علی محمد صاحب علیہم الرحمۃ۔ بعد از وفات پدر عالیقدر خود مسند
پر خواجہ جان محمد صاحب بیٹھے۔ وفات آپکی ۷۔ ذی الحجہ سنہ ۱۲۲۲ھ کو ہوئی۔ مرقد
آپکا موضع گنڈا پور میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکا مظفر (سنہ ۱۲۲۲ھ) ہے

ذکر مبارک حضرت قطب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۷

فائدہ۔ آپکا نام نامی شاہ قطب الدین بخاری عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے
ولادت آپکی ملک ماوراء النہر میں ہے۔ آپ خلیفہ اکبر خواجہ زبیر علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ علاوہ مجاہدات
و ریاضت باطنی کے آپ عالم حدیث و فقہ و تفسیر وغیرہ تھے اور درس بھی فرمایا کرتے تھے
آپنے سرہند شریف میں آکر علم باطنی حاصل کیا اور بعد از انتقال اپنے پیر روشن ضمیر کی مسند خلافت
پر بیٹھے۔ کچھ عرصہ تک سرہند شریف میں مقیم رہے۔ بعد از مدت مدید کے ایک صاحبزادہ صاحب
کے ساتھ کسی بات پر عناد ناحق شروع ہوگیا۔ یہانتک کہ خواجہ قطب الدین کی غیرت اور رنجیدگی
سے سرہند فنا و تباہ ہوگیا۔ اسی واسطے امام رفیع الدین صاحب کو بانی سرہند ...
اور خواجہ قطب الدین صاحب کو فانی سرہند۔ چھ برس تک سرہند ... آپ
وہاں سے رخصت ہوکر گیارہویں صدی میں مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ آپکی وفات ۱۱ رجب سنہ ۱۱..ھ
میں ہوئی۔ اور مزار مبارک آپکا آدم بنوری و خواجہ محمد پارسا کے پاس مدینہ منورہ میں ہے

اور آب سقف روضہ عثمانی زرد سے مرقد پر گرتا ہے۔ مادہ تاریخ وفات ظفرہا (۱۰۷۳ھ) ہے۔

۸ ذکر مبارک حضرت محمد زبیر صاحب سرہندی رح

فائدہ - اسم شریف آپکا محمد زبیر ہے۔ آپ نبیرہ و خلیفہ نقشبند ثانی ہیں۔ آپکو خدا نے دولت دنیا و دین عطا کی تھی۔ آپکے وقت کے امرا وغیرہ سب آپکے معتقد و مرید تھے۔ وظیفہ دائمی آپکا یہ تھا ۲۴ ہزار کلمہ طیبہ۔ ۱۵ ہزار اسم ذات اور صلوٰۃ الاو بین میں ۱۰ ہزار کلمہ شریف اور نماز تہجد میں چھ پارہ سورۂ یٰسین اور بعد از قیلولہ دو رکعت پڑھتے جنمیں قران مجید ختم کرتے بعد از عصر درس حدیث و تصوف فرماتے۔ وفات شریف آپکی بروز چہارشنبہ بتاریخ ۴ ذی الحجہ ۱۱۵۲ھ میں ہوئی مرقد مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے، اور مادہ تاریخ وفات مشتاق محمد زبیر ہے۔

۹ ذکر مبارک حضرت محمد حجۃ اللہ صاحب سرہندی رح

فائدہ - آپکا اسم شریف حجۃ اللہ اور لقب نقشبند ثانی اور خرقہ خلافت اپنے والد ماجد شیخ محمد معصوم سے پایا۔ اور علم ظاہری و باطنی میں یکتا تھے اور فقر و زہد و تقوٰی میں خوب مضبوط و ثابت قدم تھے۔ جب آپ حج بیت اللہ کیطرف روانہ ہوئے تو آپکے ساتھ ۲۵ ہزار حاجی روانہ ہوئے کل کا خرچ و زاد سفر آپ ہی کے ذمہ تھا۔ اس قافلہ میں چند روافض بطور تقیہ داخل تھے حضور کو خدا نے مطلع کر دیا۔ آپنے فرمایا کہ کئی لوگ ایسے ہمارے قافلہ میں ہیں کہ ظاہر انکا صاف اور باطن انکا ناپاک ہے۔ اسی اثنا میں باد مخالف سے جہاز گھوم کر یمن کیطرف متوجہ ہو کر ایک کنارہ پر پہونچگیا اور سبکے تو م خرچ ترقی پر تھے انہوں نے حسد و عداوت کو اس حد تک بڑھایا کہ قتال و جدال تک نوبت آئی جب بہت ہی تکلیف پہونچی تو آپنے دعا فرمائی فی الفور خدا نے

قبول کر ... باکہ حضر ... رضی اللہ عنہ بیٹھے
ہیں اور سب اقوام خوارج و روافض کو طلب کر کے فرمایا کہ نہایت ... بیت گے
ساتھ الفت اور خلیفہ پیغمبر سے عداوت؟ چندکس کو فرمایا کہ اونکو مار ... داب سے بیدار
ہوئے تو زد و کوب کا اثر بدنوں پر موجود تھا۔ پس بعد از قدرے گفتگو کے وہ علما وغیرہ تائب
ہو کر مرید ہو گئے۔ وفات شریف آپکی ۲۹ محرم ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک آپکا سرہند شریف
میں ہے اور مادۂ تاریخ وفات مولانقشبند ثانی (۱۱۱۴ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا خواجہ محمد معصوم ہے علیہ الرحمۃ۔ اور لقب آپکا عروۃ الوثقیٰ۔ اور آپ فرزند ثالث شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے ہیں۔ نسب شریف آپکا از راہ اجداد امجاد گیارہ واسطہ سے سلطان فرخ بادشاہ کابل تک پہونچتا ہے اور انیس (۱۹) واسطہ سے حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے۔ مقام آپکا بوجہ علو استعداد در ولایت محمدی المشرب تھے۔ ۱۶ برس کی عمر تک جملہ علوم ظاہری سے فارغ ہو کر علم باطنی میں آپ سب بھائیوں میں سے سبقت لیگئے یہانتک کہ آپکے والد ماجد نے باوجود صغر سنی و کم عمری کے اپنے مریدونکی تربیت فرمانے کی اجازت فرمائی۔ آپکے مریدوں کی تعداد نو لاکھ سے زیادہ تھی اور سات ہزار آپکے خلیفہ تھے اور میر محمد بدخشانی اپنی کتاب تذکرۃ المشائخ معصومیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک ... میں ایک لڑکا مر گیا اور اسکے والدین بوجہ غلو و افراط محبت بہت ہی جزع و ... کرتے تھے یہانتک کہ انکا حال ابتر ہو گیا وہ گریاں و نالاں آپکے پاس آئے۔ حضور نے نہایت الحاح و تضرع سے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ خدا نے قبول فرمائی وہ بچہ زندہ ہو گیا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص کہیں تجارت کو گیا اتفاقاً معہ مال و اسباب جہاز پر سوار ہوا۔ اور جہاز ہلاکت گ ب میں آگیا۔ جب غرق ہونے پر پہونچا تو حضرت محمد معصوم علیہ الرحمۃ کو یاد کرکے ایک ہزار روپیہ نذر رکھا اسیوقت ایک اور طرف سے ہوا چلی تو وہ جہاز صحت و سلامتی تلاطم سے باہر ہوگیا۔ اور منزل مقصود تک پہونچگیا۔ جب وہ شخص آپکے پاس آیا تو پانچسو روپیہ نذر پیش کیا حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اوس تباہی و غرقابی میں تو ہزار روپیہ اور اب پانچسو روپیہ۔ وعدہ کا ایفا واجب ہے۔ وہ شخص نہایت ہی شرمندہ ہوا اور ہزار پورا نذر کرکے معافی چاہی۔

نقل ہے کہ شاہ جہاں آپکی خدمت میں حاضر ہونیکی بہت ہی استدعا کرتا تھا مگر آپنے قبول نہ فرمایا اور عالمگیر بادشاہ آپکا مرید ہوا مگر دولت صحبت آپکی اسکو بھی نصیب نہ ہوئی۔

نقل ہے کہ محمد صدیق صاحب پشاوری کہتے ہیں کہ دوبار بوقت مصیبت مینے آپکو یاد کیا آپ فوراً تشریف لائے اور اس مصیبت سے رہائی دلوائی۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا نے محمد معصوم کو خلعت قیومیت عطا فرمایا ہے اور آپکی مٹی کا خمیر بقیہ خمیر طینت جناب حبیب حق رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ ولادت آپکی ۱۰۰۹ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۱۰۷۹ھ ۹ ربیع الاول یا ۱۰۸۰ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۷۱ یا ۷۲ سال تھی مادۂ تاریخ ولادت یار حق مخدوم ہے۔ اور مادۂ تاریخ وفات زاہد غنی ۱۰۷۹ھ مزار مبارک آپکا سرہند شریف میں ہے۔ ضرور ہی دیکھو۔

ذکر مبارک حضرت امام ربانی محبوب یزدانی مجدد الف ثانی رح

فائدہ - آپکے فضائل وکمالات وخوارق وکرامات کتب سیر میں بہت ہی شرح وبسط سے

مرقوم ہیں۔ آپ امام طریقت و مقتدائے شریعت ہیں۔ آپ را ہ ... نت تھے۔ اسم
شریف آپکا شیخ احمد۔ نسبت فاروقی اور لقب بدرالدین اور کنیت ... ۔ آپکی
نسبت و ارادت طریقہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ
قادریہ شاہ اسکندر کھیلتی کے ساتھ اور نسبت صابریہ چشتیہ اپنے والدماجد شیخ خوا[جہ عبدالاحد]
کے ساتھ ہے۔ اور فیض سہروردیہ بھی خواجہ عبدالاحد صاحب سے ہی پایا۔ علاوہ ازیں سلسلہ
شطاریہ و مداریہ و کبرویہ وغیرہ کا فیض بھی آپنے والد سے ہی پایا۔ آپنے اپنے مقامات و
میں اسقدر ترقی پائی کہ خود حضرت باقی باللہ صاحب حلقہ میں تشریف لاکر فرمایا کرتے کہ ش[یخ احمد]
ایسا آفتاب ہے کہ دونوں عالم اوس سے منور ہیں اور شیخ احمد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ:۔
"طریقہ ما طریقہ صحابہ کرام است و نزد فقیر یک گام دریں طریق زدن برابر ہزار گام است در طرق
دیگر۔" پہلے تمام علمائے عصر و فضلائے دہر میں سے حضرت شیخ احمد صاحب کو لقب مجدد
کا مولانا مولوی عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی کی زبان مبارک سے ظاہر ہوا۔ اور شیخ عبدالحق
صاحب محدث دہلوی بھی قائل بہ مجددیت و افضلیت ہو گئے تھے۔ اور مولانا جلال الدین
سیوطی اور خواجہ شیخ بدرالدین نقشبندی وغیرہ علمائے کرام نے یہ حدیث دربارہ تعریف
و بشارت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرمائی ہے وہ حدیث یہ ہے۔
یَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَهٗ صِلَةٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِهٖ كَذَا وَكَذَا
مِنَ النَّاسِ یعنے میری امت میں ایک شخص ہوگا جسکو بوجہ اصلاح و اتحاد کرانیکے صلہ کہا جائیگا
اوسکی شفاعت سے اسقدر لوگ بہشت میں جاوینگے۔ اور خود شیخ احمد صاحب نے اپنے
اپنے مکتوبات میں فرمایا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَةً بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ وَمُصْلِحًا
بَیْنَ الْفِئَتَیْنِ یعنے شکر اوس خدا کا جس نے مجھے بنایا دو دریاؤں کے ملانے والا اور دو فرقوں

کے اصلاح کرنے والا ۔۔۔ مدید سے دو فرقے وجودی و شہودی باہم سخت تنازع رکھتے تھے
آخرش مجدد الف ۔۔۔ علیہ الرحمۃ نے ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ سے ہر دو فریق کے مسائل
و عقائد ۔۔۔ ۔۔۔لانہ بحث کر کے مسئلہ وحدت وجود و وحدت شہود کو صاف و سہل کر دیا ۔
اور ہر دو فریق کی صلح کرائی ۔ چنانچہ مکتوبات کے ناظرین پر روشن ہے ۔

نقل ہے کہ ایک دن آپ مراقبہ میں تھے یکایک خدا کیطرف سے یہ الہام ہوا غَفَرْتُ لَكَ وَلِمَنْ تَوَسَّلَ بِكَ بِوَاسِطَةٍ اَوْ بِغَيْرِ وَاسِطَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے تجھکو اور تیرے وسیلہ داروں مریدوں کو میںنے بخشدیا ہے ۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد نعمان (یہ آپکے خلیفہ خاص ہیں) کو زیارت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر محمد نعمان سے کہدے کہ شیخ احمد کا مقبول ہمارا مقبول اور شیخ صاحب کا مردود ہمارا مردود ہے ۔ اور ہمارا مقبول یا مردود خدا کا مقبول یا مردود ہے ۔

نقل ہے کہ ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عداوت رکھتا تھا ایک دن مطالعہ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کر رہا تھا کہ امیر معاویہؓ کی تعریف و توصیف کا مقام پڑھکر بیزار ہوا اور مکتوبات شریف کو بہت سختی و غصہ سے زمین پر مارا ۔ اُسی رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ امام ربانی علیہ الرحمۃ آئے اور کان سے پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان میرے کلام پر غصہ و معترض ہے چل تجھکو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس لیچلوں ۔ چنانچہ امام ربانی گھسیٹ کر حضرت علیؓ کی خدمت میں لیگئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں یہ شخص مجھپر معترض ہے اور غصہ سے کتاب کو زمین پر پھینک دیا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے شخص خبردار اصحاب نبوی کے حق میں کبھی کوئی کلمہ بے ادبی کا نہ کہنا اور نہ عداوت کرنا

یہ شخص معترض ہو گئے نہایت ... ہے یہ کلام کہ منتو ہم ہوا اور اد لہ سی نزدید پر مستعد ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ یہ شخص تو بدظن سنگدل ایک دھپڑ لگاؤ تاکہ اسکا سینہ صاف ہو اور توبہ کرے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی ور ہے اسکے سینہ پر دہپڑ لگایا فوراً اوس نے توبہ کی۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو وہ د نہی۔ فی الفور بحضور جناب شیخ احمد صاحب تائب ہوکر مرید صادق بنگیا۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک شخص کو آپنے سفر کو روانہ کرکے فرمایا کہ اگر راستہ میں کوئی مشکل آن پڑے تو مجھکو یاد کرلینا جب وہ سفر میں ایک بیابان میں پہونچا تو ناگاہ ایک ... بہت غصہ سے نکلا اور حملہ کرنے پر مستعد ہوا۔ یہ شخص فوراً آپکا نام پاک زبان پر لایا ... حاضر ہوئے اور آپنے اُس شیر کو بھگا دیا اور اُس مسافر کو بمعہ قافلہ کے نجات دلاکر سیدھا راستہ پر چلا دیا۔

نقل ہے کہ فرمایا جو شخص میرے طریقہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہوگا اُن سب کو خدا نے میرے پیش نظر کردیا ہے اگر چاہوں تو ہر ایک کا نام و مقام بتادوں۔ اور آپنے فرمایا ہے کہ مجھکو بشارت ہوئی ہے کہ جس جنازہ پر تو نماز پڑھیگا اُس میت کو بخشدونگا۔ آپنے فرمایا کہ جو جو کمالات کہ نوع بشر کے لئے آیندہ ممکن ہیں وہ خدا نے اس عاجز کو عنایت کئے ہیں باستثنار رسالت نبوت کے۔ آپ گیارہویں صدی کے مجدد ہیں۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ :۔ "اے فرزند ایں آں وقتیست کہ سابقہ دریں طور وقتیکہ پر از ظلمت استے پیغمبر اولوالعزم مبعوث میگشت و ... میکرد الخ" کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ان سنہری الفاظ کی موجودگی میں بھی ہماری تحریر کو اپنی طبعزاد زیادتیوں پر محمول سمجھا جاتا ہے۔ ساتھ ہی اسکے ان کج فہموں کا کمالات مجددیہ ہم کو

کمالات رسالت و نبوت کا وارث یا مظہر اتم نہ سمجھنا گویا آفتاب نصف النہار سے انکار کرنا ہے کیونکہ حضرت امام مجدد الف ثانی رح خود فرماتے ہیں کہ "از عین الیقین و حق الیقین چہ گوید و اگر بہ فہم کنند کہ در باید ایں معارف از حیطۂ ولایت نیست۔ ارباب ولایت در رنگ علمائے ظواہر در ادراک آں عاجز اند و در درکِ آں قاصر۔ ایں علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار النبوت اند (علیٰ اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ) کہ بعد از تجدید الف ثانی بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ اند و بطراوت ظہور یافتہ صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است"۔

یعنی عین الیقین و حق الیقین کی نسبت کیا کہوں۔ اگر کہوں تو سمجھنے والا اور مطلب تک پہونچنے والا کون ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے باہر ہیں جس طرح علمائے ظاہر ان معارف کے سمجھنے سے عاجز ہیں اسیطرح صاحب ولایت اصحاب بھی انکو نہیں سمجھ سکتے یہ علوم شمع انوار نبوت سے لئے گئے ہیں۔ (اسکے صاحبوں پر صلوٰۃ اور سلام ہو) جو تبعیت اور وراثت سے دوسرے ہزار برس کی تجدید کے بعد تازہ ہوئے ہیں۔ ان علوم اور معارف کا صاحب اس دوسرے ہزار سال کا مجدد ہے"۔ یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں کہ شکر ایں نعمت عظمیٰ بکدام زبان بجا آرد کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ما فقیر را بعد از تصحیح عقیدہ بموجب آرا اہلسنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت و از مریدان و متبعان ایں خانوادہ بزرگ گردانیدہ نزد فقیر یک گام دریں طریقہ زدن برابر ہزار گام طریق دیگر است۔ راہے کہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص باین طریق عالی است منتہائے طرق دیگر تا نہایت کمالات ولایت است از انجا راہے بکمالات نبوت نکشادہ اند ازینجاست کہ ایں فقیر در کتب رسائل خود نوشتہ کہ طریق ایں بزرگواران طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان۔ چنانچہ اصحاب کرام بطریق وراثت از کمالات نبوت

حظ وافر گرفتہ اند منتہیان ایں طریق نیز ازاں کمالات کامل ببیابند الخ۔

اولیائے متقدمین کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے متعلق پیشنگوئیاں

(۱) مقامات حضرت شیخ الاسلام احمد جام رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ میرے بعد سترہ آدمی احمد نام پیدا ہونگے اور ان میں سب سے پچھلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا اور بعد از اصحاب کرام وہ امت کے تمام اولیاء سے افضل ہوگا۔

اس مبارک اور سچی پیشگوئی میں ایک عجیب وغریب نکتہ ہے۔ یعنے اس نکتہ سے مرزا غلام احمد کادیانی کے دعاوی باطلہ کی کھلے طور پر تردید ہو رہی ہے کیونکہ شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پچھلا یعنے سترہواں احمد حضور سرور کائنات سے ہزار سال بعد پیدا ہوگا۔ مگر مرزا کادیانی تیرہویں صدی میں پیدا ہوا ہے۔ اسلئے مرزا کادیانی کا دعوٰی ہرگز ہرگز پایہ صداقت کو نہیں پہونچ سکتا۔ اور مذکورہ احمدوں میں اسکا اپنے آپ کو شمار کرنا سخت غلطی ہے۔

کتاب رموز العاشقین میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جام رہ کے دست مبارک پر تا دم حیات (ظاہری) چھ لاکھ آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ ایک دن آپکے صاحبزادہ حضرت شیخ ظہور الدین رح نے آپ سے دریافت فرمایا کہ ہم نے مشائخ کرام کے حالات کئی دوسری کتابوں میں دیکھے ہیں لیکن جن واقعات کا انکشاف آپ پر ہوتا ہے کسی اور پر ہوتے نہیں دیکھا۔ آپنے فرمایا کہ مینے جس قسم کی ریاضت کسی ولی کی سنی یا دیکھی اسپر عمل کیا۔ خدا وند تبارک وتعالی نے جسقدر کہ ان سب اولیاء کو عطا فرمایا وہ تمام مجھکو عنایت کیا لیکن آج سے چار سو سال بعد ایک شخص احمد نام پیدا ہوگا کہ جسمیں عنایات ایزدی کے آثار اولین جیسے ہونگے

مخلوقِ خدا اُسے دیکھیگی اور کہیگی کہ ھذا من فضل ربی اولیائے اولین اور آخرین کے کمالات اُسکو ... پائینگے۔

اب آپ ... ہے کہ حضرت شیخ الاسلام احمد جام رح کی پیشگوئی کس آن بان اور صداقت کا سہرا ... ہوئے پوری ہوئی۔ یعنی حضرت شیخ الاسلام رح نے ۵۳۶ھ میں وفات پائی اور ولادت باسعادت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح دسویں صدی میں واقع ہوئی اس حساب سے بموجب پیشگوئی پورے چارسو سال کے بعد حضرت امامؒ کی ولادت ہوئی۔

(۲) ایک روز حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل میں مراقبہ فرماتے تھے کہ دفعۃً آسمان سے ایک نور عظیم ظاہر ہوا جس سے تمام کائنات منور اور نورانی ہوگئی اور یہ نور ساعت بساعت بڑھتا گیا اور اس نور سے امت مرحومہ کے اولیائے اولین اور آخرین نے روشنی حاصل کی حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کسی صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ القا ہوا کہ اس نور کا صاحب وہ عزیز ہے جو پانسو سال بعد ظہور فرماکر حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین کی تجدید کریگا۔ جو اسکی صحبت سے فیضیاب ہوگا وہ سعادتمند ہوگا اور اُسکے فرزند و خلفا بارگاہِ احدیت کے صدرنشینوں میں سے ہیں۔ اس واقعہ کے مشاہدہ کے بعد حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ اُتارا اور اپنے خلیفہ اعظم کو امانتاً سپرد فرماکر ہدایت فرمائی کہ یہ خرقہ بہ حفاظت تمام رکھا جائے اور جسوقت اسکا اصلی وارث ظاہر ہو اُسکے پیش کیا جائے۔ سپرد دار جس شخص کی نوبت وہاں تک پہونچے وہ اوس سے استفاضہ اور اوسکی عزت کرے اور ہماری طرف سے یہ تحفۂ سلام پیش کرے۔

(۳) مقاماتِ شیخ خلیل اللہ بدخشی میں مذکور ہے کہ ایک دن شیخ نے فرمایا کہ سبحان اللہ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ میں ایک عزیز ہند میں پیدا ہوگا جو امت کے اولیا میں شان فضیلت

رکھتا ہے مگر افسوس کہ اُسوقت ہم نہ ہونگے پھر ایک حد سے لکھا اور اپنے خلیفہ کے سپرد کیا اور کہا کہ حضرت کے پیش کریں۔ چنانچہ خواجہ نے حضرت امام ربانی کی تجدید قیومیت کی خلعت ہونیکے دسویں سال گذرنے پر پیش کیا۔ حضرت نے فرمایا شیخ خلیل اللہ رحمۃ اللہ امت کے مشائخ کبار میں نظر آتے ہیں۔

منجموں کی پیشینگوئیاں

خان اعظم جو اکبر کے خاص ارکان سلطنت میں سے تھا۔ اکبر کے جور و تعدی سے تنگ آکر نجومیوں اور اختر شناسوں کو جمع کیا اور مضطرب ہوکر واقعات آئندہ کی نسبت دریافت کیا۔ اونہوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی اور اُس مہلت گذرنیکے بعد سب نے متفق ہوکر کہا کہ ہم نے اپنے علم میں خوب غور کیا اور اوضاع فلکی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک مرد خدا پیدا ہوگا جسکی توجہ کی برکت سے دین اسلام تازگی پائیگا اور کفر نیچا دیکھیگا۔ ملحد لوگ نگونسار ہونگے۔ اُسکا طریق مثل اصحاب حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوگا۔ اور ہزارویں سال میں دین اسلام کو تازہ رونق دیگا۔ منجملہ انکے ایک نجومی نے بیان کیا کہ تین روز سے ایک ستارہ نکلتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے آجتک نہیں نکلا تھا۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نکلتا تو اُس سے ایک نبی اولوالعزم صاحب شریعت کی بعثت کا استدلال کیا جاتا۔ چونکہ اس امت میں بعد ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر کا ہونا محال ہے اسلئے اس ستارہ کے خواص سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب ایک شخص پیدا ہوگا جو ترویج دین کے خواص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوگا اور ایک اولوالعزم نبی کا قائم مقام ہوکر باطل مذاہب کی

بیخکنی کریگا اور شریعت مصطفویہ کو تازگی بخشے اور اسکا طریق سنت نبویہ کے مطابق ہو
بس اُسی دن سے خ... م حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا معتقد ہوا اور انکے عہد مسعود
کا منتظر تھا... بعد میں خود ایک واقعہ دیکھنے کے بعد تجدید کے دوسرے سال خدمت
بابرکت میں مشرف ہوا۔

حالات بوقت ولادت

حضرت امامؒ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ میرے فرزند ارجمند احمدؒ پیدا ہوئے تو ایک دن میں مستغرق الحال ہوئی کیا دیکھتی ہوں کہ ہمارے گھر میں کُل اولیائے امت جمع ہیں انمیں سے ایک نے کہا کہ دوستو شیخ احمدؒ کی زیارت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اولیائے اولین وآخرین کے کمالات اسمیں جمع کئے ہیں اور اسکو خزینۃ الرحمۃ بنایا ہے۔

(۲) حضرت مخدوم یعنی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کے والد ماجد کے پیرو میں سے شیخ عبدالعزیز رح خلیفہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ حضرت مجددؒ کی ولادت باسعادت کے وقت سرہند شریف میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں کہ اُس دن ہم نے عجیب کیفیت دیکھی۔ فرشتوں کی فوجیں کعبہ مطہرہ میں اُتر رہی ہیں اور وہاں سے سرہند شریف کیطرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ ہزاروں نورانی عَلَم کعبہ پر لگا رہے ہیں۔ بام پر ایک آواز دینے والا پکار رہا ہے کہ اے لوگو! آج رات ملک ہند میں ایک اللہ کا محبوب پیدا ہوا ہے کہ خداوند تعالیٰ اُسکے ذریعہ سے دین اسلام کو عزت بخشیگا۔ بدعت اور گمراہی کو جڑھ سے اُکھیڑ دیگا اور سنت مصطفویہ کو تازہ کریگا۔

(۳) حضرت شیخ ابوالحسن چشتی رح جو اُسوقت ایک عزیز الوجود بزرگ تھے وہ بھی نسبت ولادت

حضرت مجدد الف ثانی رح کو سرہند شریف میں موجود تھے ولادت کی رات میں
ایک واقعہ دیکھا کہ شہر میں امت کے تمام اولیا جمع ہوئے ہیں۔ ایک بزرگ
نے ممبر پر چڑھکر فرمایا کہ لوگو تمکو مبارک ہو آج رات ایک شخص پیدا ہوا ہے کہ جس کو
حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہزار سال تک اپنی کنار عاطفہ
فرمایا ہے جو کمالات ابتک کہ اولیاء کو فرداً فرداً ملے تھے اونکو ایک ہی مرتبہ عطا کرے ا
کمالات کا مظہر بنایا ہے۔

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح کی ولادت باسعادت ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ
بروز جمعۃ المبارک آدھی رات گذرنے پر بوقت تہجد ہوئی۔ حضرت کی ولادت کا مادہ تاریخ
لفظ خاشع ہے۔ شمسی حساب سے اُسوقت آفتاب خانہ حمل میں مشرف تھا جو ا
کے منازل سے اعلیٰ ہے۔ بموجب الہام و بشارات حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کی کنیت ابو البرکات اور لقب شریف بدر الدین اور اسم شریف شیخ احمد رکھا گیا۔

شجرہ نسب

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی بن مخدوم شیخ عبد الاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ
عبد الحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن خواجہ سلیمان
بن خواجہ یوسف بن خواجہ اسحٰق بن خواجہ عبید اللہ بن خواجہ شعیب بن خواجہ احمد بن
یوسف بن فرخ شاہ بن خواجہ نصیر الدین بن خواجہ مسعود بن خواجہ محمود بن خواجہ سلیمان
بن خواجہ مسعود بن خواجہ عبد اللہ بن خواجہ ابو الفتح بن خواجہ اسحٰق بن خواجہ ابراہیم بن خواجہ
ناصر الدین بن عبد اللہ بن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

زمانہ طفولیت

آپ ایا ... بت میں کبھی ننگے نہیں ہوئے۔ اگر پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کے لئے ... ہ لئے جاتے تو بعد فراغت فوراً خود کپڑا لے لیتے تھے۔ آپکا جسم مبارک ... پڑا کبھی نجاست آلود نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کبھی آپنے گریہ وزاری کی۔ ہر وقت خنداں دفرحاں رہتے تھے۔ اگر دنرات آپکو دودھ نہ دیا جاتا تو اسکی خواہش سے نہ روتے ایام رضاعت میں بیمار ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت شاہ کمال قادری رح سرہند شریف میں موجود تھے آپکے والد ماجد علاج روحانی کے لئے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں آپ کو لے گئے شاہ صاحب دور ہی سے اس محبوب کو دیکھکر تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپکے والد ماجد حضرت مخدوم صاحب رح کو اس غیر معمولی تعظیم پر تعجب ہوا۔ اور بحالت استعجاب استفساراً فرمایا کہ حضور کس کی تعظیم کے لئے استادہ ہوئے ہیں۔ تو حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم اس صاحبزادہ کی تعظیم کے لئے اُٹھے ہیں اور وہ دن قریب ہے کہ یہ محبوب آفتاب ہوگا اور اپنے تجلیات ارشاد سے ایک عالم کو از مشرق تا مغرب پُرنور و تاباں کریگا۔ اسکی ہدایت اور ارشاد کی تابندہ شعاعیں قیامت تک جلوہ نثار رہینگی۔ ہاں وہ یہی محبوب ہے کہ جسکے وجود مسعود کی خبر اسکے تمام اولیائے کرام وصوفیائے عظام دیتے آئے ہیں۔ باخبر لوگ ابتک اسکی بعثت کے منتظر اور چشم براہ رہے ہیں۔ یہ کہکر حضرت شاہ صاحب نے اپنی زبان پاک حضرت کے دہن مبارک میں دی۔ آپنے شاہ صاحب کی زبان چوسی تو شاہ صاحب نے حضرت ممدوح سے فرمایا کہ لیجئے صاحبزادہ نے اپنی زبردست روحانی طاقت سے طریقہ قادریہ کی تمام نعمت صرف زبان کے راستہ سے ہی حاصل کر لی ہے۔ جب کبھی شاہ صاحب سرہند شریف تشریف لاتے

تو حضرت امام رح کے حق میں بشارات عظیمہ بیان فرماتے۔

ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ جس زمین پر ایسے محبوب پاک و ... ادت ہوئی ہے اوسکی فضیلت و عظمت اور اوسکے حالات سے اپنے ناظرین کو آ...

سرہند شریف

سر بمعنے شیر۔ ہند بمعنے جنگل۔ گویا مجموعی معنے نیستان شیر یا شیروں کا جنگل ہوئے واقعی تصویر قدامت کہہ رہی ہے کہ جس جگہ اب شہر آباد ہے کسی زمانہ میں یہاں ایک خوفناک جنگل تھا جو شیروں کا مسکن ہوگا۔ اسی مناسبت اور تطابق سے شہر کا نام سہرند قرار پایا اور سکّوں میں یہی نام استعمال پذیر ہوا۔ اور اب تغیرات اور انقلاب کے باعث بگڑ کر سرہند ہوگیا۔

سلطان فیروزشاہ تغلق کے عہد میں پایہ تخت دہلی کو خزانہ لئے جا رہے تھے جب خزانہ اُس وحشتناک جنگل میں جہاں اب سرہند شریف ہے پہونچا تو خزانہ کے ہمراہیوں میں ایک صاحب کشف کو معلوم ہوا کہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ہزار برس سال گذرنے پر ایک شخص اسجگہ پیدا ہوگا جو وحید امت ہوگا اور امام ربانی مجدد الف ثانی کے نام سے پکارا جائیگا۔

خزانہ شاہی کے سب ہمراہی اُس باخدا صاحبدل کے عقیدتمند اور مخلص ... اس نے اسجگہ اس شہر کی بنیاد رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جملہ معتقدین نے بصد ادب عرض کیا کہ آپکا ارشاد بسر و چشم منظور ہے لیکن اس کام کی خصوصیات کسیقدر شاہانہ امداد کے ساتھ وابستہ ہیں ہمارے خیال میں اگر سلطان فیروزشاہ کے پیر یعنی حضرت جلال الدین مخدوم جہانیاں

بادشاہ سے فرماویں تو ما ... اہ اس کام کو نہایت خوش اسلوبی سے بر سر تکمیل پہونچا دیگا۔ الغرض ... م کی خدمت میں اسکے متعلق درخواست کیگئی اور اس مصاحب دل کا مکاشفہ ... بیان کیا گیا۔ حضرت مخدوم رح نے بادشاہ کو اسجگہ شہر آباد کرنیکو بتاکید فرمایا سلطان نے اپنے شیخ کا حکم بسر و چشم منظور کیا۔ اور امام رفیع الدین کے برادر اکبر یعنی خواجہ فتح اللہ کو جو وزیر اعظم تھے اس کام پر متعین کیا۔ اور خواجہ صاحب دو ہزار سوار ہمراہ لیکر پہونچے اور جنگل میں ایک بلند جگہ دیکھکر بنیاد ڈالی۔ یہ شہر دار الخلافہ شاہ جہان آباد سے ۲۷ فرسنگ جانب شمال واقعہ ہے۔ اور لاہور سے ۳۳ فرسنگ مشرق کیطرف کابل سے سرہند کا فاصلہ ۱۲۵ فرسنگ ہے۔

سرہند شریف روئے زمین کی اقلیم ثالث میں مرکز عالم پر واقع ہے اور حرمین شریفین بھی اقلیم ثالث میں ہے۔ اسلئے سرہند شریف اور حرمین شریفین کو آپسمیں مناسبت تامہ ہے حضرت امام ربانی رح سرہند شریف کی علو شان کی نسبت حسب ذیل ترجمہ عبارت مکتوبات شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

"عنایت خداوندی و بتصدیق حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہر سرہند گویا میری زندگی کی جگہ ہے اور میرے لئے ایک گہرا تاریک کنواں ایک راستہ میں تھا وسکو پر کیا گیا اور اسے بلند کر کے اکثر شہروں پر اسے فوقیت بخشی گئی اور اسمیں ایک نور امانت رکھا گیا کہ جو بے چونی اور بے کیفی کے نور سے اقتباس کیا گیا ہے۔ جیسا کہ بیت اللہ کی زمین میں نور چمک رہا ہے فرزندی اعظمی خواجہ محمد صادق اکابر اولیاء کے وصال سے چند ماہ قبل اس نور کو اس فقیر پر ظاہر کیا گیا۔ اور اس زمین کے گوشہ میں فقیروں کے نشانات سکونت دکھا دئے گئے۔ اور ایک نور درخشاں مشاہدہ کرایا گیا۔ جو کیفیتوں سے منزہ و مبرا تھا

تو آرزو پیدا ہوئی کہ یہ زمین میرا مدفن ہو اور وہ نور .. مراسبات کو فرزندی
اعظمی پر جو کہ صاحب اسرار تھا ظاہر کیا۔ اتفاقاً فرزندی مرحومی ... تحت لیا گیا
اور پردہ خاک میں چھپ کر دریائے نور میں مستغرق ہوا۔ اور یہ بھی ا... گی
اور شرافت میں سے ہے کہ فرزندی اعظمی جو کہ اکابر اولیاء اللہ میں سے ہے اس
فرماتا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نور امانت کردہ فقیر کے انوار قلبیہ کی ایک
چمک ہے۔ جس سے وہ جگہ روشن ہوگئی ہے جیسے ایک چراغ جو مشعل سے روشن کیا
جاتا ہے۔ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (کہدے ہر ایک نور ذات باری کی طرف سے ہے
جو آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے)۔

اللہ اللہ! کیا نورانی شان اور اعلیٰ مرتبہ ہے۔ سرہند شریف کے متعلق حضرت
ایک اور جگہ مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ "تخم بخارا اور سمرقند سے لاکر ہند کے اس خطہ میں بویا
جسکا مایہ یثرب اور بطحا کی خاک سے ہے اور فضل کے پانی سے مرتب کیا۔ جب شگفتگاری ہو چکی
تو اسکو علوم و معارف کا پھل دیا"۔ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصومؒ بھی
اس شہر پاک کی نسبت اپنے (۸۰) مکتوب جلد اول میں فرماتے ہیں "آج سرہند باعث
کثرت فیوض و انوار و ظہور اسرار کی بہتات کے ہند اور غیر ہند کا رشک بن رہا ہے
اسکو ہند میں سے نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ ولایت کا دریچہ ہے ولایت کی جمع کی ہوئی
خاک ہے اور محبت کا مادہ اسکی طبیعت میں افسون کے ساتھ ملا دیا گیا ہے"۔

اور صاحب روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ کے دو خارق عظیم
صفحۂ ہستی پر رہ گئے ہیں۔ ایک تو آپ کے مکتوبات شریف دوم آپکی اولاد پاک۔ اگر زیادہ
آپکے حالات کی ضرورت ہو تو رسالہ مقامات امام ربانی اردو مطبوعہ دہلی میں پڑھو۔

آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۱۴ ماہ شوال ۹۷۱ھ روز جمعہ ہے اور وفات شریف بروز سہ شنبہ تاریخ ۲۶ ماہ صفر ۱۰۳۴ھ ہوئی۔ عمر شریف آپکی ۶۳ برس ہے مزار شریف سرہند شریف میں ہے۔ مادۂ تاریخ ولادت الشرف فقیر (۹۷۱ھ) ہے مادہ تاریخ وفات احمد صراط المستقیم (۱۰۳۴ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ یہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ ہیں۔ آپ کمالات ظاہری وباطنی میں یکتا اور جذب وعشق میں بینظیر تھے۔ آپ دراصل سمرقند وکابل کے ہیں۔ آپ والد کیطرف سے شیخ عمر باغستانی تک نسبت آبائی رکھتے ہیں۔ اور علم ظاہری مولانا محمد صادق حلوانی سے حاصل کیا ہے اور خواجہ بہاؤ الدین مشکلکشا نقشبند علیہ الرحمۃ سے نسبت اویسی رکھتے تھے اور روحانی طور سے حضرت عبید اللہ احرار سے بھی استفاضہ حاصل کیا۔ اور بیعت وارادت حضرت مولانا محمد مقتدا امکنگی سے ہے۔ آپ ہر روز بعد از عشا نماز تہجد تک دو قرآن کریم کا ختم فرماتے اور بعد از تہجد نماز صبح تک ۱۲ بار سورۂ یٰسین تلاوت فرماتے بعد ازاں کہا کرتے کہ رات کو کیا ہو گیا کہ جلدی گذر گئی ہے۔ آپکے خوارق وکرامات بیشمار ہیں۔ چنانچہ خزینۃ الاصفیا۔ و تذکرۃ الاولیا و تذکرۃ الاصفیا میں مندرج ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن آپنے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ شروع کی چونکہ امام کے پیچھے الحمد وغیرہ کا پڑھنا سخت منع بلکہ نماز کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہے[1] لہذا حضرت سیدنا ومرشدنا وہادینا سراج الائمۃ امام الائمۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح اسیوقت حاضر ہوئے

[1] اس مسئلہ کو ہم نے رسالہ ضرب شدید بر جگر منکر تقلید میں مفصل بیانکیا ہے وہ بالاخیت تقسیم ہوا۔ ۱۲

اور فرمایا کہ اے باقی باللہ ہمارے مذہب (حنفی) میں … ے اولیاء و علماء صلحاء و محدثین و مفسرین داخل ہیں انہوں نے باتفاق امام کے پیچھے پڑھ … ہے۔ اسی واسطے تمکو بھی قرأۃ خلف امام ترک کرنا چاہیئے۔ پس آپنے قرأۃ امام کے …

نقل ہے کہ شیخ چاند مرض عنیّت (نامردی) میں مبتلا تھے۔ آپنے اور لگا کر توجہ دی وہ مرض خدا نے دور کر دیا۔

نقل ہے کہ ایک لڑکا جوان قلعہ پر سے گر کر مرگیا تھا۔ آپنے فرمایا کہ مرا نہیں ہے ضعف سے ایسا ہوگیا ہے۔ آپکے حجرہ مبارک میں اوسکو لائے تو آپنے تھوڑی دیر بعد اوسکو ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور فرمایا کہ دیکھو مرا نہیں ہے۔ وفات آپ کی بروز دوشنبہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوئی اور عمر شریف آپکی چالیس سال ہے۔ مزار شریف آپکا شہر دہلی بیرون دروازہ متصل قدم شریف ہے۔ مادہ تاریخ غیب (۱۰۱۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت مولانا محمد مفتدیٰ رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - آپ کا نام مبارک مولانا محمد مفتدیٰ ہے۔ آپ فرزند ارجمند و خلفا رحق پسند خواجہ درویش محمد صاحب سے ہیں۔ تربیت ظاہری باطنی اپنے والد بزرگوار سے پائی۔ فکر و ذکر و عبادت و ریاضت میں از حد ساعی و کوشاں تھے اور تیس برس تک اپنا احوال چھپاتے رہے۔ آپنے قبل از رحلت اپنے ایک خط بنام خواجہ باقی باللہ صاحب تحریر فرمایا جسکے آخر میں دو بیت درج تھے۔

نہ ماں نانہ ماں مرگ یاد آیدم | ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
جدائی مبادا مرا از خدا | دگر ہر چہ پیش آیدم شایدم

آپکے حالات کرامات نہایت عجیب و غریب ہیں۔

(۱) ایک دفعہ تین آدمی آپ کیخدمت میں امتحان کرامت کے لئے آئے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں جو کچھ سوچا تھا وہی آپنے بیان فرمادیا اور نصیحت فرمائی کہ اس گروہ صوفیہ کا حال مختلف ہوتا ہے۔ انکے پاس بہیت امتحان نہ آنا چاہئے کیونکہ اسکو بے ادبی کہتے ہیں بے ادب آدمی فیض و برکت سے محروم رہتا ہے۔ انکی زیارت خالصًا لِلّٰہ کرنی چاہئے

از خدا خواہیم توفیق ادب　　بے ادب محروم ماند از فضل رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد　　بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد　　تا دل مرد خدا نامد بدرد

(۲) ایک دن عبداللہ خان والی توران نے آپکو خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیخدمت میں کمربستہ کھڑے ہیں۔ صبح کو دیکھکر پہچان لیا اور بہت معتقد ہوا۔ وفات شریف آپ کی بقول صاحب روضۃ السلام ۲۲ شعبان ۹۳۸ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۹۰ برس۔ مزار شریف شہر امکنگ میں جو کہ مقامات سمرقند میں ہے۔ مادہ تاریخ وفات شناسائے زمان ہے

ذکر مبارک حضرت درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ اسم شریف آپکا درویش محمد ہے۔ آپ حضرت مولانا زاہد محمد رح کے اصحاب نامدار و خلفاء کبار سے ہیں۔ آپ بصفت علم ظاہری و باطنی متصف تھے اور جود و سخا کی صفت خاصّہ سے موصوف تھے۔ صاحب تذکرۃ الاصفیاء فرماتے ہیں کہ خواجہ درویش محمد صاحب قبل از بیعت ۱۵ برس مجاہدہ و ریاضت و تفرید میں رہے۔ ایک دن آپکو بھوک لگی اور بیقرار ہوگئے اور آسمان کیطرف متوجہ ہوئے۔ اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے

اور فرمایا کہ اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو بہتر ورنہ مولانا زاہد محمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ وہ آپکو تعلیم صبر وغیرہ فرما دینگے پس بموجب اس فرمان کے [illegible] احب کی طرف روانہ ہو کر حاضر خدمت ہوئے اور تکمیل کو پہونچے۔ وفات آپ کی ۱۹ [illegible] اور روضہ مبارک آپکا موضع اسفرا علاقہ شہر سبز آباد میں ہے۔ مادہ تاریخ آپ کا مست عشق (۸۹۷ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت خواجہ زاہد محمد رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپ خلفائے عظیمہ خواجہ احرار سے ہیں۔ علم ظاہری باطنی میں خوب حصہ وافر رکھتے تھے۔ فقر و تجرید و توحید و ورع میں مقامات عالیہ پر تھے۔ قبل از حاضر ہونے خدمت خواجہ کے کئی سال عبادت و ریاضت میں خرچ کئے بعد از مجاہدہ کثیرہ کے آپکو خواب میں اشارہ ہوا۔ آپ اپنی جگہ سے بہ نیت ارادت و بیعت بطرف خواجہ روانہ ہوئے۔ جب نزدیک پہونچے تو خواجہ احرار نے بھی بنور باطن اس واقعہ پر اطلاع پاکر گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے مکان سے نکلے۔ راستہ میں ہر دو حضرات کا اتفاق ہوا آپس میں مصافحہ و معانقہ کیا۔ ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھے اور خواجہ صاحب نے مولانا زاہد صاحب کو بیعت سے مشرف کیا۔ اور سوائے اس ایک صحبت و ملاقات کے بار دیگر ملاقات نہیں ہوئی۔

شیخ شرف الدین صاحب روضۃ السلام میں فرماتے ہیں کہ مولانا زاہد [illegible] حضرت خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے اقربا سے ہیں۔

وفات شریف آپ کی غرہ ربیع الاول ۹۳۶ھ میں ہوئی اور مزار پاک موضع وخش ہے۔ مادہ تاریخ وفات فیض الٰہی (۹۳۶ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرارؒ ۱۶

فائدہ پچا ناصر الدین بن محمود بن شہاب الدین احرار ہے۔ آپ اولاد امجاد خواجہ محمد باقی بغدادی سے ہیں۔ ابتدا میں ولایت شاش میں متوطن رہے۔ آپ ولی مادر زاد تھے آپکی والدہ ماجدہ اولاد شیخ عمر باغستانی سے تھی جو کہ وہاں نواح تاشقند سے تھے اور نسبت آپکی بطریق شیخ عمر باغستانی سولہ ۱۶ واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب تک پہونچتی ہے۔ آپکی والدہ خواجہ محمود شاشی کی دختر ہے۔ بہت سے مشائخین وقت سے فیض پایا۔ آپکی کرامت کا تذکرہ مفصل خزینۃ الاصفیا و سفینۃ الاولیا و تذکرۃ الاولیا میں ہے۔ از انجملہ کچھ عرض کرتا ہوں۔

(۱) جس وقت مولانا عبدالرحمٰن جامی سے آپ نے اپنے مرید ہونیکی اور حضرت مولانا چرخی کی شکل نورانی میں ظاہر ہونیکی بیان فرمائی تو آپ بھی خواجہ احرار بطریق خلع و لبس انکی روبرو ویسی نورانی شکل میں ظاہر ہوئے کہ جو مولانا جامی کے محبوب تھے۔

(۲) خواجہ مندوز کستانی آپکے مرید ایک ہوا میں اُڑتے تھے۔ آپنے یہ حال گستاخی آمیز دیکھکر اون کا سب حال چھین لیا۔ بہت عاجزی کی مگر نہ دیا۔ تب انہوں نے آپکو اکیلا پاکر مارنا چاہا تو لپک کر حملہ کیا اور چھری مارنے کا قصد کیا آپ اسیوقت ایک چرواہے جنگلی کی شکل بنکر ظاہر ہوئے وہ حیران ہو گئے چھری اُسکے ہاتھ سے چھین لی اور پھر اصلی صورت میں نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اب بتا تیرا کیا حال کروں۔ وہ قدموں پر گر پڑا۔ آپنے خطا معاف کر کے جو کچھ چھین لیا تھا واپس عنایت کیا۔

(۳) شیخ ابوسعید جو آپکے معتقدوں میں سے تھے ایک عورت جمیلہ پر ایک روز اپنے مکان

ہاتھ ڈالنا چاہتے تھے۔ ناگاہ حضرت خواجہ احرار کی آواز سنی ابوسعید کیا کرتا ہے۔
ابوسعید یہ سنتے ہی ٹھہر گئے اور اوس کام سے باز رہے۔

(۷) آپ کے کچھ خدام بازار گئے تھے وہاں ایک صاحب جمال کو ایک نوادر وں نے منع کیا اوس نے کہا کہ میں بنظر شہوت نفس نہیں دیکھتا جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے آتے ہی پہلے فرمایا کہ میں تو ابتک نفس کے مکروخطرہ سے بے ڈر نہیں ہوں۔ تو آپ کب سے ہو گئے کہ بدون شہوت نفس کے دیکھتے۔ وہ ازحد شرمندہ ہوا۔ آپ بہت ہی انتزاع خواطر رکھتے تھے۔ جو جو خطرہ کسی کے دل پر گذرتا آپ اوسکو پکڑ لیتے اور فرما دیتے تھے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپکے پاس بیٹھکر کسیطرح کا خطرہ جی میں لاوے۔

ولادت آپکی ماہ رمضان ۸۰۶ھ اور مادہ تاریخ "تاج عارفاں" ہے اور وفات آپکی بروز ہفتہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں۔ مادہ تاریخ وفات "مرشد عارف" ہے۔ عمر شریف آپکی ۸۹ سال ہے اور مزار مبارک شہر سمرقند میں ہے۔

ذکر مبارک حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

۱۷ **فائدہ**۔ آپ اصحاب اجلہ میں سے ہیں۔ اور خلفاء مقبول نقشبند علیہ الرحمۃ سے ہیں آپ عالم ظاہری و باطنی سے ممتاز و بہرہ یاب تھے۔ ابتدا میں کچھ حصہ طالب علمی کا ہرات و مصر میں گذرا بعد از تحصیل علوم ظاہری بخدمت فیضدرجت حضرت خواجہ بزرگ نقشبند علیہ الرحمۃ داخل ہوئے جب بخارا شریف میں بغرض تکمیل علم باطنی وخزائن پہونچے تو اول قرآن شریف سے فال کھولا یعنی جس نیت سے میں آیا ہوں وہ ہوگی یا نہیں مصحف پاک کھولا تو سرورق سطر اول پر یہ آیۃ کریمہ نظر پڑی اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ۔ پس اس آیۃ

اشارہ محمود سمجھکر خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ کی خدمت اقدس میں التماس بیعت وارادت کیا۔ جناب خواجہ نے فرمایا کہ میں اپنے آپ کوئی کام نہیں کرتا۔ آج استخارہ کرتا ہوں اگر قبولیت ہوگئی تو بہتر ورنہ خیر۔ حضرت یعقوب فرماتے ہیں کہ یہ رات میرے پر ہزارہا مصیبتوں سے بڑھکر تھی کوئی رات اسقدر غمگین نہیں گذری جسقدر یہ رات گذری ہے کیونکہ یہ رات گویا میری قسمت کی معیار تھی۔ بار بار یہی اندیشہ تھا کہ خدا جانے کیا حکم ہوتا ہے مقبول ہونگا یا نہیں صبحکو جب جاگ کھلی تو خواجہ صاحب نے مجھے دیکھا اور تبسم فرماکر کہا کہ تو مقبول ہے بعدازاں مجھے تلقین و بیعت سے سرافراز فرماکر خواجہ عطار کے سپرد کردیا اور بعد از خواجہ بزرگ حضرت عطار کے زیر سایہ عاطفت پرورش وتربیت پائی۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ احرار رضی اللہ علیہ جب آپ سے بیعت ہونے لگی تو آپ کے روئے مبارک پر کچھ چھیاں تھیں جس سے اونکے دل میں کچھ کراہت پیدا ہوئی۔ پس آپ کو یہ خطرہ معلوم ہوگیا اور آپ ایسے نورانی شکل میں نمودار ہوئے کہ بے اختیار اونکا دل آپکی طرف کھینچا گیا۔ اور بیعت ہوگئے۔ اسوقت خواجہ یعقوب نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ نے مجھکو فرمایا تھا ہے کہ تیرا ہاتھ میرا ہی ہاتھ ہے جو کوئی تجھسے مرید ہوگا گویا مجھ ہی سے ہوگا۔ نام آپکا مولانا محمد یعقوب ولادت آپکی موضع چرخ نواح غزنی سے ہے۔ وفات آپکی ۸۵۱ھ ۵ ماہ صفر ہے اور مزار پاک ملغنوکہ نواح ہرزتاس ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکی شمس الہدایت (۸۵۱ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت محمد بن محمد البخاری رحمتہ اللہ علیہ ۱۸

فائدہ نام پاک آپکا سید محمد بن محمد البخاری ہے اصلی وطن آپکا بخارا شریف ہے آپ منجملہ ہیں ... مشائخ و ... سوائے خاندان ... حضرت

نقشبند علیہ الرحمۃ کے ساتھ ہے۔ اس شجرۂ طیبہ میں آپکی نسبت [illegible] ارادت نہیں بلکہ
نسبت فیضانی ہے کہ حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ نے بوقت [illegible] مریدوں کو
حضرت عطار کے سپرد کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شجرات میں آپ
میں نہیں۔ صاحب رشحات فرماتے ہیں کہ جب آپنے وفات پائی تو اسی رات کو
نے آپکو خواب میں دیکھا تو عرض کی آپکے ساتھ کیا معاملہ گذرا۔ تو آپنے فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ
عنایت فرمائی ہیں جنکی کوئی حد نہیں۔ لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ یہ ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ چالیس
فرسنگ تک جو شخص تیرے مقبرہ کے گرداگرد مدفون ہوگا اسکو تیری طفیل بخشدیا جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک گروہ منکر لیو نیز آپنے نظر توجہ ڈالی تو اون کو خدا کی رویت سے جو
مقصود ہے شک و شبہہ زائل ہوگیا۔

نقل ہے کہ آپکے ایک مرید نے کسی عورت پر نظر بد ڈالی تو جب آپکے پاس آیا تو اسبات کا
ذکر نہ کیا اسکو آپنے غصہ کی نظر سے دیکھکر فرمایا کہ وہ بات کیوں نہیں کہتے ہو یہی بات سنکر
وہ شرمندہ ہوا اور اوس عورت کا ذکر بھی کر دیا۔ اور آپکا فیض باطنی اسقدر تھا کہ تمام اصحاب
خواجہ بزرگ نے آپسے استفاضہ لیا۔ یہاں تک کہ حضرت محمد پارسا نے بھی بیعت کی۔ وفات
آپکی شب چہار شنبہ کو بعد از نماز عشا بتاریخ ۲۰ ماہ رجب ۸۰۲ھ ہوئی مدفن مبارک موضع
چغانیاں میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات ولی اللہ محمد وم (۸۰۲ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت شہنشاہ مشکلکشا خواجہ خواجگان نقشبند [illegible]

فائدہ۔ آپکا اسم شریف خواجہ بہاؤالدین اور لقب نقشبند ہے۔ آپ سادات بخارا سے
ہیں۔ عرف آپکا مشکلکشا ہے۔ آپ متبع سنت اور مطیع شریعت بطریق اعلیٰ تھے اور سلوک

تصوف کو قرآن و حدیث کے ساتھ موافقت کرتے اور کراتے۔ بدعات سیئہ و رسوم قبیحہ سے سخت متنفر رہتے ... دنیا قطع تعلق اہل دنیا تجرد کلی رکھتے۔ یاد خدا فکر حق میں ہر وقت مشاغل ... مسجد کے اندر گھاس اور گرمیوں میں بوریا بچھاتے۔ کھانے پینے کی ... حلال طیب کے لئے بہت مبالغہ فرمایا کرتے۔ یہانتک کہ شبہات سے بھی محترز رہتے مہمان نوازی میں ایثار فرماتے۔ اگر کوئی ہدیہ یا تحفہ پیش کرتا تو بعد رفع شکوک ضرور قبول فرماتے۔ ہر معاملہ میں بے تکلف رہتے۔ آپ پہلے تو کمخواب باف تھے پھر زراعت بھی کیا کرتے تھے۔ اپنا خاص مکان نہ رکھتے۔ نوکر چاکر نہ رکھتے بلکہ فرماتے **بندگی با خواجگی راست نمی آید**۔ اگر کوئی طعام بحالت غضب یا غفلت پکایا گیا ہو اوس سے بھی نہ کھاتے اور فرماتے کہ جس حالت میں طعام تیار کیا جائے اوس حالت کا اثر اُسمیں ہوتا ہے۔ آپکا جامہ اونی۔ عمامہ سفید۔ پاپوش پُرانا اور کبھی کلاہ بھی پہنا کرتے۔ درویشوں کی نہایت تعظیم کرتے۔ ہر ایک دوست کے ساتھ بتواضع پیش آتے۔ آپ قطب عالم تھے۔ اکثر آپ فرمایا کرتے **طریقۂ ما از نوادر است و عروۃ الوثقیٰ است ما را از فضل آوردہ اند دریں طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است اما رعایت سنت کارے بزرگتر است**۔ کسی نے آپ سے عرض کی کہ آپکو کہاں اور کسطرح حاصل کروں۔ فرمایا اتباع سنت سے۔ اور فرمایا کہ جو شخص میرے طریقہ سے منہ پھیرلے اوسکو دینی خطرہ ہے اور فرماتے کہ میرا مرید خواہ دور ہو یا نزدیک ہر روز اُسپر مجھے اطلاع ہے۔ فرماتے کہ **آئینہ ہر یک مشائخ را دو جہۃ است و آئینۂ ما را شش جہۃ است**۔ اور اپنے مخلصین کو فرمایا کرتے **ہر گاہ ترا مہمے پیش آید توجہ بما نمائے**۔ آپکو مریدوں کی سخت غیرت ہے جو شخص طریقہ نقشبندیہ کا مخالف ہو وہ فوراً برباد و تباہ ہو جاتا ہے چنانچہ یہ تین رباعیاں خواجہ نقشبند کی اسکی شاہد ہیں۔

رو در صف دوستان ما باش و مترس	خاکِ رہِ آستانِ ما باش و مترس
گر جملہ جہاں قصد وجود تو کنند	دل فارغ دار واز آں ما باش و مترس

دیگر

ما در کشا نیم نشستہ بر کدہ و درہ	کانجا کہ پلنگ و شیر واژ در
پیران قوی دارم و مردان سرہ	ہر کس کہ بما کج نگرد جاں نبرد

دیگر

من دوش دعا کردم و باد آمینا	تا بہ شود آں دو چشم باد آمینا
گر چشم ترا چشم بد اندیش رسید	در چشم بد اندیشم باد آمینا

اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا بارہا فرماتے **مقصود ما آنست کہ سلوک ما بر جادۂ مصطفویہ و متابعت سنت باشد و حق از باطل متمیز گردد**۔ اور بعض دفعہ فرماتے **بناء طریقۂ ما بر تتبع احادیث و آثار است** یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ کا نام **طریقۂ سویہ صدیقیہ** مشہور ہے۔ کل ترکستان بمعہ ملوک و رعایا کا اکثر طریقہ نقشبندیہ ہے کل افغانستان میں بھی فی صدی ۹۰ نقشبندی ہے اور ہندوستان میں بھی اکثر مشاہیر علماء و فضلاء کا مشرب نقشبندی ہے اور حضرت شہنشاہ مشکلکشا نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخ ترک مثل حضرت حکیم خلیل اتا صاحب وغیرہ سے بھی فیض پایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ طریقہ نقشبندیہ میں غیرت اور جوش اور شجاعت اور تصرف زیادہ تر ہے۔ آپ امام وقت ہیں حضرت خواجہ عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جسقدر خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ عالم پیری میں مجاہدہ و ریاضت [illegible] کیا کرتے تھے ہم سے نوجوانی میں اسقدر نہ ہو سکا اور بے نفس اسقدر تھے کہ اپنے گاؤں میں جو مسجد تیار کرائی تو اپنے سر پر مٹی کی ٹوکری اٹھاتے اور زبان مبارک سے یہ شعر یاد فرماتے۔

بجان و دل کنم کار تو چرا نہ کنم　　بسر و دیدہ کشم بار تو چرا نہ کشم

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابتدا میں ایک قمار خانہ سے گذر ہوا دیکھا کہ اسی مجلس میں ایسے محو و مستغرق ہیں کہ تمام نقد و جنس جو کچھ اونکے پاس تھا سب ہار چکا ہیں اور تعجب یہ کہ جسقدر زر وہ زک اور ہار کھاتے او سیقدر عربی گھوڑے کیطرح اور بھی تیز و تند ہوتے اور اون کا شوق و ذوق لحظہ بلحظہ ترقی پکڑتا۔ اونکی حالت دیکھکر میرا دل بھی چمکا اور آتش عشق بھڑکی اور امید وصال بڑھتی گئی (یعنی نفس کو عزت دلائی کہ دیکھ اسکو کہتے ہیں استقلال۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ مشکلکشا شہنشاہ نقشبند بخاری نے کہ جن ایام میں مجھے کشش عشق میں خدا نے سخت مضطر و مضطرب کیا تھا میں چار و نطرف اہل اللہ کیخدمت میں حاضر ہوتا یہانتک کہ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ پر بھی پہونچا آپ اپنے احباب کی مجلس میں بیٹھے تھے جب مجھ پر نظر پڑی تو فرمایا کہ باہر اس شخص کو باہر نکالدو۔ میں جب نکالا گیا تو میرے نفس نے کچھ مجھے اکسانا چاہا میں سمجھ گیا عنایت ایزدی میرے شامل حال ہوئی میں نے خیال کیا کہ اٹھارہ ہزار عالم میں ایک بھی دروازہ بعد مدت ملا تھا سو اگر اوس سے نکالے گئے تو پھر اور کونسا دروازہ ہے جسپر جاؤں۔ آخر الامر رات بھر وہیں پڑا رہا۔ ساری رات مجھپر برف پڑتی رہی۔ اور ہوا سرد۔ جب صبح کو حضرت امیر کلال صاحب باہر نکلے تو آپکا پاؤں میرے سر پر پڑ گیا۔ آپ نے میرے سر کو اُٹھایا اور فرمایا۔ بیٹا یہ خلعت سعادت تیرے قد مبارک کو ہی موزون تھا اور اپنے ہاتھ سے خار و خس دور کیا اور نظر عنایت فرمائی۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت خواجہ سید امیر کلال صاحب بمعہ جماعۂ درویشان جارہے تھے ناگاہ راستہ میں حضرت امیر صاحب نے ایک شکل دار خط کھینچکر فرمایا۔ اسپر سے کوئی نہیں گذر سکتا امداد الٰہی نے میری دستگیری کی۔ جب حضرت امیر اسپر سے گذرے تو میں بھی ساتھ ہی گذر گیا

حضرت امیر نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا بہت اچھا۔ کیا مجھ سے کوئی خط چھپ رہا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک دن میں مقام مزار مرد احسن تھا اور میں تکیہ کر کے بیٹھا تھا۔ یکایک میری روح اپنے قالب سے ... ئی اور سیر عالم کرنے کرتے اول آسمان و دوم آسمان و سوم آسمان و چہارم کی سیر تک نہ ہوئی یہانتک کہ دوبارہ زمین پر آیا پھر مسجد زیور تون میں ایک ستون کے نیچے متوجہ بیٹھا تھا کہ مجھ پر حالت فنا ظاہر ہوئی۔ یہانتک کہ میں گم ہوگیا اور رفتار کلی پر پہونچا وہاں سے آئی کہ خبردار ہوشیار ہو کہ تیرا جو مقصود تھا وہ تمکو حاصل ہوگیا۔ شعر

تو در و گم شو وصال این است و بس تو مباش اصلا کمال این است و بس

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ کار گذار روندہ این راہ را نیاز و مسکنت و علو ہمت است و ما را ازیں در آورند ہر چہ یافتیم ازیں در یافتیم۔ شعر

اینجا رخ زرد و جامہ پارہ خرند بازار چہ قصب فروشان گرست

فرمایا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حکیم امام محمد علی ترمذی بے صفت بودند اگر کسے شناسد من نیز ایں زماں بے صفتم۔

نقل ہے کہ ملک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً باد مخالف چلی جہاز ڈوبنے کو تیار تھا اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا یا شاہ نقشبند المدد کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ فوراً تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا جب وہ لوگ بخارا شریف پہونچے تو ان مسافروں نے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا۔ کیونکہ آپکی پہلے اُن سے ملاقات نہ تھی۔ ان لوگوں نے خواجہ صاحب کو سلام کیا آپنے تبسم فرمایا اور فرمایا کہ جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کہا تھا میں نے تمکو جواب تو دیدیا تھا اگر تم نے

سلام کا جواب نہیں سنا۔

نقل ہے کہ فرمایا خواجہ منکلکشا شہنشاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مجھے غائبانہ طریق سے کہا گیا کہ تو کس راہ اور روش سے آنا چاہتا ہے جواباً عرض کی کہ اس روش سے کہ جو میں چاہوں وہی ہونا چاہیئے۔ پھر خطاب آیا کہ جو ہم چاہینگے وہ کرنا ہوگا۔ مینے کہا کہ یہ مجھ میں طاقت نہیں کہ آپ جو فرماؤ بجالا سکوں۔ پھر مینے کہا کہ اگر میری حسب منشا ہوتا رہا قدم اس راہ پر رکھ سکتا ہوں۔ ورنہ مجھ میں وہ طاقت نہیں اس گفتگو کے بعد ۱۵ روز تک کچھ جواب نہ آیا۔ آخرش حکم آیا اچھا آؤ جیسا تم چاہوگے ویسا ہی ہوگا۔ ؎

آنرا کہ در پذیرد معبود لامعلّل — اوراچہ حاجت آید رنج چہار چلّہ

پھر فرمایا خواجہ نقشبند صاحبؒ نے **ہر کہ در سلسلۂ ما قدم نہد** تا بمقصود نرسد از دنیا نرود وہر کہ از سلسلۂ ما روئے بتابد از دنیا بے ایمان رود۔ (یعنی جو شخص تحقیراً وتخفیفاً منہ پھیرے وہ مرتد ہے۔)

سبحان اللہ! اس فقرے سے صاف ثابت ہوگیا کہ آپ کو خدا نے محبوبیت ومعشوقیت کا درجہ عنایت کیا ہے اور جو لوگ طریقہ نقشبندیہ سے سرکش اور روگرداں ہیں وہ مرتد ومنافق ابدی ہیں۔ چنانچہ فرمایا حضرت شہنشاہ منکلکشا خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے۔ **رباعی**

امروز منم بزور بازو معذور	پر زور رسید ما بہ کل عالم مشہور
من ہیچو ز مردم عدو چوں افعی	کز دیدن من دیدہ او گردد کور

دیگر

من حرفہ برم کہ بر زخم اعدا زد	مشت خاشاک بطبع بر دریا زد
تا تیغ برہنہ ایم در دست قضا	شد کشتہ ہر آنکہ خویش را بر ما زد

نقل ہے کہ فرمایا حضرت خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب مجھے سیر کا حکم ہوا تو مقامات

سلطان العارفین بایزید بسطامی و شیخ جنید سید الطائفہ اور شیخ شبلی اور حسین ابن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم سے گذر کر مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کر کے مقام پر پہونچا جس سے بالاتر اور کوئی مقام نہ تھا میں سمجھ گیا کہ یہ مقام محمدی ہے شکر خدا بجالایا جن دنوں حسین بن منصور کے مقام پر پہونچا تو بارہا میری طبیعت اختیار کرنا چاہا جو حسین بن منصور نے کہا تھا۔ مگر بخارا شریف میں ایک دار شاہی کھڑی اوسکے نیچے کھڑا ہوتا اور اپنے نفس اور دل کو کہتا کہ دیکھ اگر تونے وہ قول اختیار کیا تو یہی تیرے واسطے کھڑی ہے یہانتک کہ خدا نے میرے مقامات طے کر دیئے۔

نقل ہے کہ حضرت شہنشاہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ کہ بعض حضرات اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولایت ہمپر ختم ہو چکی ہے۔ اسکا کیا مقصد ہے۔ آپنے فرمایا **ایشان ختم ولایت زمان خود بودہ اند۔**

نقل ہے کہ ایک دن آپکے دل میں خیال آیا کہ ازواج مطہرہ و بنات مکرمہ پیغمبر چھاننے کے آٹا پکاتے ہم بھی ایسا ہی کرینگے جب چند روز اسیطرح کیا تو سب لوگ گھر میں بیمار ہو گئے۔ مینے خیال کیا کہ شاید اسمیں کچھ بھید ہے۔ مینے کہا کہ اسی طرح آٹا نہ پکاؤ بلکہ چھان کر پکاؤ چنانچہ سب کو صحت ہو گئی۔ پھر معلوم ہوا کہ یہ ازواج پاک کے ساتھ مساوات کا شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ وہی بے ادبی ہے۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ **الولایۃ افضل من النبوۃ** کے کیا معنی حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ولایت ہمان نبی از نبوۃ او **افضل است۔**

نقل ہے کہ ایک دن حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے دربار میں ایک شخص مچھلی بچا کر لایا

اور اُسوقت جماعت درویشاں بھی موجود تھی جنمیں ایک جوان عابد وزاہد روزہ دار تھا خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ شریک ہوجاؤ۔ اُس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا اوس نے برابر انکار کیا ۔ فرمایا کہ اسکو چھوڑدو کہ دور افتادہ ہے۔ اسی قسم کا واقعہ حضرت سلطان العارفین بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے وقت بھی ہوچکا ہے۔ آخرالامر وہ جوان بوجہ بے ادبی کے سخت ذلیل و خوار ہوا۔ ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید که سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

نقل ہے کہ خواجہ شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو ہریسہ لایا گیا آپنے تناول فرمایا اتنے میں ایک درویش حاضر ہوا۔ آپنے فرمایا آؤ کھاؤ۔ اوس نے نفلی روزہ رکھا تھا عذر کیا۔ آپنے فرمایا مارا از درفضل ورآورند و وظیفۂ ما ادائے **فرض و واجب و سنت** است درویش بے متابعت در پابند و نسبت ما نیست۔ اس طریقہ کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسقدر مناسبت تامہ ہے کہ حضرت امام العارفین عاشق حقانی واقف اسرار نہانی حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ سلسلۃ الذہب میں لکھتے ہیں ؎

سکہ کہ در یثرب و بطحا زوند نوبت آخر بہ بخارا زدند

یعنے انوار و فیوض جو مدینہ طیبہ میں ملتے ہیں اُسکے بعد وہی انوار و برکات بخارا شریف سے ملا کرتے ہیں۔

آپکی ولادت ۷۲۸ھ ہے جیسا کہ خزینۃ الاصفیا میں مندرج ہے۔ اور بقول سفینۃ الاولیا ۲۰ محرم ۷۱۸ھ ہے۔ وفات شریف آپکی شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں ہوئی عمر شریف آپکی ۷۳ برس ہے۔ مرقد پر انوار آپکا موضع قصر عارفان میں بخارا شریف سے ایک فرسنگ کی مسافت پر ہے۔ آپسے کسی نے پوچھا کہ آپکا سلسلہ کہاں تک پہونچتا ہے۔ فرمایا آپنے

کہ جسکے سلسلہ کی کوئی انتہا نہیں یعنے خدا تک۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ ذکر خفی کا کیا طریق ہے آپ نے یہ آیت شریف پڑھی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اور یہ شعر سنایا

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ باش ۔۔۔ اینچنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

نقل ہے کہ آپ سے کسی نے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب دیا کہ میری یہی کرامت ہے کہ باوجود اسقدر گنہگار ہونیکے مجھے نہ زمین نگل لیتی ہے نہ آسمان سے کوئی عذاب اترتا ہے اور میں چلتا پھرتا ہوں۔ سچ ہے ع۔ "زہد شاخ پر میوہ سر بر زمین"۔ آپ سے درباره سماع سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ **نہ ایں کار میکنم و نہ آں کار میکنم**۔ سماع سے مراد یہ سماع نہیں جو کہ فی زمانہ ہے بلکہ اوس سماع کا ذکر ہے جسکی تشریح امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں تحریر فرمائی ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن ایک خاص حالت میں ایک شخص محمد زاہد نام سے کہا کہ مر جاؤ وہ مر گئے پھر باشارہ غیبی فرمایا کہ زندہ ہو جاؤ۔ پس وہ زندہ ہو گئے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص رات کو اپنے محبوب کے بوس وکنار میں مشغول رہا صبح کو آپکے پاس آکر اظہار اشتیاق صحبت درویشاں کیا۔ آپ نے جواب دیا کہ رات کو تو یہ کام کرو اور دن کو ہم سے یوں کہو۔ وہ شخص از حد شرمندہ ہوا۔ آپکا جب آخری وقت آیا تو وصیت فرمائی کہ میرے جنازہ کے ساتھ کچھ بیہودہ نہ پڑھو صرف ایک رباعی پڑھتے جاؤ۔ **رباعی**۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو ۔۔۔ شیئاً للّٰہ از جمال روئے تو

دست بکشا جانب زنبیل ما ۔۔۔ آفریں بر ہمت بازوئے تو

آپ کی ولادت باسعادت کا مادۂ تاریخ **زاہد مسکین** [illegible] ہے اور وفات حسرت آیات کا مادۂ تاریخ **قصر عرفان** (۹۱۱ھ) ہے آپکی کئی رباعیات ہیں۔ چنانچہ اُن میں سے چند رباعیات لکھتا ہوں تاکہ ناظرین اہل دین

کے مردہ دلوں کے اند... روح پڑے۔

از خوا... م پرپنم بہتر — درعیش ونشاط اندوہے غم بہتر
... در دل بدرگاہ خدا — از سلطنت تمام عالم بہتر

بر چہرہ ندارم ز مسلمانی رنگ — وارد بر ما شرف سگِ اہل فرنگ
آں سیہ ام کہ آید از روسیہی — دوزخ را ننگ و اہل دوزخ را ننگ

زانجا کہ کمال جانانہ ماست — عالم ہمہ درپناہِ جانانہ ماست
مارا چہ ازیں کہ عالمے خصم شود — پیش و پسِ ما سپاہِ جانانہ ماست

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے — واں نان بنہم پیش سگِ نادانے
آں سگ باشد گرسنہ در کہدانے — از عار براں نان نہ نہد دندانے

عودم چو نبود چوب بید آوردم — روسیہ و موئے سپید آوردم
چوں خود گفتی کہ نا امیدی کفر است — فرمانِ تو بردم و امید آوردم

خود را بشکنی کہ بت شکستن این است — در خود نگسل کہ زنبید رستن این است
در گوشہ خاطرِ عزیزاں جا کن — در مذہبِ ما گوشہ نشستن این است

این نه وله و نه وله رایک وله کن — صراف زر خود شو و خود را صره کن
یک نیم شب خیز و بدرگاه بیا — گر حاجتت نه بر آید، گله کن

در وقت سپیده دم خروسے سحری — دانی که چرا ہمے کند
در آئینۂ صبح نمودند او را — از عمر شبے گذشت و تو بیخبر

شب خیز که عاشقاں بشب راز کنند — گرد در و بام دوست پرواز کنند
ہر جا که درے بود بشب بربندند — الا که در دوست زاں شب باز کنند

مردان رہش میل بہشتے نکنند — خود بینی و خود نشینی پرستی نکنند
آنجا که مجردان حق بیہوشند — خم خانه تہی کنند و مستی نکنند

روزے که چراغ خاموش شود — بر بستر مرگ عقل مدہوش شود
با بیدردان مکن خدایا حشرم — ترسم که بچشم فراموش شود

گر دست دعا تضرع بردارم — بیخ و بن کوہہا ز جا بردارم
لیکن ز تفضلات معبود احد — تا صبر از صبراً جمیلاً بردارم

تا روئے ترا نه دیدم اے شمع طراز — نه کار کنم و نه روزه دارم نه نماز
چوں یار تو بدم مجاز و من جمله نماز — چوں بے تو بدم نماز من جمله مجاز

پروردہ ناز و نعمتش دوست مرا
بردوختہ مرقعہ از رگ و پوست مرا

تن خرقہ و جانِ من چوں صوفی
عالم ہمہ خانقاہ شیخ اوست مرا

پیوستہ رضائے دوست میدارم دوست
اندوہ و بلائے دوست میدارم دوست

گر جاں طلبند چہ گونہ تقصیر کنم
من جان برائے دوست میدارم دوست

بدخواہ کساں ہیچ مقصد نرسد
یک بد نکند تا بخودش صد نرسد

من نیک تو خواہم و تو خواہی بمن
تو نیک نہ بینی و بمن بد نہ رسد

ہر بارہ کہ از حضرت اللہ دہند
بے سنت شاہ سحر گاہ دہند

خواہی کہ کمال معرفت دریابی
از خود بگذر تا بخودت دہند

ذکر خیر محبوب لایزال واقف اسرار متعال حضرت سید کلال رح

۲۰

فائدہ۔ آپ اپنے وقت کے مقتدا تھے۔ مولد شریف آپکا قریہ سوخار ہے۔ آپ زراعت اور پیشہ آوندگری (کمہاروں کا) کیا کرتے تھے۔ اور شرف سیادت سے بھی ممتاز تھے کتاب رشحات میں روایت ہے کہ جب آپ شکم مادر مبارک میں تھے اُسوقت میں اگر والدہ ماجدہ کے شکم مبارک میں کبھی لقمہ مشتبہہ اتفاقاً داخل ہوتا تو آپکے شکم میں از حد درد ہوتا یہانتک کہ وہ کھانا یا پینا قے ہو جاتا۔ چند بار ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آخرش والدہ مکرمہ نے سمجھ لیا کہ یہ واقعہ اس طفل کی برکت سے ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ موضع رامتین کلاں میں ایک دیوار کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے وہاں پر ایک اکھاڑہ تھا پہلوانوں کا اسکیطرف آپکی نظر نہایت استغراق سے لگی ہوئی تھی۔ خاص احباب نے عرض کی کہ ان واہیات ... آپ کس نے دیکھتے ہیں۔ جناب بابا سماسی صاحب نے فرمایا کہ اسجگہ پر ایک شیر مرد ہے کہ کامل لوگ بہرہ مند ہونگے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ شیر مرد کسی سلسلہ میں داخل ہو کر رونق وتقویت کا باعث ہوگا۔ چنانچہ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ناگاہ امیر کلال علیہ الرحمۃ کی نظر حضرت بابا سماسی پر پڑی تو بس حضرت امیر کی حالت تبدیل ہوتے ہوتے یہانتک کہ حضرت بابا سماسی علیہ الرحمۃ کے قدموں پر آگرے پھر زندگی بھر کسی نے اونکو بازار میں چلتے نہ دیکھا حتیٰ کہ امام الصالحین سید العارفین بنگئے۔

نقل ہے کہ بعد از وفات حضرت امیر کلال ایک جماعت صوفیوں کی حاضر ہوئی اور آپ کی نسبت دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا کہ وہ رحلت فرما گئے ہیں وہ سخت گریاں ونالاں ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ صاحبان کہاں سے تشریف لائے وہ بولے کہ حرمین شریفین سے۔ لوگوں نے کہا کہ حضرت امیر تو کبھی حج کو بھی نہیں گئے آپ کسطرح اونکو جانتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپکے مرید ہیں اور لوگ بھی بہت آپکے حرمین شریفین میں مرید ہیں۔ حضرت امیر علیہ الرحمۃ عرصہ تیس برس سے حج کو ہر سال آیا کرتے تھے اس سال نہیں آئے ہم آپکے مشتاق دیدار تھے اسلئے حاضر ہوئے افسوس کہ زیارت میسر نہ ہوئی اور فرمایا کہ [illegible] تو یہ ہے کہ ایسے صاحب کمال کی قدر تم تو نہیں جانتے اسکی قدر [illegible]

نقل ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ بہت جمع تھے جنمیں امام ابو حفص کبیر بخاری رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے (جو کہ کسیقدر آپکے خلاف بھی تھے) حضرت امیر

علیہ الرحمۃ نے کچھ حالات اور واقعات حج اور مقامات وہاں کے بیان کرنے شروع کئے۔ مجلس میں سے ایک شخص کے دل میں گذرا کہ حضرت تو کبھی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔ آپ کسطرح بیان [illegible] فرماتے ہیں۔ آپ نے اُسکے دل پر اطلاع پائی اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے نادان! ادہر آ [illegible] دیکھ۔ اوس نے جو دیکھا تو خانہ کعبہ روبرو ہے۔

نقل ہے کہ ایک جماعت کسیطرف کو جا رہی تھی راستہ میں شیر ببر کھڑا ہے یہ حیران رہگئے میں حضرت امیر آئے اور شیر کی گردن پکڑ کر راہ سے برطرف کیا اونہوں نے کیا دیکھا کہ وہ شیر بلی تعظیم کے واسطے سر خم کر رہا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یہ واقعہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اوس سے سب چیز ڈرتی ہے۔ اور فرمایا۔ **اصل در ہمہ کارہا خدا ترسی است**

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ — کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

مرغ ایمان را دو پر خوف و رجا است — مرغ بے پر را پریدن خطا است

نقل ہے کہ ایک شخص کی گردن کاٹنے لگے تو وہ نہ مرا۔ پھر تین بار تلوار چلائی نہ مرا حضرت خواجہ نقشبند رح نے پوچھا کہ تو کیا کچھ منہ میں پڑھ رہا تھا اوس نے کہا کہ میں اپنے پیر کو یاد کرتا ہوں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا کہ تیرا پیر کون ہے۔ اوس مجرم نے کہا کہ میرا پیر حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپنے اُسی وقت قصبہ سوخار کا پتہ پوچھا اور کہا کہ جو پیر دنیا کی مصیبتوں سے خلاصی دور بیٹھکر کرادیوے تو اگر کوئی اوسکی خدمت میں حاضر ہو تو اوسکا کام کہانتک پورا ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ایک راستہ سے گذر رہے تھے کہ ایک زمیندار نے دوسرے سے پوچھا کہ یہ فقیر نقشبندی کون ہے۔ اوس نے کہا کہ یہ غوث ہیں۔ آپکے دل کو یہ حال معلوم ہوا۔ فرمایا کہ درویشوں کے حق میں بداعتقادی موجب بربادی اور باعث ہلاکت ہے۔ کچھ دیر گذری کہ وہ زمیندار بے ادب درد گردہ سے بیمار ہوگیا وہ سمجھ گیا کہ

یہ بے ادبی کی سزا ہے۔ پھر بولا کہ مجھے حضرت امیر کے پاس لے چلو۔ آپکے پاس [illegible] تو آپنے فرمایا کہ اسکو تیر کارگر ہوگیا ہے اب علاج پذیر نہیں۔ گھر جاتے ہی مرگیا۔

زنہار ازیں قوم گریزاں میباش صد سر بُند در میان [illegible]

وفات آپکی بقول صاحب رشحات روز پنجشنبہ بوقت صبح [illegible] بتاریخ [illegible] جمادی [illegible] ہے۔ مزار شریف قصبہ سوخار جو کہ بخارا شریف سے [illegible] فرسنگ اور موضع سماس سے [illegible] شرعی ہے۔ مادہ تاریخ وفات آپکا [illegible]

۲۱ ## ذکر مبارک جامع کمالات حضرت محمد باباسماسی رح

فائدہ۔ آپ خلیفہ اکبر ہیں خلفا خواجہ عزیزان علی رامتینی رح کے۔ آپ عرصہ دراز اپنے پیر روشن ضمیر کی خدمت اقدس میں رہے اور فیوضات ظاہری و باطنی سے خوب حصہ لیا۔ مولد و مسکن آپ کا قصبہ سماس ہے جو کہ بخارا شریف اور موضع رامتین سے تین فرسنگ پر ہے۔

نقل ہے کہ جب کبھی کوشک ہندو پر گذرتے تو فرمایا کرتے کہ اسجگہ پر کسی اہل اللہ مرد خدا کی خوشبو آتی ہے۔ چنانچہ جس وقت حضرت خواجہ خواجگان نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو جناب باباسماسی نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو زیادہ ہوگئی شاید وہ مرد خدا پیدا ہو گیا ہے۔ جس وقت حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ خدمت میں حاضر ہوئے تو آپنے اونکو اپنا فرزند متبنی بنالیا اور حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ اپنے خلیفہ اکمل کے سپرد کر دیا اور تربیت کی تاکید فرمائی [illegible] کامل ہے۔ اول خواجہ محمد صوفی کہ مرقد انکا قصبہ سوخار ہے [illegible] فرزند ارجمند ہیں۔ سوم خواجہ دانشمند علیہ الرحمۃ [illegible] سید امیر کلال علیہ الرحمۃ۔ وفات آپکی [illegible] جمادی الآخر [illegible] میں مرقد آپکا موضع سماس ہے۔ مادہ تاریخ وفات محبوب خدا [illegible] ہے۔

۲۲ ذکر مبارک حضرت قطب عالم عزیزان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ - آپ قطب وقت تھے اور خلیفۂ اعظم تھے حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ جو شخص آپکی صحبت مبارک میں ایک دن رہتا تو معرفت کامل طور پر حاصل کر لیتا۔ ولادت آپ کی موضع رامتین ہے جو کہ بخارا شریف سے دو فرسنگ پر ہے۔ وفات شریف آپ کی ۲۷ رمضان المبارک ۷۲۱ھ میں ہوئی۔ عمر شریف آپ کی ایک سو تیس برس تھی۔ اور مرقد پاک آپکا شہر خوارزم ہے۔ آپکے دو فرزند ارجمند تھے۔ خرقہ خلافت چھوٹے کو عنایت فرمایا بڑے صاحبزادہ کی نسبت فرمایا کہ اسکا قیام میرے بعد نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد از وفات عزیزان علی علیہ الرحمۃ بروز چہلم وفات پا گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت منصور بن حلاج کے وقت کوئی حضرت عبدالخالق غجدوانی کے مریدوں سے ہوتا تو انکو بوجہ لغزش ظاہری حالت کے کبھی کوئی گرفت نہ کرتا۔ اور اونکو مقام وحدت سے ترقی دیکر منازل آئندہ پر عروج کراتا۔ آپکا فیضان علی الخصوص والعام ہر وقت جاری تھا۔ آپکے بعد چار خلیفے کامل و اکمل رہے اول خواجہ محمد کلاہ دوز کہ مرقد انکا خوارزم ہے۔ دوم محمد صلاح بلخی ہیں۔ سوم محمد یار بردی کہ مرقد انکا بھی خوارزم ہے۔ چہارم محمد بابا سماسی کہ مرقد انکا قصبہ سماس میں ہے جو کہ رامتین سے ایک کوس دور ہے۔

نقل ہے کہ آپ کی عادت مبارک تھی کہ لوگوں کو مزدوری پر مقرر کر کے اپنے گھر صبح سے شام تک رکھ کر تربیت ذکر و فکر و مراقبہ کرتے اور روزانہ خرچ بھی دیا کرتے تھے۔ نام آپ کا عزیزان علی ہے۔ پیشہ آپکا بافندگی تھا۔ **نقل** ہے کہ ایکدن آپ تمام کیونت تیرہ جگہ پر حاضر دعوت ہوئے۔ **نقل** ہے

کہ ایک دن سید آتا صاحب کا لڑکا تندر لوگ پکڑ کر لے گئے اور سید آتا صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر لڑکے کا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ جب وہ لڑکا نہ آئیگا میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ کچھ دیر گذری کہ وہ پسر حاضر ہو گیا۔ بقول بعض ۲۸ ذیقعدہ ۷۲۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ مادہ تاریخ: نعمت حق (۷۲۱) ہے

۲۳

ذکر مبارک حضرت عارف معبود خواجہ محمود انجیری فغنوی

فائدہ۔ آپ کا اسم شریف خواجہ محمود ہے۔ آپ اصحاب خواجہ عارف ریوگری سے ہیں اور آپ خلفا میں ممتاز و نمونہ تھے۔ آپ کسب گلکاری حلال کیا کرتے۔ آپ سوائے ذکر خفی کے کبھی ذکر جہر بھی کیا کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت علی رامتینی جو کہ خلفا عظمیٰ خواجہ محمود سے تھے اپنے احباب اہل ذکر میں ساتھ ذکر و فکر مشغول تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ سفید عمدہ رنگ اڑتا ہوا اُنکے سر پر سے گذرا۔ جب نزدیک آیا تو بزبان فصیح فرمایا کہ اے علی مرد میداں بن اور اپنے کام میں بخوبی مضبوط ہو۔ اوس مرغ کے دیکھنے اور اس کلام کے سننے سے ایک عجیب کیفیت پیدا ہوگئی کہ اہل مجلس نہایت ہی مسرور و محظوظ ہوگئے۔ جب اہل حلقہ ہوش میں آئے تو حضرت خواجہ علی علیہ الرحمۃ سے احباب نے استفسار فرمایا۔ تو جناب نے فرمایا کہ یہ مرغ روح تھی حضرت خواجہ محمود علیہ الرحمۃ کی اور فرمایا کہ خدا نے انکو یہ کرامت عطا فرمائی ہے کہ جس جگہ چاہتے ہیں وہاں تشریف لیجاتے ہیں۔ اصلی جائے سکونت آپکی موضع انجیر فغنہ ہے جو کہ بخارا سے تین فرسنگ پر ہے۔ وفات آپکی ۱۷ ربیع الاول ۷۱۷ھ میں ہوئی۔ مزار شریف موضع وابکنی ہے۔ مادہ تاریخ وفات شاہ عرفانی (۷۱۷ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت عاشق صادق عارف حق ریوگری

آپ یعنے حضرت عارف صاحب علیہ الرحمۃ بھی علوم ظاہری و باطنی و زہد و تقویٰ و اتباع شریعت میں کامل تھے۔ آپنے خرقۂ خلافت حضرت عبدالخالق غجدوانی سے حاصل کیا۔ اور تمام عمر اپنے پیر کی خدمت شریف میں رہے۔ بعد انتقال اونکے سجادہ نشین و خلیفہ کامل بنگئے۔ اور

آپ کی وفات یکم شوال ۷۱۵ھ ہے۔ عمر شریف آپکی بہت دراز تھی۔ چنانچہ انکے پیر مرشد حضرت عبدالخالق غجدوانی کی وفات ۵۷۵ھ ہے۔ اور انکی خود وفات ۷۱۵ھ ہے۔ مدفن انکا موضع ریوگر ہے جو کہ مواضع بخارا سے ہے اور وہاں سے غجدوان ایک کوس پر ہے۔ آپکا مادہ تاریخ وفات درویش صادق (۷۱۵ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت ہادی برحق خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ ۲۵

فائدہ۔ آپ خلیفہ اعظم ہیں خواجہ یوسف ہمدانیؒ کے اور سر دفتر حلقۂ خواجگان نقشبندیہ عالیہ ہیں۔ جائے پیدائش آپکی شہر غجدوان بفاصلہ چھ فرسنگ بخارا شریف سے ہے۔ آپکے پدر بزرگوار کا نام عبدالجلیل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کو خضر علیہ السلام نے قبل از تولد آپ کے صالحیت کی بشارت دیکر فرمایا تھا کہ اسکا نام عبدالخالق رکھنا۔ آپنے شیخ صدرالدین صاحب قاضی بخارا سے تعلیم پائی ہے اور اجازت ذکر خفی و ذکر نفی و اثبات خضر علیہ السلام سے پائی۔ آپ ہر روز ایک نماز خانہ کعبہ میں پڑھا کرتے تھے۔ آپ زہد و تقوی میں بے مثل اور علم و حلم اور اتباع سنت میں یکتا تھے۔ آپکے چند اصطلاحات ہیں جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنا ہے۔ وہ اصطلاحات یہ ہیں۔ ہوش در دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ نگہداشت۔ خواطر خلق با خلق وقوف زمانی۔ وقوف عددی۔ وقوف قلبی۔ انکی تفصیل و تشریح رسالہ قول الجمیل میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے تحریر فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحب کا ایک وصیت نامہ بھی ہے جو کہ آپنے اپنے فرزند ارجمند کے واسطے ارشاد فرمایا ہے اور وہ وصیت نامہ ہر ایک اہل طریقہ صوفیہ خصوصاً نقشبندی طریق والوں کے واسطے از حد مفید و نافع ہے اور لازم ہے کہ حضرات صوفیہ حال اس وصیت کو اپنا آئینہ عمل قرار دیں۔ وصیت نامہ یہ ہے:-

ای فرزند ترا وصیت میکنم بتعلیم و ادب و تقوی و اتباع اہل سنت و جماعت
وگذاردن نماز باجماعت و تعلیم فقہ و حدیث و پرہیز از صوفیائے جہال و عدم
شہرت خود۔ تا آنکہ امام و مؤذن نباشی و حاکم و قاضی شہر نباشی و بر قبالہا نام خود
ننویسی۔ با ملوک صحبت نداری و خانقاہ بنا نکنی۔ و خود را شیخ نگویانی و سماع بسیار
نشنوی۔ کم گوئی۔ کم خوری۔ کم خسپی و از عام خلق بگریز و با مردان و زنان صحبت مدار
و بطلب دنیا مصروف نشوی۔ گریہ بسیار کن و کم بخندی و از خندہ قہقہہ احتراز
کنی۔ ہیچ مخلوق را از خود کمتر ندانی۔ و خود را بہنر ندانی۔ و ظاہر خود را میارائی۔
و ناتوانی در خدمت خلق سعی کنی۔ از جان و مال دریغ نداری و مشائخ را
از جان عزیز داری۔ و بر افعال ایشان انکار نکنی۔ و دل را مدام اندوہگین داری۔
و باید کہ بدن تو لاغر و چشم تو گریان و عمل تو خالص و دعائے تو بتضرع و جامہ تو
کہنہ و رفیق تو درویش و مایہ تو عبادت و خانہ تو مسجد و قلب تو ذاکر و زبان تو
شاکر و مونس تو خدا و یار تو فکر باشد و بر طریق خواجگان قائم باشی (از رشحات)۔

اور ولادت جناب کی بخارا شریف میں ہوئی اور وفات شریف شہر غجدوان میں جو کہ ایک
موضع ہے توابع بخارا سے۔ وفات آپکی ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ ہے۔ اور مادہ تاریخ آپکا
آفتاب کامل (۵۷۵ھ) ہے۔

۲۶ ## ذکر مبارک حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نام پاک آپکا خواجہ یوسف اور آپکے والد بزرگوار کا نام محمد ایوب ہے
اور آپ کی کنیت بعض تو ابو یوسف کہتے ہیں اور اصل میں ابو یعقوب ہے۔ وطن اصلی آپ کا

ہمدان ہے نسبت ارادت آپ کی حضرت شیخ ابو علی فارمدی کیطرف ہے۔ اور شیخ ابو اسحاق شیرازی سے بھی استفاضہ کیا۔ بعمرہ ۱۸ سال ہمدان سے نکلکر بغداد میں مولانا ابی اسحاق سے علوم ظاہری حاصل کئے۔ مذہب آپکا حنفی تھا۔ پھر اصفہان میں بعد از تحصیل علوم شیخ عبداللہ جوئی سے خرقہ خلافت لیا اور شیخ احسن صاحب سے بھی ایک خرقہ تبرک کا حاصل کیا۔ بعدہٗ شیخ ابو علی فارمدی کیخدمت میں فقر و سلوک تمام کیا۔ آپکے چار خلیفے کامل و مکمل رہے تھے۔ اول خواجہ عبدالخالق غجدوانی۔ دوم خواجہ احمد یسوی۔ سوم خواجہ احسن انداقی۔ چہارم عبداللہ برقی۔

ولادت آپکی ۴۴۰ھ میں اور وفات ۷ ارجب ۵۳۶ھ ہے عمر شریف آپکی ۹۵ برس ہے اول تو آپ متصل ہرات مدفون ہوئے تھے۔ بعدازاں شیخ ابن التجار نے جو کہ آپکے خاص مریدوں میں سے تھا آپ کی نعش مبارک کو شہر مرو میں لیجا کر دفن کیا۔ وہاں ہی آپکا مزار مقدس ہے آپکی کئی تصانیف ہیں (۱) زینت الحیات (۲) منازل السالکین (۳) منازل السائرین۔ مادہ تاریخ ولادت مقبول ربانی (۴۴۰ھ) ہے اور مادہ تاریخ وفات یوسف فقر (۵۳۶ھ) ہے

ایک شخص نے آپسے وعظ میں بے ادب ہو کر مسئلہ پوچھا۔ آپنے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ شاید تم مرتے وقت مسلمان نہ ہوگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بادشاہ روم کے پاس سفیر ہو کر گیا تھا وہاں جاکر عیسائی ہوا اور مرگیا۔ سچ کہا ہے مولانا روم نے سے

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنہ پاکاں زند

ذکر مبارک حضرت ابو علی فضیل بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷

فائدہ۔ ود دراصل میں شفقت و محبت کو کہتے ہیں۔ یہی مقصد ہے اس دعا مبارک کا جو خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ

اسیواسطے مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اولیاء اللہ کی محبت اصل ایمان ہے جسکو محبت نہیں وہ جھوٹا مسلمان ہے۔ اور جسکی محبت کا دعویٰ ہو وہ اسکے اتباع کے بغیر یا اسکی رضا کے بغیر کوئی کام نہ کرنا چاہئے کیونکہ دوست وہی ہے جو دوست کا تابع ہو نہ مخالف۔ لَوْ کَانَ صَادِقًا فِی الْحُبِّ لَاَ طَاعَہٗ اور اولیا کی محبت عین محبت حق ہے۔

نام پاک آپکا فضیل بن محمدؒ ہے اور کنیت ابو علی۔ آپ ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر تھے۔ آپنے دو بزرگوں سے فیض پایا۔ ایک تو ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ سے۔ دوسرا حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی سے اسیواسطے بعض شجروں میں بعد از ابوالحسن حضرت ابوالقاسم کا نام بھی درج ہے۔ آپنے ظاہری علوم حضرت ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کئے۔ اور آپ اپنے وقت میں شیخ الشیوخ خراسان تصور کئے جاتے تھے۔ آپسے ہزارہا لوگوں کو فیض پہونچا اور صدہا لوگ ولی بنگئے۔ آپ طوسی باشندہ ایک موضع فارمد کے ہیں جو کہ مضافات طوس میں ہے۔ ولادت آپکی ۴۰۷ھ میں اور وفات آپکی ۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ میں ہے اور عمر شریف ۷۰ سال۔ مزار مبارک آپکا طوس میں ہے۔ مادۂ تاریخ وفات عزت ہے۔

۲۰ ## ذکر مبارک حضرت ابوالحسن علی بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ نسبت آپکی روحانی حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہے اور [illegible] سلوک بھی آپ ہی سے ہوئی۔ آپ بحر توحید کے غواص اور میدان معرفت کے [illegible] اوتاد کے امام تھے۔ آپنے آخری وصیت یہ فرمائی [illegible] قبر [illegible] گز نیچے [illegible] پیر و مرشد یعنے بایزید علیہ الرحمۃ کی زمین بسطام [illegible] اس میری زمین سے اور یہ نزدیک ہوئے تا کہ پیر کی قبر نیچے اور مرید کی قبر بلند۔ اور فرمایا کہ اہل ذکر کو اہل دنیا کی صحبت بہت کم چاہئے

کیونکہ وہ خدا کو چھوڑ کر دنیا دنیا کرتے ہیں اور یہ خدا خدا کرتے ہیں۔ نام پاک آپکا علی بن جعفر ہے
وطن اصلی موضع خرقان مضافات قزوین ہے۔ وفات آپکی شب سہ شنبہ یوم عاشورہ ۴۲۵ھ
ہے۔ مرقد پاک موضع خرقان میں۔ مادہ تاریخ وفات شتاہ احسن (۴۲۵ھ) ہے۔
نقل ہے کہ آپ زمین کھودنے لگے پہلے چاندی نکلی پھر سونا پھر جواہرات۔ آپ نے
پھینکدیا اور فرمایا کہ میں تو خدا چاہتا ہوں یہ کیا چیز ہے۔
نقل ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو سومنات کی لڑائی میں نہایت مشکلات پیش آئیں
آپ نے اوسکو اپنا پیراہن دیا ہوا تھا۔ اوس نے خدا کی درگاہ میں وہ پیراہن وسیلہ لیکر دعا کی۔
خدا نے اُسیوقت فتح دی۔ حضرت خواب میں آئے اور فرمایا کہ اے محمود تم نے تو میری پیراہن
کی کچھ قدر نہ کی۔ اگر دعا کرتا کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں تو سب اسلام قبول کر لیتے۔

۲۹ ذکر مبارک حضرت سلطان العارفین طیفور بن عیسیٰ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

فائدہ۔ آپکے مدارج علیا و مراتب اعلیٰ کا ذکر مفصل تذکرۃ الاولیا میں مرقوم ہے۔
آپ مادرزاد ولی تھے۔ اور اپنے وقت میں مرجع ابدال و اوتاد تھے اور مشائخین سالکین
میں خلیفہ اعظم مسلم تھے۔ آپ جذب سلوک میں بے نظیر تھے۔ صرف نظر کرنے سے ہی طالب کا
سلوک تمام ہو جاتا تھا۔ ایکدفعہ آپ پر جذب غالب ہوا۔ تو فرمایا سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ
اوسکے بارہ میں مریدوں نے کہا کہ آپنے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اگر پھر کبھی ایسا
واقع ہو تو مجھکو تلوار سے مار ڈالنا۔ جب دوبارہ بھی موقعہ آیا تو مریدوں نے تلواریں ماریں
مگر آپکے بدن پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ ایکدفعہ ایک ولی اللہ ابو تراب نخشی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک
خاص مرید صاحب کمال کو فرمایا کہ تجھکو چاہئے کہ بایزید کی زیارت سے مشرف ہو۔ اوس مرید نے

کہا کہ جو شخص بایزید کے خدا کو ہر روز سو بار دیکھے اوسکو بایزید کی کیا ضرورت ہے۔ حضرت بخشی نے فرمایا کہ خدا کو تو اپنی حیثیت سے یا لیاقت سے دیکھتا ہے بایزید کو اوسکی ہمت و جلالت سے دیکھیگا۔ آخرش ایک دن یہ دونوں بزرگ چلتے چلتے بسطام میں پہونچے وہاں پہ دریافت کیا بایزید کہاں ہیں۔ کسی نے کہا باہر تشریف لیگئے ہیں۔ اتنے میں کیا دیکھا کہ حضرت بایزید اپنے ہاتھ میں ٹھلیا اُٹھائے ہوئے آتے ہیں۔ جونہی اوس مرید پر نظر پڑی تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ گویا حالت مرگ تھی۔ حضرت بخشی نے عرض کی کہ حضرت آپنے تو اس مرید کو مار ہی دیا تھا آپنے جواب دیا کہ ابھی اسپر مصر کی عورتوں کی طرح جمال یوسفی کے انوار نہیں پڑے تھے۔ اب وہ پردے ٹوٹ گئے۔ لہذا یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ اسیواسطے حضرت جنید علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ بایزید ہمارے درمیان ایسا ہے جیسا جبرئیل جملہ ملائکہ میں۔ لقب آپکا **سلطان العارفین** اور نام آپکا طیفور بن عیسےٰ بن آدم بن سروشان ہے جائے سکونت شہر بسطام اور جد امجد آپکے قوم گبر سے تھے۔ پھر مشرف باسلام ہوئے۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ یہ حضرت اویسی تھے۔ امام جعفر صادق سے روحانی فیض پایا۔ ایک سو تیرہ بزرگوں سے خدمت کر کے فیض لیتے رہے۔ آپسے کسی نے پوچھا کہ معاملہ سلوک میں انسان کو کیا چاہئیے۔ آپنے فرمایا کہ ولایت مادرزاد۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ نہ ہو تو فرمایا کہ آنکھ دیکھنے والی۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو۔ فرمایا کہ کان سننے والے۔ پھر پوچھا کہ اگر یہ بھی نہ ہو تو فرمایا کہ مرگ مفاجات (موت ناگہانی) اور نیز آپکا ارشاد ہے کہ بزرگوں کی صحبت و مجلس اعمال صالحہ سے بہتر ہے اور بدوں کی صحبت گنا [illegible] ولادت آپکی ۱۳۶ھ میں ہے اور وفات آپکی ۲۶۹ھ ۱۵ شعبان روز جمعہ ہے۔ عمر شریف آپکی ۱۳۳ سال ہے۔ مرقد مبارک شہر بسطام۔ مادہ تاریخ وفات نور راحل (۲۶۹ھ) ہے

ذکر مبارک حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ۳۰

فائدہ۔ عاشق صادق عارف حق امام جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم آپ مشائخین میں مقتدا ہیں اور عارفین کاملین میں پیشوا تھے۔ آپکی کنیت ابو عبداللہ اور ابو اسماعیل اور لقب آپکا صادق ہے فیض باطنی آپ کو دو طرف سے حاصل ہے۔ ایک تو امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے۔ دوم امام قاسم بن محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہم سے۔ ولادت آپکی ۸۰ھ ۱۷ ربیع الاول بروز دوشنبہ ہے۔ وفات آپکی ۱۵ ماہ رجب بروز دوشنبہ ۱۴۸ھ ہے۔ عمر شریف آپکی ۶۸ برس اور کچھ ماہ ہیں۔ مرقد مبارک آپکا مدینہ منورہ جنت البقیع میں ہے۔ اور مادہ تاریخ حق طلب (۱۴۸ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ ۳۱

فائدہ۔ حدیث میں آیا ہے اِذَا سَئَلْتُمْ فَاسْئَلُوا اللّٰہَ الْفِرْدَوْسَ یعنے خدا سے ہمیشہ جنت فردوس مانگا کرو فیض باطنی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم کو حاصل ہوا۔ آپ کبار تابعین اور فقہا سبعہ مدینہ سے ہیں جملہ علم شریعت و طریقت میں بے نظیر ہیں۔ وفات شریف آپکی ۲۴ جمادی الثانی ۱۰۱ھ ہے عمر شریف بقول اہل تحقیق ۷۰ سال ہے اور مزار شریف مدینہ طیبہ میں۔ مادہ تاریخ حق (۱۰۱ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ۳۲

فائدہ۔ آپکا اسم شریف سلمان اور کنیت ابو عبداللہ اور اصل وطن آبائی صفہان ہے

آپ شاہزادۂ فارس ہیں۔ اپنے باپ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنکر یدتوں سفر کرتے کرتے مدینہ منورہ پہونچے اور اسلام قبول کیا۔ آپ کی زبان فارسی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن سلمان کے منہ میں ڈالدیا تو آپ کی زبان عربی ہوگئی یعنے عربی سمجھنے لگ گئے۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ نہایت خلوص ومحبت تھا۔ یہانتک فرمایا حضور علیہ السلام نے سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَیْتِ۔ مَنْ اَحَبَّ السَّلْمَانَ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ یعنے سلمان رضی اللہ عنہ ہمارے اہلبیت سے ہے جو شخص اُسکو دوست رکھے اُس نے مجھے دوست رکھا۔ اکمال میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے وصی زریت بن برتملا کی ملاقات کی ہے۔ حضرات القدس میں ہے کہ ۲۵۰ برس آپ کی عمر تھی شہر مدائن میں انتقال فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی رات کو مدائن جاکر خود سلمان کو غسل دیا۔ بقول صحیح ۱۰ ماہ رجب ۳۶ھ یا ۳۳ھ میں انتقال کیا۔ مقبرہ آپکا شہر مدائن۔ عمر آپکی بقول صحیح ۲۵۰ رہی ہے مادہ تاریخ پاکباز (۳۳ھ) ہے۔ فیض باطنی سلمان کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملا۔

۳۳ ذکر مبارک حضرت رفیق سرور انبیاء ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

فائدہ - یہ شجرہ طیبہ نقشبندیہ خلیفہ اول وزیر اعلیٰ امام الصادقین رفیق سرور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شروع ہے۔ آپکو جو مراتب ومدارج خدا نے عنایت فرمائے ہیں وہ ... کو بہت ہی کم عطا ہوئے ہیں چنانچہ ایک تو آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ... آپ کی بیٹی حضرت صدیقہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا انکو حضرت ... صلی اللہ علیہ وسلم کو ... آپ خلیفہ اول ہیں۔ علاوہ ازیں صدہا آیات واحادیث آپکی فضیلت پر دال ہیں۔ چنانچہ فرمایا آپ نے

حدیث۔ ابوبکر منی وانا منہ وابوبکر اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مَیں روحانی طور سے واحد ہیں اور ابوبکر میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔

حدیث۔ انك یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی (عن ابی ہریرۃ) یعنے پہلا وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ ابوبکرؓ ہے میری امت سے۔

حدیث۔ ما صحب النبیین والمرسلین اجمعین ولا صاحب یٰس افضل من ابوبکرؓ یعنے تمام انبیا اور مرسلین کے اصحاب اور حضور علیہ السلام کے کل اصحاب ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی نہیں۔

حدیث۔ ان اللہ یکرہ فوق سمائہ ان یخطأ ابوبکر الصدیق فی الارض۔ یعنے خدا کو پسند نہیں کہ صدیق اکبر سے کوئی خطا ہو۔

حدیث۔ عرج بی الی السماء فما مررت بسماء الا وجدت فیہا اسمی مکتوبا محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی۔ یعنے آسمان پر جب مجھے بلایا گیا تو ہر ایک آسمان پر لکھا تھا کہ ایک محمد رسول اللہ اور ایک ابوبکر الصدیق۔

حدیث۔ ان ابابکر خیر من طلعت علیہ الشمس ولا غربت علی احد یعنے تحقیق ابوبکرؓ کل جہان سے افضل ہے۔

حدیث۔ حب ابی بکر وشکرہ واجب امتی۔ یعنے حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اور شکریہ ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

حدیث۔ ما طلعت شمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین افضل من ابی بکر۔ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ افضل ہے تمام مخلوقات سے بعد الانبیاء والمرسلین کے۔

حدیث۔ یا علی سألت اللہ ان یقدمک ثلاثا فابی علیّ الا ان یقدم ابابکر

یعنے خدا سے میں نے سوال کیا کہ خدا علی کو تینوں پر افضلیت بخشنے مگر خدا نے انکار کیا اور صدیق اکبر کو ہی خدا نے مقدم و افضل کر دیا (کنز العمال جلد ۶۔ مناقب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

حدیث۔ لو وزن ایمان ابی بکر مع ایمان جمیع امتی لرجح۔ یعنے اگر حضرت ابوبکر کا ایمان تمام امت محمدیہ کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر ہی کا ایمان غالب ہوگا شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث لکھی ہے ان اللہ تعالیٰ ثلثمائۃ وستین خلقا من لقیہ بخلق منہا مع التوحید دخل الجنۃ قال ابوبکر ھل فی منہا قال کلہا فیک یا ابا بکر واحبہا السخاء الی اللہ۔ یعنے خدا کے اخلاق عظیمہ تین سو ساٹھ ہیں جس مومن میں ایک خلق ان اخلاق میں سے ہوگا وہ داخل جنت ہوگا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ کیا مجھ میں بھی کوئی خلق ان اخلاق میں سے موجود ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر تجھ میں تو سب اخلاق الہٰیہ ہیں واخرج ابن ابی الدنیا فی مکارم الاخلاق وابن عساکر من طریق صدقۃ بن میمون القرشی عن شعبان بن دینار قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلث مائۃ وستون خصلۃ اذا اراد اللہ لعبد خیرا جعل فیہ خصلتہ منہا یدخل الجنۃ بہا قال ابوبکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افی منہا شیٔ قال نعم جمعا من کل۔ واخرج ابن عساکر من طریق اخری عن صدقۃ القرشی عن رجل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصال الخیر ثلثمائۃ وستون خصلۃ الحدیث۔ یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک اور بہتر تین سو ساٹھ (۳۶۰) خصلتیں ہیں جس وقت پاک کسی شخص کے ساتھ بہتری کا ارادہ کرتا ہے یعنے اسکو بہتر بنانا چاہتا ہے تو ان تین سو ساٹھ خصلتوں میں سے ایک خصلت اس بندہ میں پیدا کر ڈالتا ہے۔ پس اس خصلت کے سبب اسکو داخل جنت کر دیتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا مجھ میں بھی

کوئی خصلت ہے یا نہیں تو فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھ میں تو سب خصائل نیک موجود ہیں۔ حضرت شیخ مخدوم شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ اپنے عوارف شریف میں یہ حدیث لکھی ہے ماصبّ اللہ فی صدری شیئًا الا وقد صببتُ فی صدر ابی بکرؓ یعنے جو فیض و نور خدا نے میرے سینہ میں ڈالدیا ہے یعنے حضرت ابو بکرؓ کے سینہ میں ڈالدیا ہے ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی کو باب الصلوٰۃ پر سے پکارینگے اسطرف آؤ غازی کو باب الجہاد پر سے پکارینگے ادہر آؤ۔ زکوٰۃ خیرات والے کو باب الصدقہ پر سے آواز دینگے روزہ دار کو باب الصیام پر سے بلا دینگے۔ غرضکہ ہر ایک نیکی کا دروازہ جدا جدا ہوگا تو اسپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جسکو سب دروازوں سے آواز دینگے کہ ادہر آؤ ادہر آؤ۔ تو فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم وارجوان تکون منھم یا ابا بکر (رواہ البخاری) یعنے ہاں ایسے بھی لوگ ہونگے اور میں امید کرتا ہوں کہ تو اُن میں سے ہوگا اے ابو بکرؓ ایک حدیث میں یوں ہے لا ینبغی لقوم فیھم ابو بکر ان یؤمھم غیرہٗ (رواہ الترمذی) یعنے کسی قوم کو یہ حق نہیں کہ ابو بکر کی موجودگی میں کسی اور شخص کو امام بنا دے سوائے ابو بکرؓ کے۔ بلکہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کی موجودگی میں بھی شرف امامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا ہے نہ کسی غیر کو یعنے جس وقت حضور علیہ السلام سخت علیل ہوئے اور امامت میں قیام کی طاقت نہ تھی تو لوگوں کو فرمایا۔ مروا ابا بکر فلیصل بالناس (رواہ الترمذی) یعنے ابو بکر کو کہو میری جگہ جماعت کرائے پس ثابت ہوا کہ آپ جمیع صحابہ کرام میں سے افضل و اکمل و اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا آپکا طریقہ بھی افضل الطرق واقرب الی اللہ ہے خدا سب کو یہی طریقہ نصیب کرے۔ آمین۔

وفات شریف آپکی شب سہ شنبہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ ہجری مقدس ہے۔ اور مزار شریف آپکا مدینہ منورہ۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال۔ مادہ تاریخ وفات اجل (۱۳ھ) ہے۔

ذکر مبارک حضرت رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سرور کائنات خلاصہ موجودات محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ رسول رب الانام علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام

فائدہ - حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ وسلم کا توریت میں **محمد** نام اور انجیل میں **احمد** ہے۔ اور زمین پر آپ محمدؐ کے نام سے مشہور اور آسمانوں میں احمد کے نام سے معروف ہیں۔ کنیت مبارک جناب کی ابوالقاسم ہے۔ تمام انبیاء کرام کے آپ سردار و امام ہیں۔ خدا نے آپکو اپنا حبیب بنایا۔ اسمیں ایک عمدہ رمز یا اشارہ ہے۔ وہ یہ کہ محب اپنے محبوب کی رضا و خوشنودی کو بہر حال بہتر و مقدم سمجھتا ہے۔ اور محبوب کو اپنے محب کے کل اشیاء پر تصرف و اختیار ہوتا ہے مگر مودۃً و محبتہً نہ جبراً و قہراً۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی حضرت کلیم اللہ کے نام سے کوئی خلیل اللہ کے لقب سے کوئی صاحب روح اللہ کے عرف سے مشہور ہوئے۔ لیکن **حبیب اللہ** کا لقب سوائے ہمارے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کے اور کسیکو نہ ملا۔ یہی وجہ ہے کہ کل موجودات مخلوقات حضرت ہی کے نور سے پیدا ہوئی چنانچہ اسکی بحث رسالہ ھدیہ خیریہ میں ہم نے درج کی ہے۔ آپ تمام مخلوقات میں اکرم و اشرف و احسن ہیں۔ پہلے سب سے آپ ہی قبر سے تشریف لاوینگے اور آپ ہی شفاعت فرماوینگے۔ اور آپ ہی دروازہ جنت کا کھلوادینگے اور ہر ایک خلق حسن وصفت جمیلہ سے آپ ہی موصوف ہیں آپ ابتدا ہی سے عرب میں **امین** کے لقب اور **صادق** کی صفت سے ضرب المثل تھے۔ آپ [illegible] پہل کوہ حرا کی غار میں مشغول بحق رہتے تھے۔ بعد از چالیس برس آپ کو [illegible] اور نبوت بھی ایسی کہ آپ کی نبوت کے بعد کسی قسم کی نہ نبوت رہی نہ کسی قسم کا نبی و رسول ہو گا۔ اگر کسیکو آپکے بعد دعویٰ نبوت ہے تو وہ دجال کا خلیفہ ہے۔ آپ ہی کا دین قیامت تک رہیگا۔

آپ ہی کے دین کی نیابت وخدمت کے لئے حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام جیسے مقدس بزرگ آدینگے۔ آپ ہی کے دین میں جہاد دینی سب عبادتوں سے افضل واعلیٰ عبادت ہے۔ آپ ہی کی اولاد امجاد قیامت تک رہیگی۔ چنانچہ حضرت مہدی علیہ السلام آپ ہی کی اولاد سے ہونگے۔ بموجب اقوال کثیرہ معتبرہ آپ ہی کو خدا نے بجسدہ العنصری آسمانوں کی سیر کرائی۔ بموجب ارشادات اہل علم آپکو ۲۷ یا ۲۵ معراج ہوئے جنمیں سے ایک تو ۲۷ رات ماہ رجب کو آپ اسی جسم اقدس واطہر کے ساتھ آسمان پر تشریف لیگئے۔ اور باقی معراج روحانی ہوئے۔ معجزات آپ سے جو وقوع میں آئے انکی گنتی تو ہزاروں سے بڑھکر ہے مگر مختصر طور پر کتاب **کلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین** میں درج ہیں۔ غرضکہ شجرۂ طیبہ آپ سے شروع ہے۔ عمر شریف آپکی ۶۳ سال اور وفات شریف ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی۔ روضہ مطہر مدینہ منورہ میں دیکھو۔ مادہ تاریخ **ھو** ۱۱ھ ہے۔

ذکر اللہ جل شانہ

واضح رہے کہ جسقدر انوار وبرکات لوگوں کو حاصل ہیں یا آیندہ حاصل ہونگے اُن سب کا منبع ذات واحد مطلق ہے اور جس وجود موجود کو فیض ولایت ملتا ہے اُسی وجود اقدس سے ملتا ہے۔ کوئی ذی روح بلا فیض فیاض حقیقی عارف بن ہی نہیں سکتا۔ لہذا ہر ایک انسان عقلمند پر لازم ہے کہ یہ عقیدہ رکھے کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے جامع جمیع صفات کمالیہ ذاتیہ ازلیہ ہے مکان وزمان وجہت واستقرار بر عرش سے منزہ اور امکان واتصاف کذب وجہل وخلاف وعدہ سے مبرا ہے۔ اور حلول واتحاد سے مقدس۔ اور نافع وضار وموثر حقیقی صرف وہی ہے حی وقدیر وعلیم ومرید ومکون وسمیع وبصیر ومتکلم ہے اُسکے ذاتیہ صفات کی حد نہیں اُسکی ذات جیسی کسیکی ذات نہیں۔ ضد وند وکفو سے پاک ہے۔ قائم بالذات ہے اور حقیقی غیب دان

وہی ہے اور جملہ نقائص و عیوب سے منزہ ہے۔ پس بعد اس عقیدہ کے ہر ایک ایماندار پر اُسکا ذکر کرنا فرض ہے۔ ذکر خفی ہو یا جلی قلبی ہو یا لسانی ہر ایک ذکر مامور ہے اسجگہ ہم صرف چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ذکر کے متعلق ہیں۔

پس زہے نصیب اُسکے جو رات دن ذکر الٰہی میں مشغول و مصروف ہے اور کم از کم اگر خود انسان کچھ غافل ہو تو ذاکر کی خدمت میں ہی حاضر رہا کرے تاکہ بقول حضرت مولانا وہ بھی شامل جماعت حق ہو جائے۔

یک زمانے صحبتِ با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اور ایمانداروں کو خدا نے فرمایا ہے اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا[1] یعنے بہت ذکر کرو خدا کا۔ اور منافقوں کے حق میں فرمایا لَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے منافق خدا کو تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں۔ اب انصاف کا مقام ہے کہ ذکر قلیل تو منافقوں کی صفت بیان کیگئی ہے۔ پھر جو شخص بالکل ہی غافل ہو اُسکا کیا حال ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْقَسْوَۃِ وَالْغَفْلَۃِ۔ ذکر دو قسم پر ہے ایک تو ذکر موقوف و محدود و معدود جیسا کہ نماز و درود و روزہ و حج وغیرہ۔ دوسرا دائمی غیر محدود و غیر معدود۔ یہ قسم افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی ذکر کے باعث انسان فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے یہ ذکر حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے۔ جبتک انسان پیر مرشد کسیکو نہ بنائے تب تک کچھ لذت لطف نہیں آتا۔ بلکہ بے پیر کی عبادت طعام بے نمک ہے اسکی لذت اسیکو معلوم ہے جو کہ ذاکر ہے اور کو کیا معلوم۔ شعر۔

پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی کہ یک دم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی

اب صرف وہ احادیث نقل کیجاتی ہیں جو ذکر کی تائید۔ تاکید اور فضیلت میں [illegible] ہیں۔

(۱) حدیث قدسی۔ قَالَ اللّٰہُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ رواہ ابو ہریرۃ وغیرہ۔ یعنے میں اپنے ذاکر بندہ کے پاس ہمنشین ہوں جب میرا ذکر کرتا ہے

[1] اسکی تفصیل درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۷۹ و تفسیر معالم وغیرہ میں خوب مرقوم ہے ۱۲

۲۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔ اے یقال للذاکر ھذا مجنون۔ ہذا حدیث حسن اخرج احمد بن یونس۔ یعنے اسقدر ذکر کیا کرو کہ لوگ تمکو پاگل کہا کریں مراد کثرت ہے۔ شعر۔

تو در و گم شو وصال این ست و بس تو مباش اصلا کمال این ست و بس

۳۔ اُذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ متفق علیہ۔ یعنے خدا کا ذکر ہر ایک پتھر اور درخت کے پاس کیا کرو۔ مراد یہ ہے کہ ہر وقت ذکر خدا کرو خواہ سبزی ہو خواہ خشکی وغیرہ۔

۴۔ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ۔ رواہ الترمذی۔ یعنے خدا کے ذکر کے سوا زیادہ بیہودہ باتیں نہ کیا کرو۔ کیونکہ زیادہ بک بک کرنیوالے کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جسکا دل سخت ہو وہ خدا سے بہت ہی دور رہ جاتا ہے۔ یعنے خدا کی رحمت وبرکت ولورانیت سے دور رہتا ہے۔

۵۔ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ متفق علیہ۔ یعنے ذاکر اور غافل کی مثال مردہ وزندہ کی مثال ہے۔ یعنے زندہ وہی سمجھو جو ذاکر حق ہو اور جو غافل ہے وہ مردہ ہے۔

۶۔ حدیث قدسی۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاءٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاءٍ خَیْرٍ مِّنْ مَلَائِہٖ وفی روایۃ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ فَلْیَظُنَّ بِیْ مَا شَاءَ وفی روایۃ اِنْ ظَنَّ بِیْ خَیْرًا فَلَہٗ وَاِنْ ظَنَّ بِیْ شَرًّا فَلَہٗ رواہ الطبرانی فی الکبیر والحاکم و ابونعیم وغیرہ۔ یعنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندہ کے یقین اور گمان کے پاس ہوتا ہوں جسطرح میرے ساتھ عقیدہ اور یقین رکھیگا اسیطرح اسکے واسطے نتیجہ ہوگا۔ پس جو چاہے یقین رکھے بد اعتقاد ہوگا تو اسکے واسطے بد ہوگا نیک یقین رکھیگا تو نیک ہوگا۔ اگر میرا ذکر مخفی کریگا تو میں بھی اسکو مخفی یاد کرونگا اگر مجلس میں میرا ذکر کریگا تو میں بھی ایسی مجلس میں اسکو یاد کروں گا کہ وہ بہتر مجلس ہے۔ یعنے ارواح انبیاء واولیاء میں اسکا ذکر خدا کرتا ہے۔

۷۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَدَّ هَا هُدِمَتْ لَهٗ اَرْبَعَةُ اٰلَافٍ مِّنَ الذُّنُوْبِ وَمَدَّ بِهَا
صَوْتَهٗ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ دَارَ الْجَلَالِ وَيَرْزُقُهُ النَّظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ رواہ مسلم۔ یعنے جو شخص
باواز بلند کلمہ لآ الٰہ الا اللہ الخ پڑھے اسکے چار ہزار گناہ معاف ہونگے اور دیدار خدا ہوگا۔ اور
جنت خاص میں جگہ ملیگی مگر خالص دل و محبت سے شرط ہے۔ ۸۔ اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ زَيْدِ ابْنِ
اَسْلَمَ قَالَ ابْنُ الْاَكْوَعِ اِنْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِرَجُلٍ يَرْفَعُ
صَوْتَهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ مُرَائِيًا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَلٰكِنَّهٗ
اَوَّاهٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ رَجُلًا كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالذِّكْرِ
فَقَالَ لَوْ اَنَّ هٰذَا خَفَضَ مِنْ صَوْتِهٖ بِالذِّكْرِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ اَوَّاهٌ وَفِيْ
دُرِّ الْمَعَانِيْ الْاَوَّاهُ الَّذِيْ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ یعنے ایک شخص ذکر جہر کرتا تھا
ایک صحابی نے کہا کہ شاید یہ ریاکار ہے۔ کاشکے آواز اپنی آہستہ کرتا تو حضور علیہ السلام نے
فرمایا کہ نہیں یہ اواہ ہے۔ یعنے اسکی عادت میں ذکر جہر داخل ہے۔ ریاکار ہرگز نہیں البتہ
جس جگہ کسی نمازی کو یا خوابیدہ کو یا وظائف خوان کو ضرر و نقصان پہونچے وہاں پر آہستہ
افضل ہے۔ چنانچہ اس مسئلہ کی تحقیق شامی شریف جلد اول ص۴۴۴ اور تفسیر اتقان ص۱۲۵ اور
میزان الکبریٰ امام شعرانی اور فتاوی عالمگیریہ اور احیاء العلوم ص۵۵ جلد ا وغیرہ میں ملاحظہ فرمادیں۔
۹۔ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ جامع اصول الاولیاء یعنے ذکر وہ بہتر ہے جو پوشیدہ اور مخفی کیا جائے۔
چنانچہ قرآن کریم نے اسپر تائید فرمائی ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ
۱۰۔ عَلَيْكُمْ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِسْتِغْفَارِ فَاِنَّ اِبْلِيْسَ قَالَ اَهْلَكْتُ النَّاسَ
بِالذُّنُوْبِ وَاَهْلَكُوْنِيْ بِلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْاِسْتِغْفَارِ تاریخ الخلفاء۔ یعنے تمپر لازم ہے
کلمہ کا ذکر اور استغفار کرنا کیونکہ شیطان نے کہا ہے کہ میں لوگوں کو ہلاک و تباہ کرتا ہوں بسبب گناہ

کرا دینگے اور لوگ مجھکو ہلاک و تباہ کرتے ہیں کلمہ پڑھنے اور استغفار کرنے سے۔ (۱۱) اخرج الحاکم عن شداد بن اوس قال وانا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارفعوا اصواتکم و قولوا لا الہ الا اللہ ففعلنا فقال علیہ السلام اللھم بعثتنی بھذہ الکلمۃ و وعدتنی بھا الجنۃ یعنی صحابہ کرام نے بآواز بلند کلمہ پڑھا تو آپ نے دعا مانگی کہ اے خدا مجھے اسی پر تو نے مبعوث فرمایا اور اسی پر جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور میں اسی پر قیامت میں اٹھایا جاؤں گا ۔ (۱۲) عن ابن مسعود قال سألت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اذا ذکرت خفیۃ یغلبنی الشیطان بالوسواس فقال علیہ السلام فاجھر بہ لان امرنی بہ بقولہ تعالی سبح اسم ربک الاعلی کذا فی تحفۃ المتکلمین التسبیح رفیع الصوت کذا فی اللباب۔ یعنی ابن مسعود نے عرض کی کہ آہستہ ذکر کرنے سے شیطان مجھے وسوسہ ڈالتا ہے آپ نے فرمایا کہ باواز بلند ذکر کر کیونکہ ذکر بلند سے شیطانوں کے دماغ پھٹ جاتے ہیں اور ظلمت و غفلت دور ہوتی ہے چنانچہ یہ بیان تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۵۷۹ اور خزانۃ الجلالی میں مفصل مذکور ہے (۱۳) اخرج البیھقی عن عبد اللہ ابن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من قوم یجتمعون یذکرون اللہ الا ناداہم مناد من السماء قوموا مغفورا لکم قد بدلت سیئاتکم حسنات یعنی جو قوم جمع ہو کر ذکر خدا کرتی ہے آسمان سے ایک فرشتہ آواز کرتا ہے کہ اٹھو کھڑے ہو جاؤ تم بخشے گئے ہو اور تمہاری بدیاں بھی ثواب بنگئی ہیں چنانچہ آجکل ذکر کے حلقے و ختمات کی مجلسیں بھی اسی میں داخل و شامل ہیں (۱۴) عن ثابت قال کان سلیمان فی عصابۃ یذکرون اللہ فمر بہم رسول اللہ صلعم فکفوا فقال انی رأیت الرحمۃ تنزل علیکم فاحببت ان اشارککم رواہ احمد ابن حنبل فی کتاب الزہد۔ یعنی ایک جماعت ذکر کرتی تھی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ تمپر رحمت نازل ہوتی ہے پس مجھکو پیارا معلوم ہوا کہ تمہاری

شرکت اختیار کروں ذکریں۔ یعنے جسطرح حضرات صوفیہ مجالس حلقہ ذکر و حلقہ ختمات کرتے ہیں اسیطرح صحابہ کرام بھی کرتے تھے (۱۵) اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا مَاتَ تَنَادَتْ بِقَاعُ الْاَرْضِ عَبْدُ اللّٰهِ مَاتَ فَيَبْكِي عَلَيْهِ الْاَرْضُ وَالسَّمٰوٰتُ فَيَقُوْلُ الرَّحْمٰنُ مَا يُبْكِيْكُمَا فَيَقُوْلَانِ رَبَّنَا لَمْ يَمْشِ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَّا قَطُّ اِلَّا وَهُوَ يَذْكُرُكَ رواہ ابن ابی الدنیا یعنے جسوقت بندہ مومن فوت ہوجاتا تو مشہور ہوجاتا ہے تمام روئے زمین میں اور زمین و آسمان اُسپر روتے ہیں۔ خدا تعالیٰ پوچھتا ہے کہ تم کیوں روتے ہو وہ کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے وہ ہر وقت تیرا ذکر کرتا تھا (۱۶) اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ اَنَّكُمْ مُرَاؤُوْنَ رواہ البیہقی مرسلا مرفوعاً۔ یعنے اسقدر ذکر کرو کہ منافق (لامذہب) تمکو دیکھکر کہیں کہ ریا کار ہیں دیوانے ہیں۔ (۱۷) قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رِجَالٌ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْشٰى بَيَاضُ وُجُوْهِهِمْ نَظَرَ النَّاظِرِيْنَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَقْعَدِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ جِمَاعٌ مِّنْ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ رواہ الطبرانی یعنے قیامت میں یا اسوقت بھی خدا کے داہنے طرف کچھ آدمی ہیں جنکے چہرے چاند سے زیادہ روشن ہیں انبیاء اور شہداء کو انکو دیکھکر اس مرتبہ کی خواہش ہوتی ہے صحابہ نے پوچھا کہ یہ مرتبہ کسکا ہے تو فرمایا آپنے وہ مختلف لوگ ہیں جو ذکر حق کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ (۱۸) مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ رَافِعًا صَوْتَهٗ كَتَبَ اللّٰهُ رِضْوَانَهُ الْاَكْبَرَ وَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ وَكَانَ مِمَّنْ يَنْظُرُ اِلٰى رَبِّهٖ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا کذا یعنے ذاکرین کو خدا نبیوں کے ساتھ رکھیگا اور صبح شام دیدار خدا کرینگے اور رضائے الٰہی مندی میں اسکا نام لکھا جائیگا (۱۹) وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الحدیث یعنے ایک شخص نے عرض کی کہ مجھپر شرائع اسلام یعنے احکام شرعیہ غالب ہیں کوئی خاص چیز ارشاد فرمائیں اور ایسا عمل

جو خدا کو زیادہ پیارا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ مرنے تک تیری زبان خدا کے ذکر سے تر و تازہ رہے (ف) جس طرح صوفیہ کرام تعلیم فرماتے ہیں۔ (۲۰) ذَاكِرُ اللّٰهِ فِي الْغَافِلِيْنَ كَالْمُقَاتِلِ فِي الْفَارِّيْنَ رواہ الطبرانی۔ یعنے جس طرح جہاد سے بھاگنے والوں میں مجاہد اور نمازی افضل ہے ویسا ہی غافلوں میں ذاکر افضل ہے (۲۱) لَيَذْكُرَنَّ اللّٰهَ قَوْمٌ فِي الدُّنْيَا عَلَى الْفُرُشِ الْمُمَهَّدَةِ يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ الْعُلٰى رواہ ابو یعلی۔ یعنے جو لوگ عمدہ عمدہ فرشوں اور بستروں پر ذکر خدا کرتے ہیں وہ خاص جنت میں جائینگے (فائدہ) یہ حدیث دنیا داروں کے حق میں ہے۔

(۲۲) اِنَّ الَّذِيْنَ لَا تَزَالُ اَلْسِنَتُهُمْ رَطْبَةً مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَهُمْ يَضْحَكُوْنَ رواہ ابن ابی شیبہ۔ یعنے جو لوگ ہر وقت ذکر کرتے ہیں وہ جنت میں ہنستے جائینگے (۲۳) مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّرْتَعَ فِيْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ رواہ الطبرانی یعنے جو شخص جنت کے باغوں کی میوہ خوری چاہے تو چاہیے کہ ذکر خدا بہت کرتا رہے (۲۴) لَا يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَّرَّتْ بِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهَا رواہ الطبرانی یعنے جنتی لوگوں کو یہی یہ حسرت پیدا ہوگی کہ فلاں ساعت ذکر سے کیوں غافل رہے (۲۵) اَلْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ اَثْقَالَهُمْ فَيَاْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خِفَافًا رواہ الترمذی یعنے جو لوگ جوش خروش سے ذکر کرتے ہیں ان سے گناہوں کا بوجھ اٹھایا جائیگا پس قیامت کو نہایت ہلکے آئینگے یہ حدیث مسلم میں اور لفظ سے بھی آئی ہے (۲۶) اِنَّ الْجَبَلَ يُنَادِي الْجَبَلَ بِاسْمِهٖ اَيْ فُلَانُ هَلْ مَرَّ بِكَ اَحَدٌ يَذْكُرُ اللّٰهَ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ اِسْتَبْشَرَ الحدیث رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا نام لیکر پکارتا ہے کہ کیا کوئی شخص تجھ پر ذاکر خدا گذرا ہے پس اگر وہ کہتا ہے کہ ہاں تو یہ پہاڑ اُس پہاڑ کو خوشخبری اور مبارکبادی دیتا ہے (۲۷) مَا عَمِلَ اٰدَمِيٌّ عَمَلًا اَنْجٰى مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تَضْرِبَ

بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ قَالَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ رواہ الطبرانی۔ یعنے کوئی عمل خدا کے عذاب سے زیادہ بچانے چھڑانے والا نہیں سوا ذکر کے صحابہ نے عرض کی کہ کیا جہاد بھی نہیں زیادہ بچانیوالا۔ فرمایا آپ نے نہیں جہاد بھی نہیں مگر جو جہاد کرتا کرتا ختم ہو جائے (فائدہ) جہاد چونکہ خاص وقتی عبادت ہے اور ذکر دائمی عبادت ہے لہذا وہ جہاد جسمیں خاتمہ ہو وہ بہتر ہے (۲۸) لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حِجْرِہٖ دَرَاهِمُ يَقْسِمُهَا وَاٰخَرُ يَذْكُرُ اللّٰهَ كَانَ ذَاكِرُ اللّٰهِ اَفْضَلَ رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک شخص لاکھہا روپیہ خیرات کرتا ہے دوسرا شخص ذکر میں مشغول ہے تو یہ ذاکر اس سخی سے بہت بہتر ہے (۲۹) سَيُعْلَمُ مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ قِيْلَ مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ قَالَ اَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ رواہ ابن حبان۔ یعنے قیامت کو معلوم ہوگا کہ کون ہیں اکرام و بزرگی والے صحابہ نے پوچھا کون ہیں اکرام و بزرگی والے فرمایا حضور علیہ السلام نے مسجدوں میں ذکر کرنیوالے (فائدہ) اگر خوف ریا یا خوف فتنہ نہ ہو تو مسجدیں بہتر ہیں۔ ورنہ گھر میں افضل ہے (۳۰) مَا مِنْ اٰدَمِیٍّ اِلَّا لِقَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِیْ اَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِی الْاٰخَرِ الشَّيْطَانُ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ مِنْقَارَهٗ فِیْ قَلْبِهٖ وَوَسْوَسَ لَهٗ رواہ ابن ابی شیبہ۔ یعنے ہر ایک آدمی کے اندر دل میں دو خانے ہیں ایک میں فرشتہ ہے دوسرے میں شیطان جسوقت انسان ذکر کرتا ہے تو فرشتہ اسکی مدد کرتا ہے تو وہ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے جسوقت انسان ذکر سے غافل ہوا تو شیطان اپنی چونچ اسکے دل میں ڈالتا ہے اور وہ غفلت اور وسوسوں میں پڑ کر گناہ میں مبتلا ہوتا (ف) شیطان کو بزرگوں نے بصورت مچھر بھی دیکھا ہے (۳۱) اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰی

قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ رواہ ابن ماجۃ واحمد۔ یعنی کیا نہ بتاؤں تمکو وہ عمل جو سب سے بہتر بھی ہو نیز وہ
پاک ترنیوالا بھی ہو اور زیادہ درجات بلند کرنیوالا بھی ہو اور سونا چاندی خیرات کرنے سے
بہتر ہو اور جہاد کافر سے بہتر ہو صحابہ کرام نے عرض کی ہاں فرمائیے۔ فرمایا سب چیزوں سے بہتر ذکر الٰہی ہے
(۳۲) اَلْعَبْدُ لَا یُحْرِزُ نَفْسَہٗ مِنَ الشَّیْطَانِ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الترمذی والحاکم۔ یعنی
انسان کبھی اپنے نفس کو شیطان سے نہیں بچا سکتا جبتک کہ ذکر اللہ میں پناہ نہ پکڑے (ف)
یہ حدیث بہت طویل ہے اسجگہ صرف یہی فقرہ کافی ہے۔ باقی حصن حصین وغیرہ میں دیکھو
(۳۳) قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَاَنْ اَذْکُرَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ اِلٰی حِیْنِ تَطْلُعَ الشَّمْسُ
اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَکُوْنَ عَلٰی مُتُوْنِ الْخَیْلِ اُجَاھِدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَکَذَا بَعْدَ الْعَصْرِ
حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ[1]۔ یعنی بعد از نماز صبح طلوع آفتاب تک اور بعد نماز عصر غروب تک ذکر کرنا
زیادہ محبوب ہے جہاد فی سبیل اللہ سے حضور علیہ السلام کے نزدیک (۳۴) لَاَنْ اَقْعُدَ
مَعَ قَوْمٍ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اُعْتِقَ
اَرْبَعَۃً مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ مِنْ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ
اِلٰی اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ الحدیث رواہ ابوداؤد۔ یعنی بعد از نماز صبح تا طلوع آفتاب اور بعد از
نماز عصر تا مغرب ملکر ذکر کرنا بہتر ہے اس سے کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار
آدمی قید سے رہائی دلا کر آزاد کئے جاویں (ف) یہ دونو وقت صوفیہ کرام کے نزدیک بہت ہی
قابل قدر ہیں اکثر ذکر مراقبہ حلقہ وغیرہ انہی دو وقتوں میں کیا جاتا ہے سبحان اللہ صوفیہ کرام بھی
کیسے حدیث کے پابند ہیں (۳۵) اِنَّ خِیَارَ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُرَاعُوْنَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
وَالنُّجُوْمَ وَالْاَظِلَّۃَ لِذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الحاکم۔ یعنی بہتر بندے خدا کے وہ ہیں جو چاند سورج ستارے
سایہ کی رعایت وحفاظت کرتے ہیں ذکر کے واسطے (ف) جسطرح حضرات صوفیہ کرام صبح وشام

[1] یہ حدیث بالفاظ دیگر تفسیر درمنثور میں بھی آئی ہے۔

ونصف رات وچاشت واشراق وغیرہ کو ذکر کے واسطے مقرر کرتے ہیں۔ (۳۶) اِذَا مَرَرْتُمْ
بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ رواه البیہقی یعنی جب
تم جنت کے باغوں پر گذرو تو میوہ چنو یا کھاؤ۔ صحابہؓ نے پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں فرمایا کہ ذکر کا حلقہ
(۳۷) اِنَّ لِلّٰهِ سَيَّارَةً مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ يَطْلُبُوْنَ حِلَقَ الذِّكْرِ فَاِذَا اَتَوْا عَلٰى حِلَقِهِمْ حَفُّوْا بِهِمْ
الحدیث رواہ البزار والسیوطی یعنی خدا کے واسطے فرشتے سیر کرتے ہیں اور ذکر کے حلقے تلاش
کرتے ہیں جس وقت حلقہ ذکر پالیتے ہیں تو ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں (ف) سبحان اللہ
صوفیہ کرام کیا ہی بزرگ جماعت ہے جو ہمیشہ ذکر کے حلقے کرتے رہتے ہیں (۳۸) لَا يَقْعُدُ
قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ
وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ یعنی جو قوم ذکر خدا کے واسطے
بیٹھتی ہے اسکو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ نازل ہوتا ہے
اور خدا اسی جماعت کو اپنے مقربین ملائکہ یا ارواح انبیاء میں یاد فرماتا ہے بطور فخر کے (۳۹)
مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَتَفَرَّقُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْهِ اِلَّا كَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا
عَنْ جِيْفَةِ حِمَارٍ وَكَانَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواہ الترمذی والنسائی وابوداؤد والحاکم
وغیرہ۔ یعنی جو قوم ملکر بیٹھکر علیحدہ ہو جائے اور ذکر خدا سے وہ قوم وہ مجلس غافل رہے تو گویا
وہ قوم جدا ہوئی گدھے کے مردار سے اور یہ مجلس بغیر ذکر انپر حسرت ہوگی قیامت میں (ف) خلاصہ
یہ ہوا کہ جس مجلس میں ذکر خدا نہ کیا جائے وہ مجلس بدبودار گدھے کی مانند ہے مراد یہ ...
قوم سے جدا رہنا بہتر ہے (۴۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ [illegible]
مِنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَكُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰى مَا هَدَانَا
لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَيْنَا فَقَالَ اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ قَالُوْا اٰللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا

اِلَّا ذٰلِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَّكُمْ وَلٰكِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ یُبَاهِیْ بِكُمُ الْمَلٰٓئِكَةَ رواہ مسلم۔ یعنے حضور علیہ السلام کے اصحاب ایک دن حلقہ ذکر کیے بیٹھے تھے تو حضور علیہ السلام تشریف لائے تو خوش ہو کر فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ فرشتوں میں فخر کر رہا ہے (۴۱) عَنِ ابْنِ جَابِرٍ قَالَ كَانَ اَبُوْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِیُّ یُكْثِرُ اَنْ یَّرْفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِیْرِ حَتّٰی مَعَ الصِّبْیَانِ یَقُوْلُ اَذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰی یَرَی الْجَاهِلُ اَنَّكُمْ مِّنَ الْمَجَانِیْنِ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ۔ یعنے خدا کا ذکر اسقدر کرو کہ جاہل تمکو دیکھکر دیوانہ سمجھیں یہی وجہ ہے کہ بعض فقراء وصوفیاء کی ظاہری حالت دیوانہ پن کی سی ہوتی ہے۔

(۴۲) مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ یُذَكِّرُ مَعَ الصَّحَابَةِ فَقَالَ اَمَا اِنَّكُمُ الْمَلَاُ الَّذِیْ اَمَرَنِیَ اللّٰهُ اَنْ اَصْبِرَ مَعَكُمْ ثُمَّ تَلٰی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ الآیۃ۔ رواہ الطبرانی۔ یعنے ایک صحابی کو آپنے ذکر کرتے دیکھا تو فرمایا کہ تم تو وہی جماعت ہو جنکے ساتھ خدا نے مجھے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے۔

(۴۳) ابن ابی شیبہ از ابی ہریرہ آوردہ است کہ ذاکرین در نظر اہل آسمان چناں درخشاں مے نمایند کہ ستارہا در نظر اہل زمین۔ تفسیر عزیزی (۴۴) جَدِّدُوْا اِیْمَانَكُمْ قِیْلَ كَیْفَ نُجَدِّدُ اِیْمَانَنَا قَالَ اَكْثِرُوْا مِنْ قَوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رواہ احمد والحاکم۔ یعنے آپنے فرمایا تازہ کرو اپنے ایمانوں کو۔ عرض کیگئی کسطرح تازہ کریں آپنے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کہنا زیادہ کرو۔

(۴۵) اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ یعنے زیادہ نیک بخت تو میری شفاعت سے قیامت میں وہ ہے جسنے بخلوص دل لا الٰہ الا اللہ کہا۔

(۴۶) اَكْثِرُوْا وَلَبِّشِرُوْا مَنْ وَّرَاءَكُمْ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ صَادِقًا بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ رواہ فی الجامع الصغیر۔ یعنے جسنے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا تو داخل جنت ہوا۔

(۴۷) مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰی ذٰلِكَ دَخَلَ الْجَنَّةَ متفق علیہ۔ یعنے جس نے کلمہ پڑھتے ہی جان دی پس داخل جنت ہوا۔ (۴۸) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِذَا کَانَ الْغَالِبُ عَلٰی عَبْدِیْ الْاِشْتِغَالُ بِیْ جَعَلْتُ نَعِیْمَهٗ وَلَذَّتَهٗ فِیْ ذِکْرِیْ فَتَعَشَّقَنِیْ وَعَشَقْتُهٗ وَرَفَعْتُ الْحِجَابَ فِیْمَا بَیْنِیْ وَبَیْنَهٗ وَصَیَّرْتُ بَیْنَ عَیْنَیْهِ مَعَالِمًا لَا یَسْهُوْا اِذَا سَهَوَ النَّاسُ اُولٰٓئِكَ الْاَبْدَالُ حَقًّا وَاُولٰٓئِكَ کَلَامُهُمْ کَلَامُ الْاَنْبِیَاءِ وَاُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اِذَا اَرَدْتُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ مِنْ عُقُوْبَةٍ وَعَذَابٍ ذَکَرْتُهُمْ فَصَرَفْتُ عَنْهُمْ ذٰلِكَ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ۔ یعنے جب ذاکر کو میرا ذکر مغلوب کرے تو اُسکے لئے سب نعمتیں و لذتیں اپنے ذکر میں رکھدیتا ہوں پس وہ میرا عاشق ہیں اُسکا عاشق بنجاتا ہوں جدائی کا پردہ دور ہوجاتا ہے اسکی آنکھوں میں ایسے معلومات رکھہ دیتا ہوں کہ وہ بھول چوک نہیں کرتا۔ پس یہی ذاکرین ابدال ہیں انہی کی کلام انبیا کی کلام ہے۔ جب میں ساکنین زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں تو ان ذاکرین کو یاد کرکے عذاب واپس کرلیتا ہوں۔ (۴۹) اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَّمَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَعَالِمٌ وَّمُتَعَلِّمٌ وَّمَا وَالَاهُ۔ یعنے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر ذکر خدا اور عالم اور طالب علم اور اُسکا دوست (۵۰) سَبْعَةٌ یُّظِلُّهُمُ اللّٰہُ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مِنْهَا رَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ متفق علیہ۔ یعنے قیامت کے دن سات قسم کے لوگ عرش کے سایہ میں ہونگے جنمیں وہ لوگ بھی جو خلوت میں ذکر کرکے گریہ میں مشغول رہتے ہیں ہونگے۔ (۵۱) خَیْرُ الْاَعْمَالِ ... (جامع اصول الاولیا مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۶) یعنے فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ سب سے بہتر اللہ کا ذکر ہے۔

(۵۲) لَذِکْرُ اللّٰہِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ اَفْضَلُ مِنْ حَطْمِ السُّیُوْفِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمِنْ اِعْطَاءِ الْمَالِ سَحًّا (احیاء العلوم جلد اول صفحہ ۲۷۵) یعنے صبح و شام اللہ کا ذکر ... جہاد میں ... ذکر ... افضل ہے

(۵۳) اَلذِّکْرُ خَیْرٌ مِّنَ الصَّدَقَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَامِنْ صَدَقَةٍ اَفْضَلُ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یعنے صدقہ وخیرات سے ذکر ہی افضل ہے (جامع اصول الاولیا صہ۱۳) (۵۴) اَلذِّکْرُ یُضْعَفُ فَوْقَ النَّفَقَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَبْعَمِائَةٍ (جامع اصول الاولیا صہ۱۳۲) یعنے جسقدر صدقات وخیرات خدا کے واسطے دئے جاتے ہیں اُن سے سات سو درجہ بڑھکر ذکر افضل ہے (۵۵) قَالَ اللّٰہُ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ (جامع اصول الاولیا صہ۳۰) یعنے اے بنی آدم جسوقت تو نے ذکر کیا تو بینک تو نے شکر کیا جب تو نے غفلت کی تو بینک تو نے کفران کیا ہے

ہر آں کو غافل از وے یک زمان است	در آں دم کافر است اما نہان است
اگر آں غافلی پیوستہ بودے	در اسلام بروے بستہ بودے

(۵۶) غَنِیْمَةُ مَجَالِسِ الذِّکْرِ الْجَنَّةُ اخرجہ احمد والطبرانی (جامع اصول الاولیا صہ۱۳) وفی روایة اَلذِّکْرُ نِعْمَةٌ مِّنَ اللّٰہِ فَاَدُّوْا شُکْرَهَا اخرجہ الدیلمی فی سند الفردوس (جامع اصول الاولیا صہ۱۲۹) یعنے ذکر کی مجلس غنیمت ہے اور خدا کی نعمت ہے اسکا شکرا دا کرو۔ (۵۷) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰی اَحَدٍ یَقُوْلُ اللّٰہُ اللّٰہُ وفی روایة لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی لَا یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اللّٰہُ اللّٰہُ رواہ مسلم (رسالہ قیشریہ صہ۱۳) یعنے قیامت نہ آئیگی جبتک زمین پر اللہ اللہ کا ذکر کیا جائیگا۔ (۵۸) ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالشَّجَرَةِ الْخَضْرَاءِ فِیْ وَسَطِ الْهَشِیْمِ (احیا صہ۲۱ وابونعیم وغیرہ) یعنے ذکر کرنیوالا غافلوں میں ایسا ہے جیسا سوکھے درختوں میں سبز درخت ہے۔ (۵۹) یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لِمَلَائِکَتِهٖ قَرِّبُوْا مِنِّیْ اَهْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَاِنِّیْ اُحِبُّهُمْ (جامع اصول الاولیا) یعنے خدا فرماتا ہے کہ اے فرشتو میرے نزدیک کرو انکو جو لا الٰہ الا اللہ کہنے ہے کیونکہ میں انکو دوست رکھتا ہوں (۶۰) اِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِیْ اَنَا اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا اِشْهَدُوْا یَا مَلَائِکَتِیْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ بِصِدْقٍ مَاقَالَ مَا تَقَدَّمَ ذَنْبُهٗ (مکتوب صہ۱۵۰ یحیی منیری)

یعنے کلمہ طیبہ اور خدا میں کچھ پردہ نہیں جب بندہ کلمہ پڑھتا ہے تو خدا کہتا ہے آ فرشتو گواہ رہو تحقیق جس نے کلمہ پڑھا میں نے اسے بخشدیا

(۶۲) اَلذِّکْرُ الَّذِیْ لَا تَسْمَعُ الْحَفَظَةُ یَزِیْدُ عَلَی الذِّکْرِ الَّذِیْ تَسْمَعُ الْحَفَظَةُ سَبْعِیْنَ ضِعْفًا اخرج البیہقی عن عائشہ

(جامع اصول الاولیا صفحہ ۱۲) یعنے ذکر خفی ستر درجہ افضل ہے ذکر جہر سے (۶۳) مَنْ صَلَّی الْفَجْرَ فِیْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ یَذْکُرُ اللّٰهَ تعالیٰ

حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ کَانَ لَهٗ کَاَجْرِ حَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ تَامَّةٍ (روح البیان جلد ۳ صفحہ ۱۲۶) یعنے جو شخص

صبح کی نماز پڑھکر طلوع آفتاب تک ذکر میں مشغول ہو اور بعد از طلوع اشراق پڑھے تو اسے حج و عمرہ کا ثواب ملیگا

(۶۴) یَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُذْکُرْنِیْ بَعْدَ الْفَجْرِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ سَاعَةً اَکْفِکَ مَا بَیْنَهُمَا (در منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۵)

یعنے فرماتا ہے خدا کہ فجر و عصر کے بعد میرا ذکر کر تجھکو کفایت کریگا۔

آجکل دیکھنا چاہیئے کہ ان حدیثوں پر عمل کرنا سوائے صوفیہ کرام کے کسیکو بھی نصیب نہیں پس دعا مانگو

کہ پاک پروردگار اپنے ذاکرین مقربین کے ساتھ حشر میں اٹھائے اور انکی شفاعت نصیب فرمادے۔ آمین۔

آداب پیر خود

انسان جب کسی کے ساتھ نسبت غلامی اور رشتہ خادمی قائم کرتا ہے تو اپنے آقا اور مخدوم کے آداب بجالانے میں از حد ساعی اور کوشاں رہتا ہے کیونکہ ہر اک ترقی اور بہتری اپنے مولا کی خوشی اور رضامندی پر موقوف ہے اور آداب سے مقصود ہی صرف رضامندی پیر ہے۔ اور انسان روحانی ترقی اور خزانہ باطنی تب ہی حاصل کرتا ہے جب اسکا نفس ذلیل و خوار ہو اور یہ ذلت اسکو تب ہی ہوتی ہے جب انسان ہر اک کام کو اپنے پیر کے ماتحت رکھے اور حتی الامکان پیر کے خلاف نہ کرے اگر شامت نفس سے پیر کا خلاف ہو جائے تو معافی مانگے اور توبہ کرے

آداب پیر اگرچہ سب کتب تصوف میں مرقوم ہیں مگر میں صرف حضرت امام ربانی قطب یزدانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف سے چند آداب نقل کرتا ہوں۔ جلد اول مکتوب ۲۱ وغیرہ۔

۱۔ تفویض مرادات خود با پیر خود و در رنگ میت شدن بدست غسال ۲۔ خود را تمام با و سپاردو خود را در مرضیات او فنا ساختہ

و دلِ خود را از جملہ جہات گردانیدہ بہ پیرِ خود سازد ۳۔ با وجود پیر بے اذنِ او بنوافل مشغول نشود بلکہ از کار ہم نپردازد۔ ۴۔ در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیہ خود متوجہ باو نشیند حتیٰ بذکر ہم مشغول نشود تا آنکہ امر کند۔ ۵ حتی الوسع در جائے نایستد کہ سایۂ او بر جامۂ پیر یا بر پیر او فتد۔ ۶۔ و بر مصلّے او پا ننہد و جائیکہ پیر وضو کند در انجا طہارت نکند و در غیبت یا رخود را بسوئے پیرِ خود دراز نکند۔ ۷۔ ظروف خاص استعمال پیرِ خود را استعمال نکند۔ در حضور او باکسے متوجہ نشود ۸۔ در حضور پیر آب و طعام نخورد و نہ باکسے سخن کند و نہ بجانب پیر بزاق و بینی اندازد۔ ۹۔ ہر چہ از پیر صادر شود آنرا صواب داند و اگر در الہامش خطا راہ یابد در رنگ خطائے اجتہاد لیست ۱۰۔ در امور جزئی و کلی اقتدا بہ پیر کند چہ در خوردن و نوشیدن چہ در خفتن و طاعت کردن۔ ۱۱۔ نماز را بطور ادا نماید و فقہ را از عمل او اخذ باید نمود ۱۲۔ بے سعادت ترین جملہ خلائق عیب بین این طائفہ عالیہ ست ۱۳۔ از پیرِ خود طلب کرامات و خوارق نکند اگر شبہ پیدا گردد بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بہ نفس خود نہد ۱۴۔ از ہر واقعہ پیر را اطلاع دہد و تعبیر خواب نیز از و طلب کند و ہر چہ بر طالب منکشف گردد آں ہم بر پیر عرض کند و صواب و خطا از و جوید۔ ۱۵۔ بر کشوف خود اعتماد ننماید۔ بے ضرورت بے اذن پیر جدا نشود۔ ۱۶۔ آواز خود را بر آواز پیر بلند نکند و ہر فیضے و فتوحے کہ با مرید رسد از پیرِ خود بداند۔ و حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ فرماید۔ ۱۷۔ پیر محبوب ست او محبت با و درست کنند و در جہان وسیلہ درگاہ حق سازند و دل را باو ارتباط کلی واقع شود۔

۱۸۔ در نفیسہ زبدۃ الابرار حضرت ناصر الدین خواجہ عبید اللہ احرار نوشتہ۔ زنہار ہزار بار کہ از مصاحبت و ہمنشینی بد پیر بپرہیز کن و از جماعتیکہ غیر ازیں باشند اجتناب نمائید (ف) طالب کو مرید ہونے سے پہلے پہل پیر کے اندر وہ باتیں دیکھ لینی شرط ہیں جو مشیخت اور پیری کو لازم و ضروری ہیں۔ وہ تمام باتیں احیا اور عوارف شریف اور نفحات جامی اور رشحات اور قول الجمیل اور غنیۃ الطالبین وغیرہ میں مفصل مرقوم ہیں۔ مگر ان میں سے چند علامات پیر تحریر کر کے ناظرین کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ ہر اک کے مرید نہ بنیں بلکہ علامات پیر مسطورالذیل کا وجود ہی پہلے تلاش کیا کریں۔

اوّل تو پیر و مرشد کا عالم ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ بے علم فقیر کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اندھا گھوڑے پر سوار
جیسا اندھا گھوڑے کو قابو تو کر لیتا ہے مگر راستہ و رفتار کا علم اُسکو نہیں۔ بلکہ گھوڑا کسی وقت چاہے
تو گرا دے یا جدھر چاہے لیجائے۔ اسیطرح فقیر بے علم نفس اپنے پر قابو تو پالیتا ہے مگر شیطان کے
بگاڑنے کے راستوں کا علم ہونا اشد ضروری ہے۔ علم سے مراد فلسفہ و منطق و ریاضی نہیں بلکہ صرف
علوم ضروریہ و ما یتعلق بالنفوس کا ماہر و عالم ہو۔

دوم یہ کہ عقیدہ اہلسنت والجماعت سے اُسکا قول و فعل باہر نہ ہو۔

سوم یہ کہ دنیا و حب جاہ و مال میں سرگرم نہ ہو بلکہ ہدایت خلق اللہ مقصود ہو۔

چہارم۔ خودی و تکبر و انانیت کے الفاظ عمداً زبان سے نہ نکالے۔

پنجم۔ کسی قسم کی بدعت سیئہ کا موجد و مرتکب نہ ہو۔

ششم۔ احکام ظاہریہ شرعیہ کا اس حد تک اہتمام کرے کہ ادنیٰ ادنیٰ مکروہ و مشکوک چیزوں سے
احتیاط اور حتی الوسع مستحب بھی ترک نہ کرے۔

ہفتم یہ کہ وہ اپنے مریدوں کو خلاف عقائد حقہ اہلسنت تعلیم و تلقین نہ کرے۔

ہشتم۔ بے پیر بے مرشد نہ ہو اپنے پیران طریقت کا شجرہ شائع کرے ع "کے شود بے شیر سگ کے شود بے پیر"

نہم۔ سلف صالحین و علماء دین پر بدظن نہ ہو۔ بدگو نہ ہو۔

دہم۔ ہر ایک اعلیٰ ادنیٰ امیر غریب کے ساتھ اخلاق و سلوک حسنہ سے برابر پیش آوے۔ ریا کا اسمیں دخل نہ ہو۔

بالفعل تو یہی علامات کافی ہیں۔ زیادہ ضرورت ہو تو مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
علیہ الرحمۃ اور قوت القلوب ابوطالب مکی اور ملفوظات خواجگان کا مطالعہ فرماویں۔ پس اگر ایسا پیر جو
صفات مذکورہ سے متصف ہو ملجائے تو فوراً مرید ہو جاؤ۔ دیر نہ کرو۔ ایسا نہ ہو من لا شیخ لہ فشیخہ
الشیطان۔ (بے پیر کا پیر شیطان ہے) اب رہی یہ بات کہ کس طریقہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ یہ بات

قابل تذکرہ نہیں کیونکہ اولیاء اللہ کے سب سلسلے خدا تک پہونچتے ہیں البتہ جو سلسلہ جس صحابی سے شروع ہے اُسمیں اُس صحابی کی قدر و منزلت کے مطابق فضیلت ہے۔ مقصود تو یہ ہے کہ شیخ کامل و مکمل ہو نقشبندی ہو یا قادری ہو یا چشتی ہو یا سہروردی ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ جب ایک سلسلہ میں داخل ہو گئے تو اُس سلسلہ کو حقیر سمجھکر ترک کر دینا اور دوسرے سلسلہ میں داخل ہونیکی خواہش کرنا محرومی کی علامت ہے مگر یہ احتیاط بیعت کرنے سے پہلے چاہئے۔ فی الاصل اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ طریقت و بیعت مشائخ ہے شجر توحید و معرفت کی یا اُس نورالانوار نور مطلق کا قرب حاصل کرنیکا راستہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کو فرمایا فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً یعنے آدم علیہ السلام زمین میں بارگاہ حق کا خلیفہ ہے پھر داؤدؑ کو فرمایا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً یعنے ہم نے تجھ کو خلیفہ مقرر کیا۔ اسیطرح سب انبیاء کرام علیہم السلام بھی وہی کام کرتے رہے جو خلیفوں کا ہے خلیفہ یعنے نائب یا نگہبان ہے گویا خدا نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو اسلئے ارسال فرمایا کہ خلق کو راہ حق بتا دیجائے اور انکے حالات کی نگرانی کرے کسی کے حق میں بشیر ہوں کسی کے حق میں نذیر ہوں۔ بعض نبیوں نے بھی بامر خدا اپنا اپنا خلیفہ مقرر فرمایا چنانچہ موسی علیہ السلام نے ہارونؑ کو اپنا خاص خلیفہ مقرر فرمایا۔ اُخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ۔ صحابہ بھی خلافت و امامت کی دعا خدا سے مانگا کرتے تھے وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ اسیطرح حضرت سیدنا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بحیثیت جانشین چھوڑ گئے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اسی طرح فرمایا کہ میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرو جس قوم میں ابو بکرؓ موجود ہو تو اور کوئی امامت کا حقدار نہیں۔ اور یہی خلفا ہوئے اور مہدی علیہ السلام بھی خلیفہ ہی ہونگے۔ پس یہ جو حضرات مشائخین اپنے خلفا مقرر کرتے ہیں تو گویا سنت الٰہیہ و سنت نبویہ کے مطابق ہے۔ لہذا ایماندار کو ہر وقت یہ دعا خدا سے مانگنی چاہئے۔ وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

(اسکے بعد صفحہ ۹۹ سے مسلسل ہے)

ہاں آجکل کے جہال نے جو طریقہ ملحدانہ بدعت روش پیری مریدی کا نکالا ہے یہ سراسر شرع شریف کے مخالف ہے جیسا بنگ بوزہ نہ نماز نہ روزہ چرس پوست کا استعمال۔ ذکر فکر سے محض بے خبر تماشا و رنگ رلیاں کا شوق تصویر پرستی انکی عبادت ہے، گانا بجانا مقام روح ہے ایسے ایسے خلفاء شیطان ہیں ایسے لوگوں سے دور ہی رہنا چاہیے عباد قرآن و حدیث و اقوال علماء کی اسی پر شہادت ہے۔ بے پیروں بے مرشدوں سے بچو! بچو!! بچو!!!

اے بسا ابلیس آدم روے ہست	پس بہر دستے نباید داد دست
دور شو از اختلاطِ یارِ بد	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زند	یارِ بد بر جان و بر ایماں زند
مارِ بد جانت ستاند اے سلیم	یارِ بد آرد سوئے نارِ جحیم
یک زمانے صحبتِ با اشقیا	بدتر از صد مارِ افعی جاں گزا

اور صلحا کی صحبت و بیعت سے صدہا بیماریاں دور ہوتی ہیں کیونکہ یہی لوگ تو اطبا و حکماء اہل ایمان ہیں ؎

چند چند از حکمتِ یونانیاں	حکمتِ ایمانیاں را ہم بخواں
علم گر بر تن زنی مارے بود	علم گر بر دل زنی یارے بود
صد کتاب و صد ورق در نار کن	جان و دل را جانبِ دلدار کن

اگر ان سے شفا نہ ہو تو پھر شفا کہاں؟ یہ تو ایسے حکیم و طبیب ہیں کہ دوا بھی مفت علاج بھی مفت غذا بھی مفت صرف مریض کا صدق و اخلاص سے حاضر ہونا شرط ہے۔ اور صدق و اخلاص کی علامت یہ ہے کہ حکیم کو دوست خیر خواہ جان کر جس سے پرہیز کا حکم کرے اُس سے بچے۔ علاوہ ازیں یہ لوگ اہل اللہ حضوری میں رہتے ہیں جو شخص انکے ساتھ تعلق رکھے وہ بھی ضرور بالضرور خدا کے دربار میں پہونچ جاتا ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	گو نشیند در حضورِ اولیا
صحبتِ ایشاں اگر باشد نصیب	دولتِ جاوید یابی اے حبیب
برتر انداز عرش و کرسی علا	ساکنانِ مقعدِ صدق و صفا
آں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست	فانی است و گفتِ او گفتِ خدا
یک زمانے صحبتِ با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

پس جب یہ لوگ درباری و حضوری ہوئے تو انکی خدمت مقدس میں خادمانہ مؤدبانہ مخلصانہ طور سے پیش آنا چاہیے

کیونکہ یہ لوگ ظاہر کیطرف بہت کم نظر رکھتے ہیں اور باطن پر زودہ خیال رکھتے ہیں لطریقہ کلہ ادب ۹

از خدا خواہیم توفیقِ ادب — بے ادب محروم ماند از لطفِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشتن بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد۔
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد — تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد

اصل میں انکے راضی کرنیکا عمدہ طریقہ تو یہ ہے کہ انسان اپنا جان ومال اہل وعیال ان پر قربان کرے سو ہم سے یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے

جاں دہی از بہرِ حق جانت دہند — ناں دہی از بہرِ حق نانت دہند
کاں دہی از بہرِ او کانے بری — جاں دہی از بہرِ او جانے بری

شجرۂ طیبہ منظوم اردو

حمد ہے سب خالق ارض وسما کیواسطے | ۱ | اور ہو صلوٰۃ بجید مصطفےٰ کے واسطے
فضل ورحمت کے بھروسہ پر ترے مولیٰ کریم | ۲ | ہاتھ اپنا میں اُٹھاتا ہوں دعا کے واسطے
دل سیاہ لیکے ہوں حاضر میں تیری درگاہ میں | ۳ | کر منور نور سے ذاتِ بقا کے واسطے
تیری رحمت سے تو کم ہیں میرے عصیاں اے غفور | ۴ | بخشدے حضرت محمد مصطفےٰ کے واسطے
ہو عطا بلغ صداقت سے مجھے نورِ یقیں | ۵ | حضرت صدیق اکبر باصفا کے واسطے
آفت دارین سے محفوظ وسالم رکھ مجھے | ۶ | فارسی سلمان دافع ہر بلا کے واسطے
کر میری قسمت میں یارب نعمتیں فردوس کی | ۷ | قاسمِ عرفاں ولی صاحب صفا کے واسطے
مثل آئینہ ہو سینہ نور وحدت سے تیری | ۸ | جعفر صادق امام اصفیا کے واسطے

جامِ عشقِ احمدی سے کر مجھے مدہوش و مست	٩	بایزید شاہِ مستاں بے ریا کے واسطے
اتنا حسنا فی الدارین اے ربّ قدیر	١٠	بو الحسن شیخ زمن ہیبر ہدیٰ کے واسطے
آرزو ہر دم یہی ہے ورد ہو مجھکو عطا	١١	بو علی کامل ولی وحق نما کے واسطے
شربتِ عشقِ نبیؐ سے دردِ عصیاں دور ہو	١٢	یوسفِ صادق خلیل باسخا کے واسطے
بہرِ عبدِ خالق کل شاخِ ایماں سبز ہو	١٣	عارفِ راہِ حقیقت رہنما کے واسطے
فی الحقیقت پاک ور محمود نیری ذات ہے	١٤	فیض بخش اہل درد وبینوا کے واسطے
عزت و عظمت عطا ہو دین و دنیا کی مجھے	١٥	آں عزیزاں علی مشکلکشا کے واسطے
بلبل باغِ طریقت قمری سروِ بہشت	١٦	حضرت بابا سماسی پارسا کے واسطے
ماہی بحرِ حقیقت واقفِ اسرارِ حق	١٧	سیدِ میر کلال بادشاہ کے واسطے
داغ عشقِ مصطفےٰ کی مُہر ہو دل پر مرے	١٨	نقشبندِ فیض عالم پیشوا کے واسطے
شاہ بازِ لامکان و طائرِ باغ وصال	١٩	یعنے عطار علاؤ الدین ہما کے واسطے
آتشِ کبر و عداوت بخل سے دیجو نجات	٢٠	خواجہ یعقوب ذی جود وسخا کے واسطے
مالکِ ملکِ عبادت عاشقِ معبودِ حق	٢١	آں عبید اللہ شاہِ اولیا کے واسطے
اور لباسِ زہد و تقویٰ بخش اے ربِّ قدیر	٢٢	خواجہ زاہد محمد پارسا کے واسطے
عجز و مسکینی و درویشی و دلسوزی بہم	٢٣	ہو عطا درویش حق مردِ خدا کے واسطے
خازن الانوار احمد گنج بخش خاص و عام	٢٤	شافع محشر محمد مقتدا کے واسطے
دائمی حاصل بقا ہو عالم فانی ہو دور	٢٥	حضرت باقی باللہ باخدا کے واسطے
بہرِ سلطانِ طریقت تیرہ باطن صاف ہو	٢٦	شیخ احمد شمس دین بدر الدجیٰ کے واسطے
عفت و عصمت طہارت پارسائی اتقا	٢٧	کر عطا معصوم از سہو و خطا کے واسطے

خاتمہ بالخیر و باایمان میرا کیجیو !	۲۸	حجۃ اللہ آلِ امامِ اتقیا کے واسطے
کون ہے تجھ بن میرا جیسا ہوں ویسا ہوں ترا	۲۹	رحم کر مجھ پر زبیر اولیا کے واسطے
سرورِ الوریٰ غوثِ والا حبذا صدر حیا	۳۰	خواجہ قطب الدین اشرف مہ لقا کے واسطے
دل کی حسرت ہے یہی اور التجا میری یہی	۳۱	ہو جمال اللہ کا حاصل گدا کے واسطے
مرضِ دل بڑھتا گیا ہے اب تو اے عیسیٰ مرے	۳۲	کر دوا ہو وے شفا طالب شفا کے واسطے
شیخ عالم قطب اعظم غوث و فیاضِ زماں	۳۳	فیض اللہ فیض دہ شاہ گدا کے واسطے
معدنِ علم و ہدایت مظہر نورِ خدا	۳۴	خواجہ نورِ محمد باصفا کے واسطے
زبدۂ ابدالِ دوراں تاجِ فقراء جہاں	۳۵	آں فقیر محمد و صاحب ہدیٰ کے واسطے
حاجی گل از گلستانِ رسولِ کردگار		واقفِ سرِ علا قدر و قضا کے واسطے
حضرت شاہ جماعت علی ہوں میرے شفیع	۳۶	مصدر فیض و کرم نجم الہدیٰ کے واسطے
سید و حاجی و عالم حافظ و کامل فقیر		منبع حلم و حیا نور و ضیا کے واسطے
وہ بہارستان احمد کے جو تازہ پھول ہیں		ہو فدا یہ جان و دل اس خوش لقا کے واسطے

اس ولی کے زیر سایہ رکھیو کونین میں

نورِ چشمِ سیدہ خیر النساء کے واسطے

بخش دے ماں باپ میرے اور محب و اقربا	۳۷	جملہ شہدائے حسنین و کربلا کے واسطے

عاجزِ مسکیں کو یارب دے جزا خیر توں

خیرِ دنیا خیرِ دیں خیر الوریٰ کے واسطے

عربی شجرہ نمبر اول

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فَضْلًا عَظِيْمًا وَّ عَفْوًا اَلِيْمًا وَّ نَصْرًا عَزِيْزًا وَّ فَتْحًا مُّبِيْنًا بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مصطفٰی

اَللّٰھُمَّ نَجِّنَا مِمَّا نَخَافُ فِی الدَّارَیْنِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا حَضْرَتْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَللّٰھُمَّ اخْتِمْ لَنَا عَلَی الْاِيْمَانِ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا حَضْرَتْ قَاسِمِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَللّٰھُمَّ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِنَا جَعْفَرِ الصَّادِقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ سُلْطَانِ الْعَارِفِيْنَ بَايَزِيْد بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قُلُوْبَنَا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ اَبُو الْحَسَن خَرَقَانِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اقْضِ حَاجَاتِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ اَبُوْ عَلِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ اَبُوْ يُوْسُف رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عُيُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ عَبْدِ الْخَالِق رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ صُدُوْرَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مُحَمَّد عَارِف رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مَحْمُوْد رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ عَزِيْزَانِ عَلِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا صَغِيْرًا وَّفِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ بَابَا سَمَاسِی رَحْمَةُ اللّٰهِ

اَللّٰھُمَّ وَصِّلْنَا اِلٰی مَقَاصِدِنَا بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ مِيْر كُلَال رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ بِحُرْمَةِ حَضْرَتِ خَوَاجَه مُحَمَّد بَهَاؤُالدِّيْن نَقْشَبَنْد بُخَارِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اللّٰهم اكفنا في مهماتنا بحرمة حضرت علاؤ الدين عطار رحمة الله عليه

اللّٰهم احسن عاقبتنا بحرمة حضرت يعقوب رحمة الله عليه

اللّٰهم لا تؤاخذنا بما نسينا او اخطأنا بحرمة حضرة عبيد الله رحمة الله عليه

اللّٰهم انصرنا في امورنا بحرمة حضرت محمد زاهد رحمة الله عليه

اللّٰهم حلل مشكلاتنا بحرمة حضرت درويش محمد رحمة الله عليه

اللّٰهم هون علينا سكرات الموت بحرمة حضرت محمد امكنگی رحمة الله عليه

اللّٰهم سهل علينا عسيرنا بحرمة حضرت عبد الباقی رحمة الله عليه

اللّٰهم اجعل في قلبي نورا وفي روحي نورا وفي عيني نورا واجعلني نورا بحرمة حضرت شيخ احمد مجدد الف ثانی رحمة الله عليه

اللّٰهم اجعلنا من لدنك سلطانا نصيرا بحرمة حضرت محمد معصوم رحمة الله عليه

اللّٰهم بارك لنا في الاموال والاولاد بحرمة حضرت محمد حجة الله رحمة الله عليه

اللّٰهم افتح لنا ابواب فضلك ورحمتك بحرمة حضرت محمد زبير رحمة الله عليه

اللّٰهم اجعلنا عندك عزيزا منصورا بحرمة حضرت محمد قطب الدين رحمة الله عليه

اللّٰهم احينا على الاسلام وامتنا على الايمان بحرمة حضرت خواجه جمال الله رحمة الله عليه

اللّٰهم توفنا مع الابرار والحقنا بالصالحين بحرمة حضرت محمد عيسى رحمة الله عليه

اللّٰهم اغفر لحينا وميتنا بحرمة حضرت محمد فيض الله رحمة الله عليه

اللّٰهم تجاوز عن سيئاتنا بحرمة حضرت نور محمد رحمة الله عليه

اللّٰهم ارزقنا حبك وحب حبيبك بحرمة حضرت فقير محمد رحمة الله عليه

اللّٰهم اجعلنا للمتقين اماما بحرمة هادينا ومرشدنا ومخدومنا

حضرت سیدنا حافظ حاجی جماعت علی شاہ علیپوری ادام اللہ ظلالہ
علی المسترشدین وفیضانہ علی المسلمین۔ آمین آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ط

عربی شجرہ نمبر دوم

اللھم صل وسلم علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا ابوبکر صاحب۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا سلمان صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا قاسم صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا جعفر الصادق صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا بایزید صاحب۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا ابو الحسن صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا ابو علی صاحب۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا ابو یوسف صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا عبد الخالق صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد عارف صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمود صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا عزیزان علی صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا بابا سماسی صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا علاؤ الدین صاحب۔
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا یعقوب صاحب۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا عبید اللہ صاحب۔
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا زاہد صاحب۔ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا درویش محمد صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد مقتدا صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا عبد الباقی صاحب۔
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا شیخ احمد فاروقی صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد معصوم صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد حجۃ اللہ صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد زبیر صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا قطب الدین صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا حافظ جمال اللہ صاحب
اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا محمد عیسیٰ صاحب اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا فیض اللہ صاحب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ سَیِّدِنَا بَابَا نُوْرِ مُحَمَّدٍ صَاحِبْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ سَیِّدِنَا فَقِیْرِ مُحَمَّدٍ صَاحِبْ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَیِّدِنَا وَھَادِیْنَا وَمُرْشِدِنَا وَمَحْدُوْمِنَا
حَافِظْ سَیِّدْ حَاجِیْ جَمَاعَتْ عَلِیْ شَاہْ صَاحِبْ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی حَبِیْبِكَ وَخَلِیْلِكَ وَ نَبِیِّكَ وَ
رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَخُدَّامِہٖ وَعُلَمَاءِ اُمَّتِہٖ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی عِبَادِكَ الصَّالِحِیْنَ وَاَھْلِ
طَاعَتِكَ اَجْمَعِیْنَ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

طریقہ نقشبندیہ کا اصلی مقصد

اس طریقہ کا نام طریقہ رسولیہ صدیقیہ ہے۔ اور سلسلہ ذہبیہ بھی کہتے ہیں۔ اسکی اصلی غرض یہ ہے کہ انسان دنیا میں رہکر اپنی عبدیت و عبودیت کا اقرار و اظہار و ثبوت روحانی و جسمانی طریق سے بیان کرے اور اسکی حالت تمدن پر بھی زد نہ آوے اور حقوق خالق و مخلوق کو ایسی صورت سے ادا کرے کہ جس سے شریعت محمدیہ و سنت احمدیہ کی توہین و تحقیر نہ ہو۔ کیونکہ کفار کو بھی ایک قسم کا دعوٰی تصوف ہے۔ جیسا رہبان عیسائیوں اور یہودیوں میں اور جوگی گوسائیں ہندوؤں میں۔ مگر ہمارے حضرات اہل تصوف میں اور ان مخالفین حق میں مابہ الامتیاز و التفریق صرف یہی ہے کہ ہمارے سلف صالحین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متبع و منقاد ہیں اور فریق ثانی حضور علیہ السلام کا مخالف و نافرمان ہے۔ تصوف نے دنیا میں آکر سب سے بڑھکر پہلا یہی نقص انسانی دور کیا کہ انسان کے اندر بوجہ وساوس و خطرات یا باغوائے شیطان و نفس بہت سی کمزوریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور روح میں ایک طرح کی پژمردگی اور غفلت

پیدا ہو جاتی ہے اور دنیا کی محبت وخواہش وحرص زیادہ ہوتی ہے اور اخلاق حسنہ کم ہو جاتے ہیں اور دل کے روزن پر ایک پردہ غفلت پڑ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے سچے رہبر صادق مشفق اصدق امام المرسلین محبوب رب العالمین شفیع محشر پیارے ہادی صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے سونہہ پھیرتا اور عبادت حق سے دل چراتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات کئی محرمات مثل شراب وزنا و مال حرام وبدعات سیئہ وبھنگ وافیون وغیرہ کو اپنے اوپر حلال بلکہ اسی کو تصوف خیال کر لیتا ہے حضرات صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے اس کمی کو اس طرح دور کیا کہ جس وقت انسان درگاہ حق سے دور اور دربار محمدی سے بہت علیحدہ ہو جائے تو اسکو قرب حق ومحبت پیغمبر کی حاصل کرنیکے واسطے ایسی ایسی تجویزیں اور تدبیریں بتائی جائیں جنسے اسکا آئینہ قلب صاف اور سینہ پاک ہو اور اسکے دل میں سے حب دنیا کم ہو اور مرغبات الہٰیہ کی طلب وتحصیل زیادہ ہو اور حق اللہ وحق الخلق کو بآسانی ادا کرے جو کہ اسلام کا مقصد اعظم ہے تو اسکے لئے معیار صداقت یہ ہے کہ انسان کا تصوف وزہد وتعبد وغیرہ اگر پیغمبر برحق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق ہے تو بیشک صوفی اصلی ہے ورنہ نقلی۔ میرے اس بیان کے شاہد ومؤید ایک دو یا دس بیس نہیں بلکہ ہزار در ہزار اولیا کرام ہیں اگر زیادہ ضرورت ہو تو حضرت سلطان الاولیا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی کتاب غنیۃ الطالبین اور امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیا سعادت اور امام ربانی غوث صمدانی قطب یزدانی محبوب سبحانی شیخ العالم حضرت مجدد الف ثانی رضی [illegible] کے مکتوبات شریف کا مطالعہ فرماویں۔ سچی بات تو یہی ہے کہ جسکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں فیوض وبرکات اور انوار وحقایق حاصل نہ ہوں اور جو شخص حضور علیہ السلام کے ارشاد جیسے زہاد پر عمل کرنے سے بھی صوفی حق نہ ہو تو اسکو سمجھنا چاہئے کہ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَنْ

لہٗ وَلِیًّا مُّرْشِدًا کے رو سے کبھی صوفی حق نہ ہوگا۔ ؎

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید۔ کہ ہرگز نخواہد بہ منزل رسید۔

چنانچہ فرمایا حضرت امام الشریعت والطریقت مخزن اسرارِ حقیقت معدن انوار معرفت نہمنشاء مشکلکشا خواجۂ خواجگان محمدؐ بہاؤالدین المعروف بہ شاہ نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ نے:۔ بناء طریقۂ ما بر تتبع احادیث و آثار است (از ہمعات شاہ ولی اللہ) اور فرمایا مقصود ما آن ست کہ سلوک ما بہ جادۂ مصطفویہ و متابعت سنت باشند و حق از باطل متمیز گردد۔ اور ایک جگہ فرمایا۔ طریقۂ ما از نوادر و عروۃ الوثقی است درین طریقہ باندک عمل فتوح بسیار است۔ اما رعایت سنت کاریست بزرگتر (از انیس الطالبین) اور فرمایا امام العارفین تاج الواصلین حضرت امیر حمزہ ابن حضرت سید میر کلال رضی اللہ عنہ نے۔ ہر کہ از شریعت بر حقیقت آید ادرا بیازار برید و بعزو شنید کہ از وے چیزے نیاید۔ تا از درِ مصطفےٰ نہ آئی۔ ہرگز بسرِ صفا نہ آئی۔ اور ایک جگہ فرمایا حضرت منبع الجود والاحسان مصدر النور والفیضان قدوۃ الصالحین زبدۃ السالکین سید امیر کلال رضی اللہ عنہ نے۔ اے یاران شما را وصیت میکنم بہ طلب علم و متابعت شریعت کہ ہمہ سعادتہا و دولتہا بواسطہ ہمین ہست (از رفیق السالکین) ایک جگہ فرمایا۔ بدانکہ تصوف پاکیزہ داشتن دل است از غیر خدا و آراستن است بفرضہائے خدا و سنتہائے خاتم پیغمبر النست الخ۔ اور فرمایا۔ مذہب آنانکہ بر حق اند آنست کہ متابعت کنند سنت رسول علیہ السلام را و صحبت با اہل سنت والجماعۃ دارند الخ۔ اور فرمایا حضرت ممدوح الشان نے۔ خاصان خدا کسانے اند کہ متابعت شریعت حضرت رسول علیہ السلام کنند و بر مذہب اہلسنت والجماعۃ زندگانی کنند الخ۔ یہی حضرت ممدوح الصدر اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ اگر در عبادت پشت خمیدہ شود و تنِ تنا چون زہ شود در ریاضت

باریک شود مگر تا وقتیکہ لقمہ و خرقہ خود را پاک ندارید و پیروی شریعت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نکنید ہرگز بمقصود نہ رسید زیرا کہ اصل ہمہ کار ہا برین است - اور پیر آگے چلکر صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے - بدانکہ خانوادۂ خواجگان را بر سایر خانوادہا فضل بسیار است الخ (از رفیق السالکین) اور حضرت سلطان الاولیا برہان الاصفیا مرشد عالم شیخ اعظم امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات شریف جلد اول مکتوب ۳۴ میں تحریر فرماتے ہیں - پس ہر طریقیکہ ملتزم متابعت سنت سنیہ باشد و اوفق باتیان احکام شرعیہ از برائے اختیار اولی و انسب بود و آں طریق طریق اکابر نقشبندیہ است چہ این بزرگواران درین طریق التزام سنت نمودہ اند و از بدعت اجتناب فرمودند - احوال و مواجید را تابع شرع ساختہ اند و آن تجلی ذاتی کہ دیگران را کالبرق است نقشبندیہ را دائمی است - مع ذالک طریق ایشان اقرب طرق و البتہ موصل است و نہایت دیگران در بدایۂ این بزرگواران مندرج است و نسبت ایشان کہ بحضرت صدیق اکبر است فوق نسبتہا مشائخ است اما فہم ہر کس بہ مذاق این اکابر نرسد - و حضرت خواجہ احرار فرمودند کہ خواجگان این سلسلہ بہر زراقی و رقاصی نسبت ندارند کار خانۂ ایشان بلند است - اگر وفاتہ در بیان خصائص و کمالات این برگزیدگان تحریر کردہ شود حکم قطرہ باشد از دریا بالخصا - مکتوب ۲۲۱ میں فرماتے ہیں درین طریق پیری و مریدی بہ تعلیم و تعلم است نہ بکلاہ و شجرہ - درین طریق ریاضات و مجاہدات بالنفس امارہ باتیان احکام شرعیہ است و التزام متابعت سنت سنیہ - الخ از سائر طرق مشائخ بوجوہ امتیاز دارد - و سر حلقۂ این طریقہ حضرت صدیق اکبر است کہ بہ تحقیق افضل از جمیع بنی آدم ہست بعد از انبیاء علیہم السلام و بہمین اعتبار در عبارات اکابر این طریقہ واقع شدہ کہ نسبت ما فوق ہمہ نسبتہا است - الخ

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند کہ طریق ما اقرب طرق است۔ واز خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ
نقل کردہ اند کہ چرا اقرب نباشد و موصل نبود کہ انتہا را در ابتدا آن مندرج است پس
رفع ہوائے نفس مربوط بانیان احکام شرعیہ گشت۔ ہر قدر کہ در شریعت راسخ تر باشد
از ہوائے نفس بعید تر بود پس ہیچ چیز بر نفس امارہ شاق تر از امتثال اوامر و نواہی شریعت نبود
اور مکتوب ۱۶۷ میں فرماتے ہیں۔ معلوم باد کہ علو این طائفہ عالیہ در رفعت طبقہ نقشبندیہ
بواسطہ التزام سنت و اجتناب از بدعت است۔ الخ۔ اور یہی بیان ہے مکتوب ۲۵۴ اور
۱۳۱ وغیرہ میں۔ اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ نزد فقیر یک گام درین طریق زدن برابر بہزار
گام بطریق دیگر است۔ راہیکہ بکمالات نبوت بطریق تبعیت و وراثت کشادہ میشود مخصوص
باین طریق عالی است۔ طریق این بزرگواران طریق اصحاب کرام است الخ (جلد اول مکتوب ۲۵۴)

خلاصہ عبارات مذکورالصدر کا یہ ہے کہ انسان کا ہر ایک کام جب موافق سنت سنیہ ہو۔
یہانتک کہ کھانا پینا چلنا پھرنا پہننا وغیرہ تو ہر اک کام اُسکا عبادت اور مثمر حسنات ہو جاتا ہے۔
اور ہر اک کام میں اُسکی روح پر انوار و پر نور روح محمدی کا پرتو پڑتا رہتا ہے اور کسی کام میں اُسکو حجت
یا زحمت نہیں آتی۔ اسی واسطے شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے سارے مضمون کو دو جملوں
میں نہایت فصاحت و بلاغت سے ادا فرمایا ہے وہ یہ ہے **حدیث شریف**

من رغب عن سنتي (وفی روایۃ) من ترك سنتي فليس مني ولم ينل شفاعتي
یعنے جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے یا قصداً ترک کرے تو وہ ہمارے سے نہیں اور نہ
وہ قیامت کے دن شفاعت نبوی کا مستحق ہے۔ پس حضرات بزرگان دین اولیاء کاملین نے
سنت احمدی کی ترویج پر بہت ہی زور مارا۔ اور خدا نے اُنکی کوششیں پوری کیں۔ اور
اسی واسطے ہمارا فرقہ بنام اہلسنت و جماعۃ موسوم ہوا اور یہی مقصد اصلی ہے طریقہ

اینقہ نقشبندیہ[ل] مجددیہ کا۔ پس ہر ایک اہل ایمان پر لازم ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت و محبت و خدمت و اطاعت کریں تاکہ قیامت کے روز انہی کے ساتھ محشور و مبعوث ہوں اور جہاں تک ہو سکے گمراہ فرقوں مثل وہابی نیچری، مرزائی، چکڑالوی وغیرہ سے بچتے رہیں اور اُنکے عقائد جدیدہ اور اعمال قبیحہ سے دور رہے اور اپنے اپنے خاندان اور طریقہ پر ثابت قدم رہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

ل ۔ کتاب بہجۃ سنیہ فی آداب الطریقۃ العالیہ میں حضرت امام الکاملین قدوۃ الصالحین عمدۃ الواصلین محمد بن عبد اللہ خالدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قال الشاہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ طریقتنا اقرب الطرق وطلبت من اللہ طریقا تکون موصلۃ وقد اجیبت دعوتہ کما فی الرشحات۔ وذکر العلامۃ الشیخ ابن حجر الہیثمی المکی خاتمۃ الفتاوی الطریقۃ العلیۃ السالمۃ من کل ورات جھلۃ الصوفیۃ وھی طریقۃ النقشبندیۃ۔ وقال العلامۃ الشیخ علی القاری الحنفی فی شرح حدیث من دخل السوق فقال لا الہ الا اللہ الخ وھذا دلیل لما اختارہ السادۃ النقشبندیۃ من اکابر الصوفیۃ الخ۔ وقال العارف الاکمل المحقق الشیخ محمد مراد الازبکی اعلم ان الطریقۃ النقشبندیۃ السنۃ طریقۃ الصحابۃ علی اصلھا لم یزید وا ولم ینقصوا وھی عبارۃ عن دوام العبودیۃ ظاھرا وباطنا بکمال الالتزام للسنۃ والعزیمۃ الخ۔ خلاصہ یہ کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ سب بدعتوں سے منزہ و مبرا اور اقرب الطرق ہے۔ اور موافق حدیث و آثار صحابہ کرام ہے اور جملہ طریقوں سے آسان ہے۔

مسئلہ بیعت مستورات

عورتوں کی بیعت کا ثبوت بصد قرآن میں ہے وہ یہ ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ الآیۃ۔ خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ اے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم آپ عورتوں سے بیعت لیں اس پر کہ نہ وہ چوری کریں نہ شرک کریں۔

نہ زنا وغیرہ کسی کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ اس آیت میں پہلے یہ فقرہ ہے:۔
اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ یعنے جسوقت مومن عورتیں آپکے پاس آئیں۔ اسجگہ ثابت ہوا کہ مومنوں کو بھی بیعت کیضرورت ہے، اور یہ بیعت بغرض اجتناب از معاصی ہے کیونکہ بعداز اسلام و ایمان بیعت توبہ ہے نہ کہ بیعت اسلام وغیرہ۔ آخر میں ہے فَبَايِعْهُنَّ پس بیعت لے اُنسے پس اب یہ بات غور طلب ہے کہ عورتوں کا خود بخود آنا تین حال سے خالی نہیں (۱) یا تو حضور علیہ السلام نے خود عورتوں کو کسی وجہ سے بیعت کی تحریص و ترغیب دلائی ہوگی تب وہ آئیں (۲) یا عورتوں کو پہلے ہی سے مرید ہونے اور بیعت کرنیکی رسم یاد تھی تو وہ حسب عادت قدیم آپکے پاس آئیں (۳) یا خود بخود اُنکے دل میں اشتیاق بیعت پیدا ہوا تھا تو وہ آئیں بہرحال خدا نے حکم دیا اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ عورتوں سے بیعت لیں۔ اب یہ ثابت ہونا ضروری ہے کہ حضور علیہ السلام نے اس آیت کی تعمیل فرمائی ہے یا نہیں سو بیشک آپنے فرمائی ہے چنانچہ پہلا طریق عورتوں کی بیعت کا یہ ہے۔

حدیث اول ۔ اخرج ابن سعد وعبد ابن حمید وابوداؤد وابویعلی والطبرانی وابن مردویہ والبیہقی عن ام عطیہ قالت لما قدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم المدینۃ جمع نساء الانصار فی بیت فارسل الیهن عمر بن الخطاب فقام علی الباب فسلم فقال انا رسول رسول اللہ الیکن تبایعن علی ان لا تشرکن باللہ شیئا ولا تسرقن ولا تزنین قلنا نعم فمد یدہ من خارج البیت مددنا ایدینا من داخل البیت۔ کذا فی در المنثور۔ قلت اخرجه ابن جریر وتا قله ابن کثیر الخ

یعنے ام عطیہ فرماتی ہیں کہ جسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو آپنے انصار کی عورتوں کو بلا کر ایک مکان میں جمع کیا اور انکیطرف عمر رضی اللہ عنہ کو

روانہ فرمایا اور حضرت عمرؓ نے دروازہ پر کھڑے ہو کر سلام کر کے فرمایا کہ مجھے خدائے پاک کے رسولؐ نے بھیجا ہے کیا تم بیعت کرتی ہو اس پر کہ نہ شرک کرو خدا کے ساتھ اور نہ چوری کرو اور نہ زنا کرو تو سب عورتوں نے کہا کہ ہاں پس فاروق اعظم نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور سب عورتوں نے اپنے اپنے ہاتھ لمبے کئے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورتوں کی مجلس جدا تھی اور حضرت عمرؓ اکیلے وہاں پر تشریف لیگئے تھے اور عورتوں نے ہاتھ سے بیعت کی پس ایک طریق یہ بھی بیعت کا ہوا۔

حدیث دوم۔ اخرج ابن ابی حاتم عن مقاتل قال نزلت هذه الآية يوم الفتح فبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجال على الصفا و عمر يبايع النساء تحتها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم و اخرج نحوه ابن جرير و ابن مردويه عن ابن عباس یعنے بروز فتح مکہ کوہ صفا پر تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مردوں سے بیعت لیتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی پہاڑ کے نیچے علیحدہ عورتوں سے بیعت لیتے تھے۔ امام رازی نے تو کلبی کی روایت بلفظ قیل بیان کی ہے جس سے ثابت کیا ہے کہ عورتوں سے مصافحہ ہی کیا گیا ہے۔ مگر شاید وہ روایت چنداں معتبر نہیں۔

حدیث سیوم۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال کان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا بايع النساء دعا بقدح ماء فغمس يده فيه ثم يغمسن ايديهن فيه یعنے جس وقت بیعت لیتے رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام عورتوں سے تو منگواتے پانی کا ایک پیالہ اور اس میں آپ اپنے ہاتھ مبارک ڈالتے پھر وہ عورتیں بھی اپنے اپنے ہاتھ ڈالتیں۔

روایت کیا اسکو ابن سعد و ابن مردویہ نے اور ابن اسحاق نے مغازی میں

پس یہ دوسرا طریق ہوا عورتوں کو بیعت کرلینے کا۔

حدیث چہارم عن الشعبی کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یبایع النساء و وضع علی یدہ ثوبۃ اخرجہ سعد ابن منصور و ابن سعد و ابو داؤد فی المراسیل و عبد الرزاق یعنے امام شعبی سے روایت ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو اپنے ہاتھ مبارک پر کپڑا رکھ لیتے تھے پس یہ تیسرا طریق ثابت ہوا عورتوں کی بیعت کا۔ ملا علی قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں وظاہرہ انہ کان مبایعۃ للنساء بالید ایضاً الخ۔ اور امام ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں مفصل لکھا ہے اور امام بخاری نے جو حضرت ام عطیہ کا تذکرہ بیعت لکھا ہو اُس پر یہ فقرہ بھی ہو۔

حدیث پنجم۔ عن ام عطیۃ قالت بایعنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقرأ علینا آیۃ ان لا یشرکن باللہ شیئاً و نہانا عن النیاحۃ الخ متفق علیہ۔ یعنے ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہم سے بیعت لی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اور شرک و نوحہ (بین) سے منع فرمایا۔

حدیث ششم ان ہندا بنت عتبۃ قالت یا نبی اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیری کفیک فکانما کفا سبع رواہ ابو داؤد۔ یعنے ہندہ عتبہ کی بیٹی نے عرض کی کہ یا نبی مجھے بیعت کرائیں آپ نے فرمایا میں بیعت نہ کراؤں گا جبتک تو دونوں ہاتھوں کا رنگ نہ بدلے۔ ف شاید اُس عورت نے ہاتھوں کو مہندی لگائی ہوگی اور ابتدا میں عورتوں کو مہندی منع تھی۔ بعد ازاں رخصت ہو گئی تھی۔

حدیث ہفتم عن عائشۃ اومت امرأۃ من وراء الستر بیدہا کتاب الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم یدہ فقال ما ادری

الیہ رجل ام ید امرأۃ الحدیث ۔ رواہ ابوداؤد والنسائی ۔ یعنے ایک عورت نے پردہ میں اپنے ہاتھ نکالے بیعت کے واسطے اور ہاتھ میں ایک چٹھی تھی بطرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک کھینچ کھینچکر فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ یہ ہاتھ مرد کا ہے یا عورت کا (ف) وہ عورت خود تو پردہ میں تھی ۔ پھر ہاتھ مبارک آنحضرتؐ کا بوجہ نہ پہچاننے کے ہٹا لینا اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس بی بی کا روبرو آنا ضروری تھا یا عورتوں کا روبرو ہونا لازم تھا تاکہ اُنکے حسب حال ہدایت کیجاتی ۔

حدیث ششم ۔ عن امیمۃ بنت رقیقۃ انھا قالت اتت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی نسوۃ نبایعہ علی الاسلام فقلنا یا رسول اللہ نبایعک علی ان لا نشرک باللہ ولا نسرق ولا نزنی ولا نقتل اولادنا ولا نأتی ببھتان نفترینہ بین ایدینا وارجلنا ولا نعصیک فی معروف فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیما استطعن واطقتن فقالت فقلن اللہ ورسولہ ارحم بنا من انفسنا ھلم نبایعک واصافحک فقال انی لا اصافح النساء الحدیث رواہ الموطا والحاکم یعنے جناب کیخدمت میں عورتیں آئیں اور بیعت کرکے مصافحہ کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا (ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف قولی بیعت تھی مصافحہ نہ تھا ۔ اور بالا روایتوں سے ہاتھ ملانا بھی ثابت ہے ۔ پس علی سبیل الجواز ملانا بھی ثابت ہوا اور عمل براحتیاط ناجائز بھی ہوا ۔ اور سب سے بہتر اسوقت وہ طریق ہے جو ہمارے سید و مولا حاجی حرمین الشریفین حافظ کلام رب المشرقین واقف علوم کونین زبدۃ العارفین قدوۃ الزاہدین تاج الذاکرین عمدۃ العابدین حضرت مولانا صوفی مولوی **سید جماعت علیشاہ** صاحب علیپوری ادام اللہ فیضانہم علینا و ...... اختیار فرمایا ہے یعنے صرف ایک کپڑا پکڑ کر بیعت فرماتے ہیں نہ مصافحہ کرتے ہیں ...... بلکہ ہاتھ پاؤں وسب بدن چادر سے مستور کیا جاتا ہے اور تلقین وتذکیر فرما کر رخصت کیا جاتا ہے غرضکہ بہرحال بیعت عورتوں کی سنت ہے خواہ کسی قسم کی سنت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ بیعت کرانیوالا نہایت ہی

صالح و عالم و متقی ہو اور احکام شرعیہ کا عامل ہو اور ادنیٰ ادنیٰ مکروہات سے محترز ہو اور مستحبات پر بھی عامل ہو اور ہر وقت ذکر و فکر و مراقبہ میں مصروف ہو۔ مال و جاہ کا طالب نہ ہو خلاف عقاید مقلدین اُسکا کوئی قول و فعل نہ ہو۔ اور اہلسنت پر بدظن نہ ہو بدبین نہ ہو اور غرور و تکبر و انانیت و شیخی وغیرہ صفات ذمیمہ سے آلودہ نہ ہو زاہد خشک نہ ہو۔ اس مسئلہ کی بحث ہم نے رسالہ انوار الصوفیہ لاہور جلد اول نمبر ۱۰ صفحہ ۵ میں درج کی ہے ملاحظہ فرماویں۔ اور بعض مستورات کی نسبت یہ بھی یاد رہے کہ صرف بیٹھنا عورتوں میں منع ہے ورنہ وعظ و ہدایت کرنا یا حکیم کا نبض وغیرہ دیکھنا یا سبق پڑھنا۔ یا گواہی لینا یا اور بعض مواقع مستثنے ہیں بوجہ ضرورت کے الضرورات تبیح المحظورات چنانچہ امام بخاری نے بروایت ابوسعید خدری حدیث لکھی ہے قال جاءت امراۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت ذھب الرجال بحدیثک فجعل من نفسک یوما ناتیک فیہ نعلمنا ما علمک اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعلمن الحدیث یعنی ایک دن عورتیں آئیں بخدمت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور عرض کرنے لگیں کہ آدمی تو آپکی حدیثیں سنکر جاتے ہیں بس ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرمایا کریں تاکہ ہم بھی وہ حاصل کریں آپ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دن در فلاں فلاں مکان پر تم جمع ہو کر آؤ پس وہ جمع ہو کر آئیں اور آپ اُنکو تعلیم و تلقین فرمایا کرتے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صرف عورتوں ہی کا علیحدہ مکان میں جمع ہو کر آنا اور آپ کا اُن میں تعلیم کے لئے جانا اور کسی مرد کا موجود نہ ہونا محض ضرورت کیوجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے۔ اسیطرح خاص خاص اہل اللہ کیواسطے حسب ضرورت جائز ہے۔ ہر ایک بدباطن اعمیٰ اپنے اوپر خاصان خدا کو قیاس نہ کرے۔ اب دانشمند نیک طینت کے واسطے تو یہی کافی ہے اور ملحد سیرت کے لئے تو ختم اللہ وارد ہے زیادہ ضرورت ہو تو کتب صحاح میں ملاحظہ کریں۔

صلوٰۃ اللیل

ارباب تصوف و سلوک پر یہ بات روشن تر ہے کہ عبادات نافلہ میں سے جو بزرگی و فضیلت نماز تہجد کو ہے وہ شاید کسی اور عبادت کو حاصل ہو۔ خدا کو یہ عبادت ایسی پیاری ہے کہ خاص اپنے محبوب اعظم کو اسکی تحریص و ترغیب فرمائی ہے قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا - وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ۔ اور اسکی تشریح احادیث میں یوں ہے أَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ صَلٰوةٌ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ۔ رواہ احمد۔ یعنے بعد فرائض کے نماز تہجد افضل العبادات ہے۔ قِيلَ أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّيْلِ رواہ الترمذی۔ یعنے آدھی رات کی دعا مقبول ہے يُحْشَرُ النَّاسُ فِي صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِي مُنَادٍ فَيَقُولُ أَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ الخ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ یعنے قیامت کے دن ایک آوازہ دیا جائیگا کہ کہاں ہیں تہجد گذار جو آرامگاہ اپنی اپنی چھوڑ کر شب بیدار تھے پس تھوڑے لوگ کھڑے ہونگے اور بلا حساب داخل جنت ہونگے۔ يَضْحَكُ اللّٰهُ إِلَى الرَّجُلِ إِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّيْ وَالْقَوْمُ نِيَامٌ الحدیث۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ یعنے خدا اس شخص کیطرف دیکھکر ہنستا ہے جو شخص تہجد گذار ہے عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى أَصْبَحَ مَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِيْ أُذُنَيْهِ متفق علیہ۔ یعنے ایک شخص کا ذکر پیغمبر علیہ السلام کے پاس کیا گیا کہ صبح کی نماز تک سو رہتا ہے تو فرمایا حضور علیہ السلام نے اس شخص کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا ہے اسواسطے صبح تک سو رہتا ہے عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَقُرْبَةٌ لَكُمْ إِلٰى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّذُنُوْبِكُمْ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْإِثْمِ

رواہ الترمذی ۔ یعنے رات کی نماز کو لازم سمجھو کیونکہ تم سے پہلے انبیاء و اہل اللہ کا یہی طریق ہے
اور گناہ کی دوری اور برائیوں سے بچنے کیصورت اور قرب حق کا باعث بھی قیام لیل ہے ۔ پس نیک
قسمت اس شخص کی جسکو خدا شب بیداری کی توفیق بخشے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِلطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ
ہر اک شیخ طریقت کا جدا جدا ارشاد ہے ۔ مگر ہمارے باباجی تیراہی کے خاندان کا ایک خاص طریق ہے
وہ یہ ہے ۔ اول وضو کرتے ہی دو نفل بہ نیت تحیۃ الوضو مانند دیگر نوافل کے پڑھے ۔ بعد ازاں
۱۲ نفل دو دو رکعت کی نیت کر کے چھ سلام سے ادا کرے ہر رکعت میں بعد از سورۃ فاتحہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ
پڑھے اور ایک ایک قل ہو اللہ ہر رکعت میں زیادہ کرتا جائے ۔ مثلاً پہلی میں ایک بار پھر دو بار پھر تین بار
علیٰ ہذا القیاس آخری میں ۱۲ مرتبہ قل ہو اللہ پڑھے ۔ بعد ازاں درود ہزارہ ۱۲ بار پڑھے وہ یہ ہے
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ
اَلْفِ مَرَّۃٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ **تہجد** کا وقت عمدہ آدھی رات سے صبح صادق کے پہلے تک ہے
اگر اتفاقاً وقت کم ہو تو چار ہی نفل پڑھے اگر بالکل ہی کم ہے تو دو رکعت تحیۃ الوضو ہی پڑھ لے ۔
و فی العالمگیری وَ اَقَلُّہٗ رَکْعَتَانِ کذا فی فتح القدیر نافلاً عن المبسوط ۔ اور جسکے تہجد فوت ہو جائیں
تو وہ بوقت چاشت چند رکعت پڑھے تاکہ نقصان پورا ہو جائے ۔ اور مستحب ہے کہ تہجد پڑھکر قدرے
لیٹ کر آذان سے پہلے اٹھکر نماز صبح کی باجماعت پڑھے ۔ بعض نادان تہجد پڑھکر سو جاتے ہیں ۔
اور صبح کی نماز جماعت سے نہیں پڑھتے ۔ افسوس ہے اُنپر انکو معلوم نہیں کہ نماز باجماعت پڑھنا صدہا
نفلوں سے بہتر ہے ۔ خاصکر صبح کی نماز ۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی جماعت سے فارغ ہوکر فرمایا کہ فلاں صحابی غیر حاضر
ہے کسی اور صاحب نے عرض کی کہ وہ ساری رات جاگتا تھا ۔ آپنے فرمایا افسوس ہے اُسکے واسطے
کہ صبح کی جماعت سے محروم رہا ۔ اسکے واسطے نفلوں سے بہتر تھا کہ جماعت سے ملکر نماز پڑھتا ۔ اگر کسی صاحب کو

ہمیشہ تہجد کی عادت ہو اور برابر وقت پر جاگنے کا یقین ہو تو وہ صاحب بعد از نماز تہجد وتر پڑھا کرے کیونکہ وتر پر نماز کو ختم کرنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اجعلوا اٰخر صلوتکم اللیل وترا۔ اگر جاگ کھلنے کا بھروسہ نہیں تو عشا کے ساتھ ہی وتر پڑھ لیوے اگر تہجد کا وقت بالکل ہی کم ہو تو پھر صرف وتر ہی پڑھے تاکہ وتر فوت نہ ہوں۔ اگر اکیلا ہے تو نماز تہجد ایسے طریق سے پڑھے کہ شور و شر نہ ہو غوغا نہ مچ جائے تاکہ ریاکاروں میں داخل نہ ہو۔ بلکہ اگر کسی موذی جانور وغیرہ کا خوف نہ ہو تو تہجد اندھیرے میں پڑھنا بہتر ہے۔ اگر اسکے اہل وعیال تہجد کے وقت اُٹھنا پسند کریں تو بہتر ورنہ ناحق ان کو تنگ نہ کرے۔ اور جبراً نہ ستاوے۔ ہاں عادت ڈالنے کیواسطے جگانا بہتر ہے اگر نیند غلبہ کرے تو ذکر خوب زور سے کرے تاکہ شیطان بھاگ جائے مگر آہستہ ذکر ہو نہ بلند نیز کے اندھیرے کو دور کرنیکے لیۓ نماز تہجد کا تاریکی میں پڑھنا بہتر ہے اور ذکر و مراقبہ کرنا نہایت ہی اکسیر اعظم ہے (تفسیر عزیزی) چونکہ یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہے اور حضرت شاہ صاحب قبلہ کی بھی از حد تاکید ہے لہذا ہر اک صاحبدل پر لازم ہے کہ اسوقت شجرہ طیبہ ضرور پڑھا کرے خواہ نثر خواہ نظم عربی یا اردو ضرور پڑھے۔

حقہ نوشی اور چرٹ وغیرہ کے نقصانات اور ممانعت

یہ بات اہل علم پر واضح ہے کہ حرمت و حلت کیواسطے تو دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے مگر درمیان حلت و حرمت کے کئی امور ایسے ہیں جنکو شارع علیہ السلام نے مشتبہات سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَھُمَا مُشْتَبِھَاتٌ۔ پس اشیاء مشکوکہ و مشتبہ سے بچنا ہی شارع علیہ السلام نے تحذیراً و ترغیباً ارشاد بیان فرمایا ہے فَمَنِ اتَّقَی الشُّبُھَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَاَ لِدِیْنِہٖ وَعِرْضِہٖ۔ متفق علیہ۔ یعنے جو شخص پرہیز کرے

اشیاء مشتبہہ سے پس اس نے بچالیا اپنے دین کو۔ آپ صاحبان کو جب مشتبہہ چیزوں سے نفرت ہوگی تو حرام سے خود ہی کراہت پیدا ہوگی جو لوگ احتیاط کرنیکی نیت رکھتے ہیں اُنکے واسطے یہی دلیل کافی ہے۔ جبکہ پیاز و لہسن (جو فی نفسہ حلال ہے) کھا کر مسجد کے اندر آنے سے حضور علیہ السلام نے منع کر دیا اور علت اسکی یہ بیان فرمائی کہ اس بدبو سے لوگوں کو ایذا پہونچتی ہے پھر حقہ یا چرٹ کی بدبو جو تمام بدبوؤں سے بدتر ہے اسکے پینے سے ملائکہ کو کسقدر ایذا و تکلیف ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بار بار مسواک کرنیکی سخت تاکید فرمائی ہے اور خود حضور علیہ السلام ہمیشہ مسواک نہایت اہتمام و اشتیاق سے کیا کرتے تھے اور صحابہ کرام سے بھی مسواک کبھی نہیں چھوٹی۔ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے کہ مسواک کی اسقدر تاکید شدید اور تحریص بلیغ کرنیکی اس سے صرف مونہہ کی بدبو کا دفع کرنا مقصود تھا۔ پس جبکہ صرف بدبو کے دور کرنیکے واسطے شارع علیہ السلام نے اس حد تک مبالغہ کیا تو پھر کسقدر افسوس ہے اُس شخص پر جو کہ بجائے دفع بدبو کے اور ایک سخت بدبو حقہ یا چرٹ پینے سے اپنے منہ میں پیدا کرتا ہے۔ افسوس! افسوس!! افسوس!!! اب ہم چند مضامین تحقیقات جدیدہ سے نقل کرکے ناظرین کو حقہ یا چرٹ کے نقصانات بتاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔

تمباکو نوشی کا بد اثر

تمباکو پینے سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں جنمیں سے چند ایک یہ ہیں۔ مثلاً دھڑکنا دل کا۔ ڈسپیسیا۔ بھوک کی کمی۔ حافظ کی کمزوری۔ ضعف نظر۔ کھانسی۔ قلت اولاد۔ جسم کی کمزوری۔ ڈاکٹر ڈبلیو ہیودر روبس کی رائے ہے کہ مرض سرطان جو اکثر مردوں کی زبان و لب و دہن و رخسارہ پر پیدا ہوتا ہے اسکا باعث تمباکو نوشی ہے پس جب کسیکے ان اعضا میں جلن پیدا ہو تو اُسے تمباکو ترک کر دینا چاہیے۔ امریکہ کی ایک یونیورسٹی نے یہ قاعدہ جاری

کیا ہے کہ جو لڑکا چرٹ پیتا ہو اور اس علت کے چھوڑنے سے انکار کرے تو اُسے خارج از قوم کیا جائے کیونکہ اکثر تجربہ سے دریافت ہوا ہے کہ ایسے لڑکے بالکل کاہل اور کدڑ ہ مغز ہوتے ہیں۔

کوپر صاحب فرماتے ہیں کہ تنباکو ایک مضر گھاس ہے جسکی بدبو نازک مزاج لوگ برداشت نہیں کرسکتے۔ تنباکو تو درحقیقت ایک زہر ہے۔

جیمس صاحب اول کا قول ہے کہ تنباکو نوشی آنکھوں کے لئے مضر ہے۔ دماغ اور پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچاتا ہے۔ (ماخوذ از رسالہ العزیز جلد اول نمبر ا۔ ماہ جون ۱۹۰۷ء۔ صـــ۱۲)۔

اسیطرح ایک اور مضمون ٹیپرنس گائیڈ امرتسر نے بھی لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔

شراب اور تنباکو نوشی کے بدیہی نقصانات

تنباکو اور شراب کے نقصانات دریافت کرنیکے واسطے انگلستان میں ایک سرکاری طور پر کمیشن مقرر ہوئی جنہوں نے یوں فیصلہ کیا۔

اس تنزل کا اصلی اور سب سے بڑا باعث شراب اور تمباکو ہے چونکہ لڑکوں کے درمیان سگرٹ پینے کی عادت ترقی پر ہے جسکا برا اثر اُنکے مزاج پر پڑتا ہے اور اُسکے فروخت کرنیکی ممانعت کیجائے

مسٹر دگ ممبر پارلیمنٹ ہوس آف کامنز نے تنباکو نوشی کے انسداد کے متعلق ایک مسودہ پیش کیا جسکے روسے اگر کوئی ۱۶ برس کا بچہ تنباکو پیتا ہو تو اسپر انشلنگ جرمانہ ہوگا۔

فرانس کے مشہور ڈاکٹر ایم لال مونڈ نے اپنے ذاتی تجربہ سے لکھا ہے کہ تنباکو کے استعمال سے انسان کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوتے ہیں۔ اکثر ایسے مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں کہ جنکا علاج مشکل ہے۔

(ماخوذ از رسالہ ٹیپرنس گائیڈ جلد اول نمبر ۲ ماہ اکتوبر ۱۹۰۷ء صـــ۱۳)

تمباکو نوشی

(از ڈاکٹر جے۔ ایچ۔ کیلاگ۔ ایم۔ ڈی)

خون میں تمباکو کا اثر۔ خون معمول سے زیادہ پتلا ہو جاتا ہے اور زیادہ سخت حالتوں میں اسکی رنگت زردی مائل ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں خون کا ناقص رنگ تمام بدن میں پھیل جاتا ہے۔ اور خارجی سطح زردی مائل یا سفید بادہوئیں کی رنگ کی ہو جاتی ہے لیکن خاص تبدیلی ان چھوٹے اجسام میں پیدا ہوتی ہے جنکی بیشمار تعداد خون میں اُڑا کرتی ہے اور جسکو انگریزی میں ریڈ کارپوسلس کہتے ہیں۔ ان چھوٹے چھوٹے دوائر یا کروں کی صورت بالطبع ایک دوہری مجوف سطح ہوتی ہے اور انکے کنارے کامل طور سے مسطح اور ہموار ہوتے ہیں تمباکو کے گھونٹ کے جذب ہونے سے انمیں جلد جلد تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آلہ خوردبین سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی گولائی جاتی رہتی ہے۔ اور انکے سرے بیضاوی یا بے قاعدہ ہو جاتے ہیں اور باہمی کشش و اتفاق کے جو ایک حد تک انکی جسمانی تندرستی کی ایک اچھی علامت ہے۔ وہ بالکل منتشر اور پریشان رہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک لائق مبصر پر اس سے یہ بات ہویدا ہو جاتی ہے اور اسطور سے ظاہر ہوتی ہے گویا انہوں نے خود اُن سے کہا کہ جس آدمی سے دستیاب کئے گئے ہیں وہ جسمانی طور سے شیفتہ ہے اور اسکی اعصابی و دماغی دونو قوتیں کمزور ہیں۔

اب یہ امر مسلم ہو گیا کہ اگر تمباکو بڑی مقدار میں استعمال کیا جائے تو زہر ورنہ اسکی ہر مقدار مضر اور نقصان رساں ضرور ہے۔ اس سے سانس میں داغ لگ جاتا ہے اور خون فاسد ہو جاتا ہے دماغ بھاری اور دل مضمحل ہو جاتا ہے رگ کے وہ پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں جگر کا فعل خراب ہو جاتا ہے بصارت کم ہو جاتی ہے۔ جلد پیلی پڑ جاتی ہے اور ہر عضو اور ریشہ میں جس سے وہ جسم ملتا ہے چوٹ لگ جاتی ہے اور اسکا انجام یہ ہو کہ وہ مادہ حیات کو بے حس اور عمر کا قصہ کوتاہ کرنا یعنی مار ڈالنا ہے۔

تمباکو سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ نظام جسم پر تمباکو کا ایسا مضرت رساں اثر پڑتا ہے کہ جسم میں مرض کے دیگر اسباب کی مدافعت و مقاومت کی قوت کم ہو جاتی ہے اور جب جسم میں امراض کے مقابلے کی قوت باقی نہ رہی تو صاف ظاہر ہے کہ تقریباً ہر قسم کے مرض لاحق ہونگے۔ اس دلیل کے ثبوت میں مندرجہ ذیل مشہور و معروف بزرگواروں کی رائیں درج کیجاتی ہیں۔

غیر تندرست اور مرطوب اضلاع کے باشندوں کا زرد چہرہ یا ناقص ریہان اور حقیر جسمانی قوت ملاحظہ کیجئے اِن لوگوں میں زندگی کے باقاعدہ نصف اوصاف بھی نہیں ہیں۔ یہی کیفیت عادی تمباکو نوش کی ہے (مسٹر سوٹی فیلو رائل کالج آف سرجنس) مجھے کہنے میں تامل نہیں ہے۔ اگر دو جنسوں کی ایک جماعت کو جسکے آباؤ اجداد بڑے خوش قطع اور طاقتور لوگ تھے شروع سے تمباکو نوشی کی تعلیم دیجائے اور اگر شادی کا احاطہ صرف تمباکو نوشوں میں محدود کر دیا جائے تو مرد اور عورتوں کی ایک صریح ذہنی اور جسمانی طور سے کمزور نسل کھڑی ہو جائے (ڈاکٹر بی۔ ڈبلیو رچرڈسن) ہندوستان کے ایک برٹش افسر نے بیان کیا کہ گیارہ افسروں میں جو ایک مہم کو بھیجے گئے تھے صرف دو شخص تندرست تھے اور یہ لوگ تمباکو نوش نہ تھے۔ تمباکو کے خلاف ڈاکٹر ایڈورڈ اسمتھ ایک مشہور ماہر علم الصحت کا بیان ہے کہ تمباکو کے فعل کا سوا رجحان بیماری کی جانب ہے اور یہ کہنا ناممکن ہے کہ وہ انسان کی بہتری کا کتنا بڑا دشمن ہے۔

خشکی اور خراش۔ تمباکو نوش کے منہ اور گلے کی خراش اور خشکی اس زہریلے تیزی کی اس گرم گرم دھوئیں کا نتیجہ ہے جو حقہ یا سگار کے ساتھ کھینچا جاتا ہے بعض لوگ گلے کی خراش دور کرنے کے لئے تمباکو پیتے ہیں لیکن ان صورتوں میں یہ عذر بھی محض ہے۔ تمباکو سے گلے کی خراش کبھی دور نہیں ہو سکتی

تمباکو اور دق۔ ناپاک ہوا کو پھیپھڑے کے امراض سے ایک ایسا تعلق ہے جسکو سب لوگ مانتے ہیں یہ بات بہت صاف اور صریح طور سے معلوم ہے کہ ناپاک ہوا کے پینے سے مرض دق لاحق ہوتا ہے کیونکہ اسکی زہریلے

عنصر خون اور پھیپھڑوں کو خراب کر دیتے ہیں۔ حتی کہ وہ نجاستیں جو خود خون سے جمع ہوتی ہیں اُن ہواؤں میں موجود رہتی ہیں جو ہم ایک مرتبہ پی چکے ہیں اور اس کثرت سے موجود رہتی ہیں کہ انکو دوبارہ پینے سے تندرستی محفوظ نہیں رہ سکتی۔ جب یہ بات ہے تو یہ صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ پھیپھڑوں کو تمباکو کا زہر دار اور گرم دھوئیں سے دن میں کئی گھنٹے تک بھرنا پھیپھڑے کا مرض ضرور پیدا کریگا۔ علاوہ بریں تجربے سے بھی بات ظاہر ہے۔ ڈاکٹر سی۔ آر ڈرائیڈیل طبیب خاص میٹرا پالیٹن فری اسپتال لندن نے رسالہ حفظانِ صحت میں بیان کیا ہے کہ کم سنی میں تمباکو پینا مرض دق کا ایک معمولی سبب ہے۔

تمباکو بانی مرض دل۔ دل پر تمباکو نوشی کا جو اثر پڑتا ہے وہ نبض سے ظاہر ہو سکتا ہے کیونکہ نبض دل کی حالت کا ایک نہایت ہی سچا آئینہ بردار ہے۔ تمباکو نوش کی نبض نہایت صاف لفظوں میں لکھتی ہے کہ اسکا دل جزوی طور پر مفلوج ہے اور اسکا زور اور جوش گھٹ گیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ زہرناک ہے۔ دیرینہ تمباکو نوش اور اکثر وہ لوگ جو چند برس سے تمباکو پیتے ہیں اختلاج قلب اور نبض کا ٹھہر ٹھہر کر حرکت کرنا اور اس مفید عضو کی خرابی کے دیگر آثار میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اصل میں تمباکو نوش کے دل کی کیفیت ایسی ہو جاتی ہے کہ اطبائے فرنگ نے اس مرض کا نام ہی طب کی اصطلاح میں "ورنارکوٹزم آف دی ہارٹ" یعنی سمیت دل قرار دیا ہے۔ طبی نقشہ جات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر چار تمباکو نوشوں میں ایک شخص کی یہی حالت ہوتی ہے اس یقین کی کامل وجوہ ہیں کہ تمباکو کے استعمال سے دل کے نہ صرف فعلی بلکہ اعصابی مرض پیدا ہو سکتے ہیں۔

تمباکو اور ضعف معدہ۔ حالانکہ تمباکو ضعف معدہ کا ایک حکمی علاج بیان کیا جاتا ہے لیکن ڈاکٹروں کے مبصرانہ تجربوں سے یہ امر پایۂ تحقیق کو پہونچ گیا ہے کہ اس سے ضعف معدہ کو کبھی فائدہ نہیں پہونچتا بلکہ اکثر صورتوں میں ضعف معدہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تمباکو نارکوٹک یعنی زہر ہے۔ کل سمیات کا بالعموم یہ اثر ہے کہ وہ ہاضمہ کو کم کرتے اور معدے کی قوت کو گھٹاتے ہیں۔ تمباکو میں یہ خاصیت موجود ہے کہ اگر ایک شخص بھوکا ہو اور تمباکو کا عادی ہے

تو وہ اپنی بھوک تمباکو کے استعمال سے فرو کر سکتا ہے اسیطرح دیگر شیاء سے بھوک مٹائی جا سکتی ہے حالانکہ معدہ خالی رہتا ہے لیکن اشتہا جاتی رہتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ تمباکو معدے کو بگاڑ کر کمزور کر دیتا ہے نسوار سونگھنے سے ناک کی سفنجی جھلی میں خراش ہوتی ہے جو ہمدردی معدہ کے باعث معدہ کو ضعیف کر دیتی ہے۔

تمباکو باعث ناسور ہے۔ اسمیں بڑا نام شک نہیں کہ یہ مرض ہلاک اکثر تمباکو کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ کل نامی گرامی ڈاکٹروں کا مشاہدہ ہے کہ ہم نے اکثر مریض دیکھے ہیں جو لب اور زبان کے اس ناسور میں مبتلا پائے گئے اور جو تمباکو نوشی سے پیدا ہو گیا ہے اس مرض کے بہت سے لوگ خود ہمارے مشاہدہ میں آئے اور ہمکو اصلاً شبہہ نہیں کہ لب اور زبان کے اکثر ناسور اسی ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس خیال کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ لنڈن کے عظیم الشان ہسپتال ناسور میں جہاں اس عارضہ کے دس ہزار سے زیادہ مریضوں کا علاج ہو چکا ہے ان مردوں کی تعداد جو لب اور زبان کے ناسور میں مبتلا تھے اسی مرض کی عورتوں سے زیادہ تھی۔ حالانکہ ناسور میں عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی پانچ اور ایک کی نسبت ہے۔

تمباکو سے سکتہ۔ گذشتہ تیس برس سے ایک خاص قسم کے سکتہ کی وہ شدت ہے کہ الاماں معلوم ہوتا ہے کہ اسکا اثر خصوصاً ان رشتوں پر ہوتا ہے جنسے پٹھے بنتے ہیں اور جو رفتہ رفتہ انسان کی عصبانی قوت کو ضائع اور کم کر دیتا ہے اسکا خاص باعث تمباکو کا استعمال ہے کیونکہ یہ مرض اکثر تمباکو نوشوں کو ہوتا ہے۔ ایک قسم کا فالج آنکھوں پر گرتا ہے جس سے انسان اندھا ہو جاتا ہے اور جسکو کحال بخوبی پہچانتے ہیں ایسے مرض بالعموم تمباکو ترک کر دینے سے اچھے ہو جاتے ہیں لیکن جبتک تمباکو کا استعمال رہتا ہے مرض قائم رہتا ہے۔

آنکھوں کا اندھاپن۔ یہ مرض بڑی شدت سے بڑھتا جاتا ہے خصوصاً بلجیم اور جرمنی میں جہاں تمباکو نوشی کی کثرت بڑھتی جاتی ہے اس مرض کو دن دونی ترقی ہے اور اسکی خاص وجہ تمباکو کے استعمال کی بیان کی جاتی ہے سب سے پہلے بلجیم کے ایک نامی حکیم نے اس امر کا اعلان کیا اور گورنمنٹ بلجیم کی درخواست

تمباکو اور خوف۔ تمباکو کے استعمال کرنیوالے بڑی شدت سے خوف کے عارضہ میں مبتلا رہتے ہیں اور یہ خوف مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ کوئی شخص بہت جلد گھبرا اٹھتا ہے۔ کوئی شخص حد سے زیادہ چڑچڑا اور شکی بن اور بدمزاج ہو جاتا ہے۔ کسی شخص کو رات بھر نیند نہیں آتی کسی کا ہاتھ کانپا کرتا ہے جس سے اسکو لکھنے میں بڑی دقت محسوس ہوتی ہے۔ ہم نے سیکڑوں مریضوں کو تمباکو کا استعمال ترک کرنے پر ان علامات سے بری پایا۔ تمباکو سے عارضی طور پر رگوں میں طاقت اور مستعدی پیدا ہو جاتی ہے لیکن یہ عارضی قوت دھوکے کی ٹٹی ہے یہ بالکل مصنوعی ہے اور اسکا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جس مشکل کے دفعیہ کے لئے تمباکو استعمال کیا گیا تھا وہ دقت اور بڑھتی جاتی ہے۔

ہم نے بیویوں اور بچوں کو اعضا رئیسہ کے ان مختلف عوارض میں بشدت مبتلا پایا ہے جو انکے نازک جسموں میں محض تمباکو کے اس زہریلے دھوئیں کے اثر سے پیدا ہو گئے تھے جو انہوں نے پینے تمباکو نوش شوہروں اور والدوں کی زہر ناک سانسوں سے حاصل کیا تھا۔

تمباکو کا موروثی اثر۔ ایسا کوئی عیب یا عادت نہیں جسکا اثر تمباکو سے زیادہ اولاد میں یقینی طور پر منتقل ہوتا ہو۔ ایک طاقتور شخص تمام عمر تمباکو پیتا رہے اور اپنے دل میں سمجھتا رہے کہ ہمکو تمباکو کے استعمال سے کوئی مضرت نہیں پہونچی لیکن اس شخص کے بچے جنکو توانا اور تندرست ہونا چاہئے بجائے موروثی طاقت اور توانائی حاصل کرنے کے کمزور پیدا ہوتے ہونگے اور انکے نظام جسمانی کو ہمیشہ بیماری کا کھٹکا رہیگا اور بہت انکی قوت زائل ہو جائیگی۔ عادی اور کہنہ تمباکو نوش کی اولاد کبھی انکی طرح توانا نہ ہوگی اور یہ بھی ممکن نہیں کہ وہ ڈرپوک۔ کمزور اور مضمحل نہ ہو۔ ہم نے اس امر کی اس کثرت سے آزمائش کی ہے کہ ہم اسکی تائید کے لئے صدہا ہزارہا نظیریں پیش کر سکتے ہیں۔ ایک تجربہ کار انگریز طبیب ڈاکٹر ہیڈک صاحب تمباکو کے موروثی اثر پر اپنے تجربے کو مندرجہ ذیل عبارت میں تحریر فرماتے ہیں:-

"اگر ایک قوی الجثہ اور ہٹا کٹا شخص بھی بیحد دھوچوس بری اور خطرناک عادت میں پڑکر اپنی خاص تندرستی

گھٹ بیٹھتا اور اپنی دماغی اور جسمانی قابلیتوں کو نقصان پہونچاتا ہے تو وہاں تک غنیمت ہے لیکن یہ بات نہیں ہے۔ باپ کا گناہ اُسکے بچے کی گردن پر اس شدت اور کسی عادت بری کے اختیار کرنیوالے پر نہیں ہے۔ ضعف، اختناق الرحم جسکو بعض لوگ غلطی سے آسیب کا خلل کہتے ہیں، بدصورتی۔ بونا پن۔ دق اور عادی تمباکو نوشوں کے بچوں کی مصیبت ناک زندگی اور قبل از وقت موت وغیرہ اس کمزوری اور نقاہت کی پورے طور سے شاہد ہیں جو اس بُری عادت کے باعث باپ سے بچوں کو منتقل ہوتی ہے۔"

ان عوارض کے علاوہ جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے ہم اَور بہت سی بیماریاں بتا سکتے ہیں جو تمباکو کے استعمال سے صراحتہً یا کنایۃً لاحق ہوتی ہیں۔ لیکن جو امور ہم نے بیان کئے ہیں ان سے بخوبی منتج ہوتا ہے کہ تمباکو کا استعمال نہایت ہی خراب عادت ہے اور بیماری پیدا کرنیکا ایک یقینی ذریعہ لہذا نوجوان اور بچوں کو اس عادت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے اور جو لوگ اس بُری عادت میں مبتلا ہیں انکو اسکے چھوڑنے کی ترغیب دلانے میں ثواب ہے۔

حالانکہ جان اور تندرستی کے خطرے اس ناپاک پتے کے استعمال سے بڑھتے اور ظاہر ہوتے جاتے ہیں لیکن اسکے مریدوں کی تعداد برابر بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تمباکو کی عادت کو اخلاقی مرض سمجھنا اور ایسا سمجھکر ویسا ہی اُسکے ساتھ برتاؤ کرنا چاہئے۔ یہ وہ کیڑا ہے کہ انسان کو ذلیل وخوار کرنیکے لئے سوسائیٹی کو لگ گیا ہے۔ انسان کی عقل حقیقت میں کیسی اُلٹی ہے کہ وہ دیدہ دانستہ اپنے صانع کے نقش کو اسطرح بگاڑتا ہے کہ اسکی صنعت کی ہر علامت اس ٹھہری ہوئی نئی کے مارے مٹ جاتی ہے۔

کیونکر اصلاح ہو۔ تمباکو کا استعمال یک لخت موقوف کر دیجئے بہت کم شخص ہیں جنمیں انضباط نفس اور ارادہ کی پختگی ہو۔ بعض چیزوں کے ترک کرنے میں سخت نقصان متصور ہیں لیکن تمباکو وہ شے ہے کہ اگر اسکو یک لخت ترک کیا جائے تو سوا اسکے کہ تھوڑی سی بے چینی ہو کوئی برا نتیجہ لاحق نہیں ہوسکتا۔ چند روز کا صبر اچھا ثمرہ پیدا کریگا اور انسان کو اس مبتذل عادت کے

سنتم سے محفوظ رکھیگا۔

لنڈن کا برٹش میڈیکل جنرل رقمطراز ہے کہ "تمباکو نہ صرف جسمانی طور پر مضرت بخش ہے بلکہ طالبعلم کی دماغی ترقی بھی روکتا ہے۔ امریکہ کی تمام یونیورسٹیوں نے طلبائے کالج کو تمباکو کے استعمال سے باز رکھنے کی کوشش کی ہے۔ بوسٹن یونیورسٹی نے سرکلر جاری کیا ہے کہ جو طالب علم تمباکو کا پرہیز نہیں کر سکتے انکے نام کالجوں سے خارج کر دئے جائینگے۔ یہو یونیورسٹی اور چند دیگر دارالعلوموں نے بھی یہی قاعدہ جاری کر دیا ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں ایک سرکاری ڈاکٹر نے نہایت غور اور احتیاط کے ساتھ تحقیقات تیار کئے تو ۱۴۷ انڈر گریجوایٹ طلبا میں سے ۷۷ ایسے تھے جو تمباکو سے محترز تھے اور ۷۰ استعمال کرتے تھے۔ اول الذکر اپنے دوسرے ہم سبقوں پر چار سال کے اندر ہر ایک بات میں سبقت لیگئے تھے۔ ۱۰ فیصدی وزن میں اور ۲۴ فیصدی بلندی میں اور ۲۶ فیصدی سینے کی کشادگی میں ۸۰ فیصدی پھیپھڑوں کے نشوونما میں ترقی کر گئے تھے علاوہ ایک پروفیسر کالج نے لیاقت کی حیثیت سے اپنے شاگردوں کو چار درجوں میں تقسیم کیا۔ بعد میں تحقیقات کیگئی جو طلبا اول میں شامل کئے گئے تھے ان میں سے کوئی تمباکو استعمال کرنیوالا نہ تھا۔ اور جو سب سے پیچھے درجے میں شمار کئے گئے تھے وہ تقریباً سب ہی تمباکو پینے والے تھے۔ غرضکہ یہ امر بہمہ وجوہ پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے کہ **تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے** اور اس میں کسی تمباکو نوش کو بھی شبہ نہیں کہ تمباکو استعمال نہ کرنا تمباکو استعمال کرنے سے بہتر ہے۔ عام آدمی اکثر یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ بڑے بڑے عالی دماغ اور جادو رقم لکھنے والے جیسے مصنف صبح سے شام تک تمباکو سے ایک دم مفارقت نہیں کرتے۔ لیکن اگر تحقیقات کیجائے تو ثابت ہوجائیگا کہ اگر وہ اس سے محترز رہتے تو اور بھی عمدہ کام کر سکتے۔

ولایت میں چرٹ پینے کی کثرت کو دیکھکر ڈاکٹر ذکلو صاحب ایم۔ ڈی نے ۴۰ لڑکے نو سال کی عمر کے لیکر ۱۵ سال تک ایک جگہ جمع کئے اور انکی صحت جسمانی کی بہت احتیاط کی دس کے بعد غور کیا تو معلوم ہوا

کہ جُرٹ نے ان کو سخت نقصان پہونچایا ہے ۔ ۲۲ لڑکوں کے تو ہاضمے خراب ہوگئے تھے اور چھاتی پر ایک قسم کا دھڑکا پیدا ہوگیا تھا اور ان کی نیند بھی کم ہوگئی تھی ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا قول ہے کہ :۔

تمباکو کا استعمال صحت کے واسطے سخت مضر ہے ۔ وہ کفایت شعاری اور صفائی کا سخت دشمن ہے ۔ سانس کو ہمیشہ کے لئے کثیف کر دیتا ہے ہاضمے کو بگاڑتا ہے اور ذہن کو خراب کرتا ہے یہانتک کہ بعض اوقات عمر کو بھی کم کر دیتا ہے ۔

جو لوگ سگار پینے کے عاشق ہیں وہ اسکو غور سے پڑھیں ۔ امریکہ کے ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اسمیں پانچ چیزیں ایسی مخلوط ہوتی ہیں جو انسان کو ہلاک کر دیتی ہیں ۔ اول تمباکو کا تیل ۔ دوسرا اُس کاغذ کا عرق جو اُسکے اوپر لپیٹا ہوا ہوتا ہے تیسرا سنکھیا جو اس غرض سے ملایا جاتا ہے کہ دھواں سفید نکلے ۔ چوتھا شورہ جس سے یہ مدنظر ہوتا ہے کہ تمباکو گر نہ پڑے ۔ پانچویں افیون تاکہ پینے کے ساتھ ہی دماغ میں اثر پہونچ جائے ۔ کیا اب بھی اس بات میں شبہہ ہے کہ **تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے** ۔

تمباکو پر انگلینڈ کے مشہور ڈاکٹر سر بی ۔ ڈبلیو رچرڈ سن کی رائے بھی عالمانہ ہے وہ لکھتے ہیں

تمباکو کا استعمال صحت کیواسطے سخت مضر ہے

۱ ۔ یہ خون میں کثافت پیدا کرتا ہے ۔

۲ ۔ معدے کو کمزور بنا کر قوت ہاضمہ کو بگاڑ دیتا ہے ۔

۳ ۔ دل کی آرگن یعنے فتور پیدا کرتا ہے ۔

۴ ۔ حواس خمسہ کو آہستہ آہستہ ناکارہ کر دیتا ہے ۔

۵ ۔ دماغ میں بہت سے ردی مادے پیدا کر دیتا ہے جو مضر ہوتے ہیں ۔

۶ ۔ رگوں اور پٹھوں پر برا اثر کرتا ہے ۔

۷۔ حلق اور نتھنوں میں خشکی اور گرمی جمع کر دیتا ہے۔

۸۔ پھیپھڑوں میں ایسے اجزے پیدا کر دیتا ہے جنسے دائمی بلغم کا اندیشہ ہے۔

اپنے نوجوان دوستوں کے سامنے لائق ڈاکٹروں کے خیالات پیش کر کے میں باادب ملتمس ہوں کہ وہ سطور بالا پر کافی غور فرماویں۔ (رسالہ الرفیق جلد دوم نمبر اول۔ ماہ جنوری سنہ ۱۹ء)

ہم نے یہ بعض حوالے صرف اس غرض سے لکھے ہیں کہ لوگوں کو تمباکو نوشی کے دینی و دنیاوی نقصانات کا علم ہو اور اسکے ترک کرنیکی نہایت کوشش کریں ورنہ ہمکو تو حضرات صوفیہ صافیہ رح کی ممانعت کافی دلیل ہے۔ چونکہ ہمارے خاندان عالیہ نقشبندیہ میں اسکی سخت ممانعت ہے لہذا سب احباب اسکے ترک کرنے کی ضرور کوشش کریں۔

بعض اہل اللہ نے خواب کے ذریعہ معلوم کیا کہ حقہ و چرٹ پینے والے کو مجلس دربار نبوی میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوئی کیونکہ حضور علیہ السلام کو بدبو سے سخت نفرت و کراہت ہے یہی وجہ ہے کہ خلال کرنا سنت اور مسواک کرنا سنت موکدہ ہے۔ اور کچا پیاز و تھوم کھانے سے ممانعت کی گئی۔

ہم اس مضمون کو طول دیکر معرض بحث میں لانا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک قسم کا اتقا یا احتیاط ہے۔ اور یہ انہی کو منظور ہوتا ہے جنکو خوف خدا اور عشق و محبت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پاس ہو۔ اور جنکو رات دن میخواری و افیون خوری بمنزلہ غذا ہو انکے لئے یہ حروف شاید مفید پڑیں یا مضر۔ فقط۔ والسلام۔

تمت بالخیر

مؤلف ھذا فقیر محجوب السمٰں۔ المعروف عاجز خیر شاہ حنفی نقشبندی مجددی نوری امرتسری عفی عنہ

سفرِ محبوب

یعنی

ضمیمہ رسالہ ہذا

ناظرین اہل دین پر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قدرت حق جسطرح گوناگون تغیرات وحادثات میں لگی رہتی ہے اُسیطرح اُسکے اسباب وعلل بھی ساتھ ساتھ پیدا کرتی چلی جاتی ہے کیونکہ ضدّ وندّ وکفو وشرکت وہمسری ودیگر نقائص سے منزّہ ومبرّا ہونا صرف ذات واحد مطلق کا خاصہ ہے نہ دیگر کسی مخلوق کا بلکہ اُسکی مخلوق کے لئے یہ سب سامان ضروری اور لازمی ہے۔ اگر آدم علیہ السلام ہے تو اُسکا مدّمقابل ابلیس بھی ہے اگر ابراہیم علیہ السلام ہے تو سامنے نمرود بھی ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام ہے تو فرعون بھی ساتھ ہی ہے۔ اگر سید المرسلین رحمۃ للعالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو ابو جہل ابولھب بھی روبرو حاضر ہے علیٰ ہذا اسی سنت الٓہیہ کے مطابق اکثر اہل اللہ کے ساتھ ایسی کئی صورتیں درپیش آئیں اور آتی رہینگی۔ چنانچہ فی الحال اسی سنت اللہ کے موافق ایک واقعہ ملک کرناٹک علاقہ جنوبی ہند میں پیش آیا مختصر کیفیت اُسکی یوں ہے کہ ۱۳۲۵ھ میں **حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب** حنفی۔ نقشبندی قادری امرتسری پنجاب کیطرف سے دورہ کرتے ہوئے کوہ نیلگری علاقہ مدراس میں پہونچے وہاں مسجد جامع میں مدت دراز رہے اس عرصہ قیام میں آپکے وعظ وتوجہ سے لوگوں کے دلوں کو کشش الٓہیہ نے خوب کھینچا اور لوگ سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہونے لگے

یہ لطیفہ بھی قابل غور ہے کہ جو ایماندار طریقہ نقشبندیہ میں داخل ہونا [illegible] دیکھنے جسطرح کسی نو عیسائی کیطرف دیکھا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک نیک پاک روح نے یوں لکھدیا ہے۔

"پادری سے بچگئے اور ہوگئے اُنکا شکار — ہر طرح ہونیکو ہے ایمان رخصت آجکل"

ایک اور ملحد صاحب یوں فرماتے ہیں۔

"خدا محفوظ رکھے اسکی زد سے یہ وہ گولہ ہے — نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو"

جس دن کوئی خوش نصیب طریقۂ نقشبندیہ میں داخل ہو جاتا تو فوراً ایک غوغا مچ جاتا مگر خدا نے
حسب وعدہ خود وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ بوستان صدیقیت کا شجرِ طیبہ نہایت مضبوطی
و ثبات سے لگانا تھا سو لگا دیا اور دشمن صدیق اکبر روتے ہی رہ گئے۔ نتیجہ اسکا یہ نکلا کہ لوگ
نمازیں پڑھنے لگے ذکر و فکر و مراقبہ سے مسجدیں آباد ہو گئیں بعض نیک کردار تہجد گذار بھی بن گئے ختمات
قرآن اور مجلس میلاد شریف اور محفل گیارھویں شریف ہونے لگیں اور لوگ افعال قبیحہ سے تائب ہو گئے
شراب فروش بادہ نوش پیر پرولنے لگے اور بھنگ و افیون خوار چڑنے لگے اور ایماندار لوگ ہندوؤں کو
چھوڑ کر مسلمانوں کی دوکانوں سے سودا خریدنے شروع ہو گئے اور ہر طرح کی اصلاح جب ہونے لگی اور
دینداری کا دور دورہ زور پکڑ گیا تو وہی سنت الٰہیہ کا وقت آ گیا۔ یعنی بعض دین کے دشمنوں نے کسی پیرزادہ
حیدر شاہ سیاہ صاحب کو حضرت مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے مد مقابل کھڑا کیا۔ یہ پیر حیدر شاہ خود تو
بے علم ہے مگر فتنہ پردازی اور مفسدہ انگیزی میں ایسا بے نظیر ہے کہ کوئی مزید صوفی بھی اسکے برابر نہ ہوگا انہوں نے اسکو
اسلئے مدمقابل کیا کہ یہ اپنے باپ دادا کے مریدوں سے ہزارہا روپیہ لوٹ کر عیش و عشرت کرتا تھا انکی خوشامد
یا آئندہ برسی صدقات وصول کرنیکے واسطے اپنی کم فہمی سے مخالفت پر کمربستہ تیار ہو جاتا ہے اختلاف تو
کچھ نہ تھا۔ پیر حیدر شاہ صاحب اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب دونوں حنفی دونوں مقلد دونوں صوفی دونوں
پیر دونوں سنی العقیدہ مگر یاروں نے بات کا بتنگڑ بنا دیا بلکہ اس جگہ پر وہ مثل صادق آتی ہے جو مشہور ہے کہ
جب منصور عباسی بادشاہ نے لاکھہا سادات کو قتل کیا تو ایک دن اتفاقاً اسکے ہاتھ سے ایک مچھر یا پسو مر گیا تو
علمائے سے فتوی طلب کیا اور حضرت سعید ابن المسیب کے پاس بھی گیا اور عرض کی کہ آج مجھ سے سخت ظلم صادر ہوا ہے
اگر آپ لِلّٰه کوئی معافی کی تدبیر فرما دیں تو ممنون احسان ہونگا۔ آپنے فرمایا وہ کونسا ایسا سخت گناہ ہے کہ جس سے تیرے جیسے

سنگدل کو بھی رقت ہوتی۔ اس نے کہا کہ مجھسے اتفاقاً ایک مچھر مر گیا اسکی کچھ تعزیر یا فدیہ ہے۔ آپنے منسکر فرمایا کہ ارے ظالم! اتنا سادات قتل کرنیسے تیرے دل کو کچھ بھی صدمہ نہ ہوا اور ایک مچھر کا مرنا تجھے ناگوار گذرا۔ افسوس وہی حال ہے بعض لوگوں کے پیروں کا چنانچہ آئندہ واضح ہوگا۔ غرضکہ مریدوں کے اغواء اور اپنی عیش و عشرت کے قائم رکھنے کیلئے پیر حیدر شاہ صاحب نے اسقدر مخالفت پر کمر باندھی کہ اگر پیر خیر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ خدا ایک ہی ہے تو حیدر شاہ صاحب اسکی ضرور نفی کرینگے یہ مخالفت اس حد تک ترقی کر گئی کہ جنوبی ہند میں دو جماعتیں (ایک بڑا گروہ تو سنی العقیدہ مولوی خیر شاہ کا طرفدار ہو گیا اور چند اشخاص بازاری لوگ پیر حیدر شاہ کا حامی بن گیا) تیار ہو گئیں جب پیر حیدر شاہ صاحب نے دیکھا کہ اسطرح تو دال نہ گلی تو لوگوں سے مضامین لکھوا کر رسالے چھپوانے شروع کیے جنکا اصلی مضمون تو یہ ہے کہ نقشبندیوں کو دل کھول کر گالیاں دی جائیں ورنہ ہی تو نہیں۔ ایک تازہ رحمت حق کا ظہور ہوا وہ یہ کہ قدرت الٰہی نے اہل ایمان کے دلوں میں ایک ولی اللہ مرد خدا الموثر سادات حق نادی وقت کی محبت ڈالدی۔ وہ کون یعنے برگزیدہ بارگاہ حقائق آگاہ رہبر حق جناب حافظ حاجی صوفی حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری محدث علیپوری مدظلہ۔ اس واقعہ کا تذکرہ اخبار وکیل جلد ۱۳ نمبر ۴۲ صفحہ ۷ اور اخبار وطن جلد ۱۹ نمبر ۳۸ صفحہ ۱۴ اور اخبار اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۴۲ اور جلد ۲ نمبر ۳۴ صفحہ ۵ اور رسالہ انوار الصوفیہ جلد ۴ نمبر ۱ و ۲ اور پیسہ اخبار اور الحدید وغیرہ میں ہوتا رہا۔ غرض اہل ایمان نے حضرت قبلہ ممدوح کو مورخہ ۱۲ مئی بذریعہ تار بار بار مدعو کیا آپنے نہایت ہی اظہار لطف فرما کر دعوت قبول فرمائی اور علیپور شریف سے ۱۵ مئی مذکور کو روانہ ہو کر راستہ میں لاہور و قصور و دہلی و بھوپال و بمبئی و پونا وغیرہ مقامات سے سیر کرتے کرتے ۲۰ جون سنہ ۱۹۰۶ء کو بنگلوری ہوئے۔ وہاں کے اہل ایمان نے نہایت ہی استقبال و احترام سے آپکی [illegible] اور کئی اسٹیشنوں تک استقبال کو حاضر ہوئے اگرچہ آپکی تشریف آوری سے پہلے اکثر ایماندار آپکے خادم ولی ہو چکے تھے مگر اور چند احباب مثلاً خان بہادر سیٹھ عبد الرحمن صاحب رئیس اعظم اور سیٹھ صدیق صاحب رئیس

اور سیٹھ محمد قاسم بن خان بہادر سیٹھ عبدالرحمن صاحب اور سیٹھ عبدالستار صاحب کلاتھ مرچنٹ اور دیگر کئی حضرات طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے حضرت قبلہ شاہ صاحب وہاں پر دو ماہ تک مقیم رہے اور آپ کے ساتھ حضرت مولانا مولوی حافظ ظفر علی صاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور بھی تھے جنہوں نے بذریعہ وعظ وہدایات نیلگڑی کے اہل اسلام کی بہت خدمت کی چونکہ سیٹھ عبدالستار صاحب مذکور کا بار بار تقاضا تھا کہ کنور تشریف لیچلیں تو جناب شاہ صاحب قبلہ نیلگڑی سے روانہ ہو کر راستہ میں بنگلہ سیٹھ ستار صاحب میں تین روز مقیم رہے اسوقت تک پیر حیدر شاہ صاحب عرصہ چھ ماہ سے وہاں پر ہی اپنے باپ دادا کے مریدوں کے ہاں ہر طرح سے عیش و آرام میں مست تھے مگر اسقدر مرعوب و دہشت زدہ تھے کہ دہلیز سے باہر تک نہ نکلے۔ نہ مباحثہ کا شوق نہ گفتگو کا خیال نہ مناظرہ کی دعوت بلکہ گویا زندہ ہی نہ تھے۔ کیونکہ وہاں پر کوئی سادہ لوح سادہ مزاج سادہ عقل نہ تھا۔ جب حضرت قبلہ کنور سے روانہ ہوئے تو آپنے مدراس اور حیدر آباد کا ارادہ پختہ کر لیا تھا کیونکہ وہاں سے دعوت مع کرایہ وغیرہ آچکی تھی۔ آپنے بطور آرام ایک دن کے واسطے بنگلور بر دوکان خواجہ غلام نبی صدرالدین صاحبان شال مرچنٹ قیام فرمایا۔ صبح کو آپکا ارادہ تھا کہ روانہ ہوں تو خدا نے مسلمانان میسور کے دلوں میں حضرت شاہ صاحب کی محبت ایسی ڈالدی کہ یکایک سیٹھ فقیر محمد صالح محمد وغیرہ احباب نے تار دیکر حضرت قبلہ شاہ صاحب کو صرف ایک دو روز کے وعدہ پر مدعو کیا اور بذریعہ تحریر عرض کی کہ میسور کے بہت ایماندار آپکے دیدار کے مشتاق ہیں حضرت شاہ صاحب نے درخواست منظور فرما کر حکم دیا کہ اسباب سب باندھ کر تیار رکھو کہ پرسوں صبح میسور سے آتے ہی حیدر آباد روانہ ہو جاینگے۔ جب میسور پہنچے تو وہاں کے معززین نے ہاتھ پاؤں جوڑ کر عرض کی کہ للہ فی اللہ آپ چند روز اسجگہ قیام فرما دیں تاکہ ہزارہا لوگ جو مدت سے منتظر دیدار ہیں محروم نہ رہیں۔ یہ خبر جب حیدر شاہ کے کان تک پہونچی تو اسکے پیٹ میں سخت قراقراہٹ اور پیچش شروع ہوئی نہایت اضطراری و بیقراری کی حالت میں چند چھوکروں کو جمع کرکے اشتہار بنام "اعلان ضروری" ۳۰ اگست سنہ ۱۹۰[illegible]ء کو نکالا حضرت قبلہ نے قَالُوا سَلَامًا پر عمل کرکے جواب دیا۔

پھر دو روز کے بعد ایک پرچہ بعنوان "جماعت علینشاہ کی آؤبھگت بیسودریں" ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کو نکالا۔ پھر چند روز کے بعد ایک پرچہ بنام "جماعت علینشاہ اور اُسکے خلیفہ خیر شاہ کی جہالت" شایع ہوا۔ پھر چند روز کے بعد ایک اور پرچہ "تعزیز المفترین" کی سرخی سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۶ء کو تقسیم ہوا۔ ان پرچوں میں ایک سنت انبیاً بھی پوری ہوئی۔ وہ یوں ہے کہ حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر گئے تو باوجود ہارون علیہ السلام کی موجودگی کے چند لوگ مرتد ہو گئے تھے اُسیطرح ایک دو فرزند حیدر شاہ کے ساتھ ملکر نقشبندیوں کو خوب گالیاں دینے لگے۔ اگرچہ حیدر شاہ نے کئی رسالوں میں بیشمار گالیاں دیں۔ مگر ہم صرف اُنکے ایک ہی رسالہ بنام "چار مسئلوں کی تحقیق" سے چند عام فہم گالیاں نقل کرکے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ ثابت ہو کہ صرف حیدر شاہی قطعاً گالیوں میں ہوشیار نہیں بلکہ پیر حیدر شاہ بھی اُن سے نمبر اول ہے یا تو گالیاں ایران کے شیعہ کے پاس ہیں یا حیدر کے دل میں۔ وہ چند گالیاں یہ ہیں۔ کافر۔ اکفر۔ خبیث۔ اخبث۔ پلید۔ جادوگر۔ مسمریزم کنندہ۔ بدعقیدہ۔ بے ادب۔ گستاخ۔ منافق۔ ملحد۔ زندیق۔ معلم ملکوت۔ رافضی۔ نقبہ باز۔ دنیا پرست۔ ابلیس۔ خبیث النفس۔ بدباطن۔ جاہل۔ اجہل۔ فریبی۔ مکار۔ غدار۔ رہزن۔ مردود۔ وغیرہ وغیرہ۔ حیدر شاہ کے حنفی ہونیکی یہ بڑی علامت ہے۔ پھر حیا لا کی یہ کہ بقول "چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد" یہی حیدر شاہ اپنے ایک خط مورخہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت محدث علیپوری مدظلہ کیطرف لکھتا ہے کہ آپکے معتقدوں نے گالی گلوچ کیا۔ واہ حضرت آپکے اس سچ پر لاکھوں جھوٹ قربان۔ حالانکہ کسی عبدالمجید صاحب نامی ثالث نے ایک پرچہ جسکی سرخی یہ ہے "اشتہار صلح الآثار" مطبوعہ مدراس میں نہایت عمدگی سے ثابت کیا ہے کہ ابتداءً گالی گلوچ اور ہر قسم کی بدزبانی اور بداخلاقی کی پیر حیدر شاہ صاحب کی طرف سے ہی درست ہے۔ کیونکہ سلسلہ تحریرات کا ابتدائی نمبر حیدر شاہ کیطرف سے ایک رسالہ بنام "صمصام قادریہ علی ھامۃ الزنادقیۃ" نکلا تھا جسپر قاضی عبدالغفار صاحب بنگلوری کی بڑے زور شور سے تحفظ تقریظ ہے اُس رسالہ میں فرقہ نقشبندیہ وغیرہ کو بلکہ سوائے قادریہ کے اور سب کو زندیق بنایا ہے اور فرقہ نقشبندیہ کی

سخت توہین و تحقیر کی ہے چنانچہ اُسکے مطالعہ سے عقلمندوں کو پتہ لگ جائیگا۔ پھر دوسرا نمبر ایک سادہ لوح حقہ بردار چھبو کرے کے نام سے "اشتہار اعلان ضروری" نکالا۔ اب اہل عقل خوب قیاس کر سکتا ہے کہ جسکی تحریر میں اسقدر سلسلہ وار قافیہ وار گالیاں ہوں تو اُسکی تقریر میں کسقدر غلاظت ہوگی۔ اور یہ باعث تعجب بھی نہیں کیونکہ جو کچھ وراثت و عنایت اُسکو اپنے بڑے سے ملی وہی اُسکے سینہ و قلب میں ہوگی۔ اور وہی اُسکے اعمال و اقوال سے ٹپکتی رہیگی اور وہی طالبوں اور مطلوبوں کو تقسیم کریگا۔ یہ اُسکے بچپن کی ابتدائی عادت ہے نئی نہیں۔ غرض اس روش سے حیدر شاہ اور اُسکی پارٹی کی یہ تھی کہ اس علاقہ جنوبی ہند میں طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ جاری و ساری نہ ہو اور یہ پنجاب سے تین ہزار کوس کا فاصلہ طے کر کے یہاں آئے ہیں گالیوں سے ڈر کر بھاگ جائینگے۔ مگر اُن کو کہاں معلوم تھا ؎

همه شیرانِ جهان بستهٔ ایں سلسله اند آں سگے کیست که بگسلد ایں سلسله را

اُن کو خبر ہی نہ تھی کہ یہ آسمانی مشعل تو فوتسین سے روغن لیکر روشن ہے۔ اس کو کوئی خبیث بجھا نہیں سکتا ؎

چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغے را کہ ایزد بر فروزد ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

آخر الامر جب حیدر شاہ کی تعلیم یافتہ پارٹی نے سخت بدزبانی بذریعہ اشتہارات شروع کی تو اہل ایمان میسور نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا حضرت قبلہ شاہ صاحب علیپوری ہمکو بھی اجازت ہو تو اشتہارات کا جواب دیا جائے۔ آپنے فرمایا ایسے لوگوں کا جواب دینا شرعاً مصلحت نہیں بار بار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ۔ کیونکہ اگر مشتہر یا مخاطب کوئی شریف و فہیم ہوتا تو ایسا اشتہار کاہے کو دیتا۔ ہم خود موجود تھے نیت نیک ہوتی تو خود ہم سے ملیگڑھی و کنور و بنگلور تھے وہاں کسیکو جرأت نہ ہوئی اب یہ محض فتنہ اندازی و مفسدہ پردازی ہے اسکے کچھ نہیں۔ مگر سیٹھ جماعت اور دکھنی اور بہت جان

وغیرہ نے عرض کی کہ خواہ مشتہر رذیل ہو یا شریف ہم ضرور جواب دینگے۔ حضرت قبلہ خاموش ہوگئے۔ اب اہل ایمان میسور نے بھی ترکی بترکی جوابات دینے شروع کئے ادہر حضرت قبلہ شاہ صاحب کی توجہ و تصرف نے وہ رنگ الٰہی دکھایا کہ سبحان اللہ۔ ہر روز سینکڑوں علما و سادات۔ عہدہ دار۔ رسالدار۔ تاجر ملازم امرا پیشہ ور۔ فوجی لوگ مع مستورات طریقہ مقدسہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوئے ماسوائے اسکے گردنواح دیہات مثلاً چندپٹن۔ منڈہ۔ مدہور۔ ہیرُوڑ۔ نجن گڈہ۔ گگے سری۔ نوی پیٹ۔ پھکینتوں۔ صالح گرام۔ گنجام۔ سرینگ پٹن وغیرہ کے لوگوں کا اندازہ الگ ہے۔ حضرت قبلہ وہاں پر پانچ ماہ سے زائد مقیم رہے اس عرصہ میں آپنے تمام اسلامی اسکولوں کا معاینہ کیا۔ اور دیگر شاہی محلات اور پرانا شاہی اسلحہ خانہ اور مہارانی کا سکول اور بہت عجائبات ملاحظہ کئے۔ جب شتہارات کی بے تمیزی اس حدتک بڑہی کہ حیدر شاہ کی گالیوں کا شافی جواب دیا گیا تو ایک پرچہ مطبوعہ مطبع صفدری ۱۶ ستمبر بعنوان "جواب استفسار" نکلا جسمیں اہل ایمان میسور نے لکھا کہ اگر کسی نے کچھ پوچھنا ہو تو بالمشافہ آؤ اور پوچھو۔ پھر مسلمانان میسور کیطرف سے ایک پرچہ بنام "نیاز نامہ" شایع ہوا جسمیں پیر حیدر شاہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ۲ ستمبر کو میسور آیئے اور حضرت شاہ صاحب علیپوری اور مولوی پیر خیر شاہ صاحب کے روبرو آکر وہی باتیں کریں جو دور بیٹھکر کاغذوں میں لکھتے ہیں۔ اسکا جواب ایک چھوکرے نے یوں دیا کہ اگر تم میسوری مسلمان حیدر شاہ کو بلانا چاہتے ہو تو حیدر شاہ کے خرچی کا ذمہ لے لو۔ دیکھو پرچہ ۱۷ ستمبر سنہ ۱۹۰۷ء بعنوان "جماعت علیشاہ کی آؤبھگت میسور میں"۔ اسکے جواب میں کسی صاحب نے لشکر بنگلور سے یوں جواب دیا کہ لکھو حیدر شاہ کی خرچی کیا ہے ہم دینے کو تیار ہیں۔ دیکھو پرچہ "اظہار حق" مطبوعہ مطبع [illegible] غرض کہ جب میسوری بہادروں نے حیدر شاہ کی خاطر خواہ دعوت کی اور عزت افزائی کی تو نواب پیرزادہ حیدر شاہ کو بھی عقل آئی اور کچھ عرصہ تک پرچے بند کئے اور میسوری مسلمان خصوصاً سیٹھ صاحبان حیدر شاہ سے سخت متنفر ہوئے۔ چونکہ حیدر شاہ کا یہ منتر بھی نہ چلا تو اب اس نے اور رنگ بدلا۔ وہ یہ کہ مسلمانان میسور کو

لگے بد دعائیں دینے۔ میسوری ہی حضرت وہ یہ سمجھے کہ ان گیدڑ بھبکیوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ بد دعا لگے تو کسی متقی پرہیزگار کی نہ کہ حیدر شاہ کی جسکو میسور و بنگلور کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ جب یہ تیر بھی خالی گیا تو اب کل مخالفین کی چند پارٹیاں بنگئیں اور سبنے الگ الگ کام بانٹ لئے۔ ایک پارٹی نے جھوٹ بنانا۔ بہتان باندھنا۔ گالیاں دینا غیبیں چلانا ذمہ لیا۔ ایک پارٹی نے یہ کام لیا کہ نقشبندیوں کو بنگلو خصوصًا چھاونی میں آنے نہیں دینا۔ انکا سرغنہ ایک پیرزادہ سیاہ پوش تھا۔ ایک پارٹی نے حکام تک جھوٹی خبریں پہونچانا اور حکام کو بدظن کرنا ذمہ لیا۔ انکا سرپرست ایک سبزہ پوش تھا۔ ایک پارٹی نے دل سے نئے نئے مسئلے تجویز کرکے پوچھنا شروع کیا جنکے جوابات حضرت نقشبندیوں نے وعظوں میں مفصل بیان کر دیئے۔ خصوصًا ہمارے دوست بلبل ہزار داستان طوطی شیریں بیان حافظ مولوی ظفر علیصاحب پسروری کے وعظوں اور لکچروں اور تقریروں نے وہ ہلچل مچادی کہ مخالفین کی زبانیں گنگ اور قلمیں شکست ہوگئیں۔ ایک پارٹی صرف دہمکیاں دینے اور ڈرانے پر مقرر ہوئی تہی۔ انکا یہ کام تہا کہ لوگوں کے گھر جاکر یا بلاکر کہنے کہ اگر علماء پنجاب یہاں بنگلور آگئے تو دیکھو کیا ہوگا۔ وہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ غرض اس سے یہ تہی کہ مسافر ڈرکر بہاگ جائینگے۔ انکو یہ خبر نہ تہی کہ یہ ترکی بہادر تو ورس منحوس کو ہ لحظہ میں ہزیمت دیدینگے اور بیچارے کیا چیز ہیں۔ آخرالامر بعد پانچ ماہ کے حضرت قبلہ شاہصاحب علیپوری نے ارادہ روانگی کا ظاہر فرمایا جبپر اہل ایمان میسور نے ۲۰ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ایک رخصتی جلسہ عام بمقام ٹوَن ہال میسور مقرر کیا۔ چنانچہ بذریعہ اعلان سب کو اطلاع دیگئی ہزارہا لوگ جمع ہوئے۔ ۲۰ صدر کو بعد مغرب ایڈریس پڑہا گیا۔ اور صبح کو باشان و شوکت روانہ ہوئے اور ساتھ ہزارہا لوگ وداع کرنیکو ہمرکاب چلے۔ اور وہاں پر جناب نواب میر صاحب نظام الدین علیخانصاحب رئیس اعظم میسور نے ایک گاڑی سیلون (جو خاص راجہ یا لاٹ کیواسطے مقرر ہے) اپنی طرف سے تجویز کرکے حضرت شاہصاحب کو مع خلفاء کرام کے سوار کیا۔ راستہ میں جسقدر اسٹیشن آتے گئے تو ہر اک جگہ احبابنے استقبال کیا چنانچہ اُسکی مختصر کیفیت رسالہ

انوار الصوفیہ لاہور جلد ۴ نمبر ۱ و ۲ صفحہ ۹ وغیرہ - اور اخبار اہل فقہ امرتسر جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۵ میں مندرج ہے - غرضکہ حضرت قبلہ شاہصاحب ۲۹ دسمبر ۱۹۰۷ء کی عصر کے وقت اسٹیشن سٹی بنگلور پہونچے جہاں بہ کثرت سے اہل ایمان بغرض استقبال حاضر تھے حضرت قبلہ کو نہایت عزت و احترام سے میاں غلام دستگیر صاحب رسالدار کے بنگلہ متصل پرانی سوارلین میں مقیم کیا - یہ رسالدار نہایت مخلص اور محب صادق خدمتگار ہے قریبًا ایک ماہ وہاں پر آپنے قیام فرمایا - حضرت شاہصاحب کی توجہ و تصرف نے وہ کام کیا کہ چھ چھ کوس بارہ بارہ کوس سے خلقت آتی اور بیعت کر کے چلی جاتی - اور سٹی بنگلور کے بہت لوگ آ کر داخل ہوئے - آخر الامر شہر بنگلور کے اہل سلام نے استدعا کی کہ ہم کاروباری اور تاجر و دوکاندار ہیں سوارلین تک آنے جانے بہت ہرج ہوتا ہے علاوہ ازیں تنی مسافت پر بوڑھے بچے اور مستورات کا آنا جانا نہایت ہی دشوار ہے لہذا حضرت قبلہ اگر شہر میں تشریف لیچلیں تو زہے قسمت ہماری - آپنے بنظر ترحم و تلطف سٹی جانیکا وعدہ فرمالیا - آپنے ایک ماہ کے بعد بنگلہ رسالدار صاحب سے تشریف لیجا کر سٹی محلہ نعلبند واڑی حویلی صوبیدار سید محمد صاحب میں قیام فرمایا - وہاں پر ایک عباس خانصاحب ٹمبر مرچنٹ ہیں جو نہایت ہی لائق وفادار جان نثار رفیق دوست ہیں اور حکیم عبدالستار صاحب اور قاضی عبدالباسط صاحب بڑے خلیق الطبع سلیم اللسان ہیں ان احبابنے بہت خلوص مندی سے خدمت کی اُسی محلہ کی مسجد میں وعظ بھی روزانہ ہوتا تھا اور حضرت قبلہ وہاں ہی جمعہ پڑھاتے رہے اور بعد مغرب حویلی مذکور میں حلقہ ذکر و مراقبہ و وعظ نہایت زور و شور سے ہوتا رہا خلقت بیشمار سلسلہ مقدسہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے - مسجد مذکور الصدر مخالفین کی کمیٹیوں کی ایک برانچ تھی اور عرصہ تیس ۳۰ برس [illegible] مخالفین کا تعلق و تصرف تھا - ہمارے قبلہ کے خلاف وہاں کئی تجویزیں [illegible] سے کہا گیا تھا کہ خبردار ! نقشبندی علما اور سادات اس مسجد میں نہ آویں نہ وعظ کریں نہ کچھ دخل دیں ایسا نہو کہ مسجد ناپاک ہوجائے اور تم لوگ کافر ہوجاؤ - اُس مسجد میں ایک بزرگ سعید پاشا صاحب قادری سید ہے منادی

تھے اُنکو حاسدین نے نہایت ہی ورغلایا تھا بلکہ وہ اپنی بندگی سادہ پن کیوجہ سے مخالفین کے دام تزویر میں کچھ پھنس گئے تھے مگر جب حضرت شاہ صاحب کی نورانی صورت پر نظر پڑی تو فوراً دل سے معتقد ووفا شعار بنگئے اور مخالفین کی بیہودہ گوئیوں سے سخت ناراض ہو گئے اور اُنکے حسد و ضد پر افسوس ظاہر کیا اور پاشا صاحب موصوف نے حضرت قبلہ کو دعوت پُر تکلف دی اور آثار شریف کی زیارت بھی آپکو کرائی۔ اور جب تک حضرت وہاں رہے وہ بزرگ ہمیشہ آتے رہے جس سے مخالفین کی کمریں ٹوٹ گئیں ادہر چیلے حواس باختہ ہو گئے اور یہ سمجھے کہ یہ شیر ببر (شاہ صاحب) صدر چھاونی میں بھی دورہ اور قبضہ کریگا اب سبز پوش تو گھر گھر پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ خبردار ! دیکھنا کہ یہ نقشبندی جماعت کہیں صدر چھاونی میں نہ آجائیں نہ اُنکو مسجدوں میں آنے دینا نہ اُنکا کہیں وعظ ہو۔ ادہر حکام تک جھوٹی خبریں پہونچائیں بعض لوگ صرف لوگوں کو بہکانے پر مقرر تھے بعض لوگ پانچ پانچسو روپیہ شرط باندھتے تھے کہ نقشبندی صدر لشکر میں آ ہی نہیں سکتے۔ ادہر کالا پیر حیدر شاہ منتر پڑھکر حصار باندھتا اور قصیدہ غوثیہ پڑھکر سینہ پر دم کرتا اور کئی چلے وظیفے کرتا تاکہ نقشبندی جماعت کہیں صدر لشکر میں نہ آجائے۔ مگر اُس دشمن عقل اور کور باطن کو یہ خیال نہ آیا کہ اِن چیزوں کی تاثیر تو وہ پاتا ہے کہ جس نے صدق مقال و اکل حلال اور نیت صاف سے عمر گذاری ہو۔ پھر جس نے تمام عمر کبھی نہ سچ بولا نہ حلال کھایا نہ نیت صاف رکھی اُسکو ایسے عملیات سے خاک فائدہ ہوگا اور بفرض محال اگر کچھ فائدہ ہوا بھی تو آفتاب کے مقابل کیا ہوگا۔ کانٹا لیکر شیر کو ڈرانا سوزن لیکر جنگ کرنا کس قدر حماقت ہے اور بعض بدقسمت تو راتدن بھی دعا مانگتے رہے۔ ؎

خدا محفوظ رکھے اسکی زد سے یہ وہ گولہ ہے — نہ پیادہ ہی کو چھوڑا اور نہ راکب کو نہ مرکب کو

مگر اُنکی دعائیں بحکم وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ سب کی سب رائگاں گئیں اور یہ خدا کی [illegible] اور اسلامی ڈائنامیٹ کا گولہ مخالفین کے سر پر پھٹ ہی گیا اور مخالفین کی صورتیں بھی مانند لباس کے سیاہ ہو گئیں اور جگر تھام کر دل پر ہاتھ رکھکر یوں کہتے رہگئے۔ ع۔ "اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"۔

غرضکہ حضرت شاہ صاحب مع ہر دو خلفا کرام لشکر بنگلور میں رونق افروز ہوگئے چونکہ یہاں پر خلقت مدت سے منتظر و مشتاق دیدار تھی اسلئے آتے ہی لوگ سلسلہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے شروع ہوگئے۔ اگرچہ مولوی حافظ ظفر علیصاحب پسروری کے لکچروں نے لوگوں کے خیالات کی بہت ہی اصلاح کرلی تھی اور لوگوں کے دلوں سے شکوک واوہام کافور ہوچکے تھے مگر دوبارہ فتنہ مکرر سمجھکر حضرت شاہصاحب قبلہ کا وعظ لال مسجد میں دس پندرہ روز متواتر ہوتا رہا پھر مسجد قصابان میں (جو قاضی بنگلوری کے ماتحت کارروائی کیا کرتے تھے۔) روزانہ ۱۱ دن تک وعظ ہوتا رہا۔ لوگوں نے جب دیکھا کہ آجتک ایسا متشرع متقی متبع سنت پابند عقاید حقہ حنفیہ پیر خالص مخلص خیرخواہ اس علاقہ میں نہ آیا نہ دیکھا گیا تو انکی آنکھیں کھلیں اور اصلی اور جعلی پیروں صوفیوں میں تمیز کرنے لگے کیونکہ اس سے پہلے جسقدر پیر یہاں آچکے تھے وہ اکثر حیدر شاہ کیطرح تھے اور انہی پیروں کو دیکھکر لوگ بدعقیدہ اور وہابی بنگئے تھے کیونکہ جب اُنمیں کوئی علامت تصوف یا پیری کی نہ تھی تو لوگوں نے سمجھا کہ یہ مکار صوفی اور نقلی پیر ہیں اور وہ وہابی بنگئے۔ مگر چونکہ خدا نے اُنکی اصلاح ایک دیندار رہبر صادق کے ذریعہ کرنی تھی اسلئے تمام عقلمندوں پر یہ راز کھل گیا کہ رسولی طریقہ کیا ہے اور حیدر شاہی طریقہ کیا ہے۔ اور رسولی طریقہ چھوڑکر حیدر شاہی طریقہ اختیار کرنا کس عقلمند دیندار کا کام ہے بعض احباب سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم حیدر شاہ کے مرید تو نہیں بنتے اور صرف منہ سے قبلہ قبلہ کہتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ مرید تو اسلئے نہیں ہوتے کہ اسکے حالات سے سب بسوری بنگلوری واقف ہیں اور اسمیں پیری کی کوئی صفت بھی نہیں۔ اور قبلہ قبلہ کہتے ہیں کہ اسکے باپ دادا کا ادب ہمکو ملحوظ خاطر ہے۔ فی الواقع سب کا یہی خیال ہے۔

اہل ایمان طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مشرف ہوگئے تو وہابی مذہب جلانے پر مقرر تھی ٹھنڈی ہوگئی۔ بلکہ اُن میں سے کئی لوگ داخل طریقہ نقشبندیہ میں ہوئے اور یہی لوگ اور لوگوں سے کہتے تھے کہ پیر حیدر شاہ اور قاضی بنگلوری کی ایک بات بھی سچی نہ نکلی اور انکا سارا بیان تحریری تقریری بالکل غلط

اور جھوٹ ہی نکلا۔ افسوس صد افسوس۔ نہ پولیس نہ حکام کا دخل نہ کسی شریر کی شرارت چلی اسجگہ پر یہ
بات بھی قابل ذکر ہے کہ خان بہادر عبدالرحمن صاحب مجسٹریٹ درجہ سیکنڈ لشکر بنگلور کے احسانات کا
بھی شکریہ واجبات سے ہے جنکی توجہ سے پنجاب کے علماء کو کسی قسم کی ایذا نہ ملی الحمد للہ علے احسانہ السنیۃ
مخمصہ کیحالت میں حیدر شاہ نے ایک اور حرکت مذبوحی کی وہ یہ کہ ایک دو خط بذریعہ رجسٹری بنام حضرت
قبلہ مومنین وکعبہ اہل دین حضرت شاہصاحب علیپوری اور بنام مجاہد اسلام مولوی پیر جماعت شاہ صاحب
امرتسری روانہ کئے جنمیں حیدر شاہ صاحب نے کچھ مناظرہ کا اشتیاق ظاہر کیا۔ اگرچہ اہل ایمان کو حیدر شاہ کا
مبلغ علم تو معلوم تھا سمجھے کہ "کیا پدّی اور کیا پدّی کا شوربا"۔ یہ بیچارہ قابل مباحثہ کہاں مگر تاہم جامع
علوم مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب پسروری نے وعظ میں علی الاعلان کہدیا کہ کاغذی جہاز دوڑانا
اور اشتہاری گھوڑوں سے کچھ فائدہ نہیں نہ ہمکو پسند ہے۔ ہاں جس نے جو پوچھنا ہو آوے اور برسر
عام مجمع اہل اسلام میں پوچھے۔ سائل کا کام ہے دروازہ پر آکر خیرات مانگنا نہ یہ کہ گھر میں حکومت سے کہے کہ گھر
صدقہ خیرات بھیجو! اگر مناظرہ منظور ہے تو علمی امتحان دیدو یا سند پیش کرو۔ ورنہ جاہلوں اور ضدیوں سے
مناظرہ حرام ہے۔ چنانچہ یہ مختصر کیفیت اخبار برق سخن لشکر بنگلور جلد تین نمبر اول۔ ۱۵ مارچ صفحہ ۷ میں
مندرج ہے۔ غرض حضرت قبلہ مدظلہ اور مولویصاحب مذکور الصدر نے چند روز آیۂ وَاَعْرِضْ عَنْهُمْ
پر عمل کیا اور چپ رہے۔ پھر چند روز کے بعد جناب نواب غلام محمد خانصاحب کولار اور ڈپٹی عزیز الدین
صاحب کولار اور میر حمزہ حسین صاحب جج کولار نے حضرت شاہصاحب قبلہ مدظلہ کو مدعو کیا بلکہ جج صاحب
حضرت کے ساتھ ساتھ رہے۔ جناب حضرت شاہصاحب قبلہ کولار پہونچے تو وہاں ڈپٹی صاحب مذکور الصدر
کے مکان پر مقیم رہے اور ڈپٹی صاحب نے بہت ہی خدمت کی حالانکہ حضرت قبلہ کے ساتھ کئی سوداگر پنجاب سے
تشریف لائے تھے مگر ڈپٹی صاحب نے نہایت فراخدلی سے کام لیا۔ حضرت وہاں تین روز مقیم رہے اور ہر روز
حلقہ ذکر و مراقبہ اور وعظ ہوتا رہا۔ اور لوگ طریقہ سلسلہ صدیقیہ نقشبندیہ میں داخل ہونے گئے پھر نوابصاحب ممدوح الذکر نے

حضرت قبلہ کو مع قافلہ کے ساتھ اپنے جیب سے مصارف [illegible] خرچ کر کے [illegible]

دکھانیکے واسطے حضرت قبلہ شاہ صاحب کو ساتھ لیکر گئے اور اپنے خاص مکان میں [illegible] رکھا اور حضرت

قبلہ کے علاوہ آپکے ہمراہیوں اور درویشوں کی بھی [illegible] قدر و نہایت خاطر و تواضع کی۔ نواب صاحب

نہایت خلیق و حلیم الطبع سلیم اللسان اور [illegible] العقیدہ ثابت ہوئے ہیں [illegible]

[illegible] حضرت قبلہ کو [illegible]

کارخانہ مع احباب دکھایا۔ بعد ازاں واپس آکر رات کو مجلس [illegible] جس میں حضرت

قبلہ مع احباب شریک تھے اور نواب صاحب نے خود بھی نہایت [illegible] اور [illegible]

جلدی تیار کرائی [illegible] گاڑی کے وقت پر حضرت قبلہ کو رخصت کیا اور پھر دوبارہ بھی [illegible] اخراجات [illegible]

طرف سے دئے۔ اور پورن پیٹ تک خود بھی ساتھ ہی آئے اور حضرت قبلہ شاہ صاحب نے جمعہ [illegible]

پڑھا اور حافظ مولوی ظفر علی صاحب نے دیر تک وعظ کیا پھر [illegible] حلقہ ہوا۔ خدا کے فضل سے

وہاں بھی کئی لوگ طریقہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ میں شامل ہوئے۔ باوجودیکہ یہاں پر بھی نواب صاحب

موصوف کا مکان نہایت وسیع اور فراخ تھا مگر وہ بھی کافی نہ ہوا۔ اسقدر ہجوم تھا۔ بعد از حلقہ ذکر و مراقبہ

کے پھر اسی مسجد مذکور میں مولانا پیر خیر شاہ صاحب امرتسری نے بارہ بجے رات تک وعظ فرمایا جس سے سامعین

پر ایک حالت وجد طاری ہوئی۔ صبح کے چار بجے اٹھکر ریل پر سوار ہو اور سات بجے بنگلور پہونچے۔ چونکہ اہالیان

میسور کو پانچ ماہ کے صدمۂ فراق نے سخت پریشان کر دیا تھا اسلئے انہوں نے نہایت عاجزانہ التماس کر کے

دوبارہ جانیکا بار ہا وعدہ کرا لیا تھا لہذا حضرت قبلہ آتے ہی براہ راست سیدہا میسور اور [illegible]

ہمراہی پنجابی تشریف لیگئے اس عرصہ مذکورہ بالا میں احباب نیلگڈی نے بقصد [illegible] مولانا پیر خیر شاہ صاحب

امرتسری کو بتقریب عرس شریف جناب باباجی صاحب علیہ الرحمۃ مدعو کیا تہا اور مولانا موصوف الصدر وہاں پر

تشریف لیگئے ہوئے تھے تقریباً ایک ماہ رہکر جلسۂ عرس شریف کو نہایت خوبی سے سرانجام دیکر واپس لوٹ آئے

اور تیلگڈی میں جو بعض منافقین نے یہ جھوٹی افواہ مشہور کی تہی کہ بہت مسلمان طریقہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ سے مرتد ہو گئے وہ بالکل جھوٹے اور غلط ثابت ہوئے۔ اگرچہ پہلے بہی ایک اشتہار مورخہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۲ھ کے ذریعہ خبر مذکور کی کامل تردید ہو چکی تہی مگر لوگوں کے حالات و بیانات سے اور بہی عمدگی سے مخالفین کی کذب بیانی ثابت ہوئی۔ جب حضرت قبلہ میسور سے دوبارہ تشریف لائے تو آپنے آتے ہی روانگی کی رائے مبارک ظاہر فرمائی۔ جسکے سننے سے بنگلور و لشکر وغیرہ کے صادق الایمان مسلمانوں کو سخت صدمہ پہونچنے کی پوری توقع ہو گئی۔ آخرش جوشیلے مسلمانوں نے حضور پر نور قبلہ کو اڈریس دینے کی تجویز کی چنانچہ بنگلور کے خاص خاص احباب اہل سنت خصوصاً عباس خانصاحب ٹمبر مرچنٹ سکرٹری انجمن میسور اور حکیم عبدالستار صاحب و قاضی عبدالباسط صاحب وغیرہ نے کمال دلی خلوص اور جانفشانی سے جلسہ ہذا کا کل سامان کرسیاں۔ قالین گیس۔ گلدستے وغیرہ مہیا کئے اور ایک اشتہار کے ذریعہ خاص و عام اہل اسلام کو اطلاع دی کہ بتاریخ ۱۳ اپریل بروز اتوار بعد مغرب بمقام ڈوڈنا ہال بنگلور جلسہ الوداعی جناب فیضمآب عمدۃ السالکین قدوۃ الزاہدین تاج العابدین زبدۃ العارفین ہادی حق حضرت مولانا مولوی حاجی۔ حافظ۔ صوفی سید جماعت علیشاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری محدث علیپوری ادام اللہ برکاتہم علی العالمین قرار پایا ہے۔ اور ساتہہ ہی یہ تجویز بہی پاس ہوئی کہ صدر جلسہ ہذا جناب خان بہادر محمد عبدالرحمان صاحب مجسٹریٹ منتخب ہوں۔ چنانچہ یہ رائے بالاتفاق پاس ہوئی اور دوسری بیرونی مقامات پر بعض لفافوں ورؤسا عظام کو بذریعہ تار اطلاع دیگئی۔ آخرالامر وہ دن مقررہ بہی آگیا۔ لوگ بیشمار ہر طرف سے آئے اور نماز مغرب کی جماعت اسی میدان میں مولانا مولوی پیر خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی قادری امرتسری نے کرائی جسکو دیکھکر مخالفین بہی رعب کھا رہے تھے۔ بعد نماز مذکورہ ہال میں حضرت شاہصاحب علیپوری تشریف فرما ہوئے اور ساتہہ وہ احباب ذی عزت جو پنجاب سے حضرت شاہصاحب کی قدمبوسی کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے کرسیوں پر جلوہ نما ہوئے۔ اور چند منٹ کے بعد صدر صاحب

ممدوح الصدر بھی تشریف لائے بعض حضرات نے بآواز بلند کہا کہ خان بہادر صاحب صدر جلسہ مقرر ہوئے ہیں جسپر کئی احباب نے تائید کی اور اسکے بعد صدر صاحب نے مختصر تقریر فرما کر صدارت منظور فرمائی باجازت صدر صاحب حسب تفصیل پروگرام کارروائی شروع ہوئی۔ پہلے کسی صاحب نے کچھ قرآن شریف پڑھا۔ پھر مولانا میر محمد حسین صاحب حنفی نقشبندی امام مسجد میمنان میسور نے نہایت تجوید وقراۃ اور آواز دلکش سے قرآن شریف پڑھا۔ بعدہٗ ایک دو صاحبوں نے خوشنما آواز سے نعت وقصائد پڑھے اسکے بعد توفیق صاحب شاعر بنگلوری اور مولانا غلام محمود صاحب شاعر بنگلور مولانا مولوی عبداللہ حسین صاحب خلیل ہیڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ لشکر بنگلور نے کچھ چیدہ چیدہ غزلیں طبعزاد خود پڑھیں اور ایک مسدس محب رفیق مولانا محمد عبداللہ شریف صاحب تصدیق مدرس دوم نے ایسے دردناک لہجہ اور سوز دل سے پڑھی کہ ہزارہا آدمیوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ پھر ازاں بعد مولانا مولوی عبداللہ خلیل صاحب مذکور الصدر اور مولانا مولوی واحد علیخانصاحب نے علیحدہ علیحدہ دو ایڈریس پڑھکر سنائے۔ اسکے بعد جوابی مضمون منجانب حضرت شاہ صاحب قبلہ علیپوری مولانا مولوی حافظ ظفر علیصاحب ایڈیٹر انوار الصوفیہ لاہور نے پڑھکر سنایا۔ جسکے سننے سے حاضرین کے دلوںپر ایک خاص اثر محسوس ہوا۔ پھر اگرچہ وقت نہ تھا مگر باجازت صدر صاحب جیسے سیٹھ میسور نے ایک قصیدہ فرافیہ پڑھا۔ اختتام پر حضرت صدر جلسہ صاحب نے تقریر نہایت شروع کی۔ تقریر کیا تہی گویا سمندر عشق کے موتی تھے ہر اک لفظ دلوںپر منقش وکندہ ہو رہا تہا۔ خدا جانے صدر صاحب کے دل اور سینہ میں کیا ایسی قوت برقی چمک رہی تہی کہ انکے لفظوں کی تاثیر سامعین کے دلونکو حالت وجد میں لا رہی تہی۔ صدر صاحب کے اخلاص ومحبت وعقیدت معنوی صورت خود [illegible] ظاہر ہو رہی تہی۔ اُس تقریر دلپذیر کا حظ ولطف نہ صرف خود صدر صاحب کو ہی آ رہا تہا بلکہ کل ارباب کی آنکھوں سے اک عجیب آب روانی تہی۔ آپکے ہر اک لفظ میں جداگانہ لذت تہی۔ ہم ناظرین کے خوش کرنیکے لئے خلاصہ لکھتے ہیں۔ وہ یہ ہے (۱) آج میں آپ صاحبان کے ساتھ بحیثیت صدارت ایک

نمونہ انبیاء بنی اسرائیل (شاہ صاحب) کو رخصت کرنے کے لئے جلسہ میں شامل ہوں۔ (۲) جب سے میرے پیر و مرشد حضرت صاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف فرما ہوئے ہیں اس وقت سے جنت کے باغوں کے نقشے [illegible] کی تعریف میں [illegible] پر فرمادیں۔ (۳) آپ جیسا با[illegible] [illegible] صدر الصدور کی تعریف کی مگر میرے نزدیک مشتے نمونہ از خروارے [illegible] خدا نے قرآن میں بیان فرمائی ہے حضرت شاہ صاحب [illegible] (۵) آپ عابد ہیں۔ حاجی ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ سید السادات [illegible] آیات نازل ہوئی ہیں۔ خدا خود ان پر سلام بھیجتا ہے سلام علی [illegible] اور ایسے لوگوں کی خدمت و ادب کرنا انکی محبت [illegible] کا کام [illegible] فلاح دارین اور غلامی عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے (۸) خدا [illegible] شخص انکی مخالفت [illegible] کر اپنے ایمان و اسلام کو برباد کرے اور لوگوں کو بھی [illegible] کی کوشش کرے۔ (۹) مجھے یقین نہیں کہ کوئی مسلمان کہلا کر ایسی بیجا حرکت کرے [illegible] طبیعت کچھ ناساز ہے اسلئے آپکی مغز خراشی یا تضییع اوقات [illegible] (۱۱) میں ایک رباعی پڑھکر ختم کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہؓ — کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من و دست و دامانِ آلِ رسولؐ

[illegible] صاحب سخت دردناک رنگ میں روئے اور اپنے دونو ہاتھوں سے حضرت شاہ صاحب کا دامن پکڑ لیا اور تین بار مذکورہ بالا رباعی پڑھی اور ہر بار روئے۔ ساتھ ہی ساری مجلس کے دل بھر آئے اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا اسلئے حضرت شاہ صاحب نے صدر صاحب کے [illegible] اور [illegible] کھڑے ہوئے۔ اور اسی ضمن میں شاہ صاحب نے فرمایا کہ

مجھے ہرچند ناحق ستایا گیا اور ہر طرح سے بدزبانی گالی گلوچ سے یاد کیا مگر تم گواہ رہو کہ میں نے سب کو معاف کردیا کیونکہ میرے آباؤ اجداد کا یہی طریقہ حسنہ تھا اور میں بھی سب دوستوں کو اسی بات کی تاکید کرتا ہوں

اسکے بعد حضور قبلہ شاہ صاحب نے اُسیوقت برسر عام تین بزرگوں کو دستار خلافت عطا فرمائی اور بیعت لینے کی اجازت بخشی۔ ایک تو مولوی سید عبداللطیف صاحب کابلی حال وارد میسور۔ دوسرے مولانا مولوی غلام محمدؐ صاحب صفی سرہنگ پٹنی تیسرے مولانا عبداللہ حسین صاحب خلیل مدرس اول لشکر بنگلور۔ یہ ہرسہ صاحبان نہایت شریف اور مخلص متواضع سلیم الطبع اور اہل علم ہیں۔ بعد از عطائے خلافت طریقہ نقشبندیہ کے حضرت شاہ صاحب نے چند پند سودمند زبان شیرین بیان سے فرمائے۔ بالخصوص خلفاء ثلاثہ موجودہ جدیدہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے صاحبان ! رازق حقیقی اُسیکو جانو جو تمہارا مالک وخالق ہے۔ عبادت بپا کرو تاکہ اُسکا اجر معبود سے تمکو ملے۔ حق گوئی پر ہر وقت کمر بستہ رہو۔ اپنے مولا کو کسی حال میں نہ بھولو۔ سوائے جبار و قہار کے اَور کسی سے نہ ڈرو۔ اور خلق اللہ کے نفع و نقصان کو اپنے ذاتی نفع و نقصان پر مقدم سمجھو۔ جہانتک ہوسکے مخلوق کی ہمدردی وخیرخواہی لازم پکڑو۔ فقط۔

چونکہ قبل از روانگی تین دن پہلے اطلاع دیگئی تھی کہ حضرت صاحب فلاں روز روانہ ہوں گے لہذا حسب اطلاع بتاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۶ء بروز چارشنبہ ٹھیک پانچ بجے دن کے ہزارہا اہل اسلام خاص وعام از قسم علمائ سادات و فقراء و تجار و دوکاندار از ہر قوم میمن و بستی و دکھنی وغیرہ خصوصاً نواب صاحب میسور میر نظام الدین علیخانصاحب اور نواب میر حسام الدین علیخانصاحب اور نواب کولار جناب غلام محمد خانصاحب اور خان بہادر عبدالرحمان خانصاحب مجسٹریٹ لشکر بنگلور اور ملٹری کے [illegible] وصوبیدار ورجمنٹ اور جمعدار وغیرہ بھی حاضر خدمت تھے جسوقت حضرت قبلہ [illegible] مذکور الصدر آپکے یمین ویسار سوار و پیادہ تھے ایک عجیب وغریب نظارہ جلوس نظر آرہا تھا۔ اس جلوس کے دیکھنے کو بیشمار دیگر مذاہب کے لوگ بھی موجود تھے بلکہ مخالفین کے جگر دیکھ دیکھکر پاش پاش ہورہے تھے

جب سواری اسٹیشن پر پہونچگئی تو صدہا یوروپین اور دیگر اقوام کے لوگ دیکھکر حیران تھے کہ خدایا یہ نیرا محبوب کہاں سے آیا۔ حاضرین اہل اسلام کی حالت ایک قیامت کا نمونہ تھا۔

ہزارہا آوازیں گریہ وزاری کی آرہی ہیں اور جدائی کے صدمہ سے جگر پھٹ رہے ہیں۔ آنکھوں سے اشک جاری۔ دلوں کو بیقراری۔ ہر اک اپنے اپنے درد سے مضطرب بے چین۔ کوئی حسرت زدہ حالت پژمردہ۔ ایک سخت شور برپا تھا۔ آنکھیں سرخ رنگ زرد آہ سرد۔ کوئی قصائد مدحیہ پڑھ رہا ہے کوئی وعدہ لے رہا ہے کوئی پتہ لکھ رہا ہے۔ کوئی دعائیں منگوا رہا ہے کوئی وظیفہ طلب کر رہا ہے۔ کوئی خاموش دم بند ہے۔ اتنے میں سیٹی ریل بجی اور ریل چلی۔ پھر احباب کی حالت کا خدا ہی نگہبان۔ کئی لوگ تو اسیوقت غش کھاکر گر گئے۔ ناظرین نے احباب حاضرین کا نقشہ تو غالبا دیکھ لیا ہے مگر ساتھ ہی آپ اسکا بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جبکہ ہزارہا لوگوں کی فرداً فرداً یہ حالت تھی تو جس ذات مقدس کے صرف ایک تنہا وجود پر ان تمام حالتوں کا اثر پڑا ہوگا اسکا کیا حال ہوگا۔ یعنے حضرت شاہصاحب کی طبیعت کو ہزارہا دوستوں کی جدائی کا صدمہ پہونچنے سے جو حالت ہوگی اسکا اندازہ ہم نہیں کر سکتے بلکہ حضرت قبلہ کو ہی معلوم ہے۔ الغرض وہاں سے سوار ہوکر بروز جمعہ بمبئی پہونچے وہاں سے ایک روز احمدآباد رہے دو روز دہلی دو روز رہتک علی ہذا القیاس قصور و لاہور و امرتسر و سیالکوٹ وغیرہ دورہ کرتے کرتے خاص علیپور شریف پہونچے۔ بنگلور سے تا سیالکوٹ جسقدر اسٹیشن بڑے گذرے سب کے احباب نے نہایت جوش و محبت سے استقبال کیا اور سب نے اپنے اپنے صدق و اخلاص کا پورا پورا ثبوت دیا۔ بعد ازاں علیپور شریف سالانہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ لاہور کا بتاریخ ۹ و ۱۰ مئی ۱۹۳۳ء حسب دستور سالگذشتہ منعقد ہوا جسمیں بڑے بڑے علما زہاد و صوفیا کرام وغیرہ بکثرت شامل ہوئے حضرت شاہصاحب کیطرف سے حاضرین کو عمدہ دعوت دیگئی اور ختمات شریف اور مولود شریف اور وعظ کے بعد سب کو آثار شریف کی زیارت کرائی گئی اور کھڑے ہوکر سلام پڑھا گیا۔ بعد از اختتام حضرت شاہصاحب نے

فاتحہ اور دعائے خیر فرمائی اور جلسہ مبارک کا انجام بخیر ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے جب بکھور سے روانگی کا قصد ظاہر فرمایا تو پہلے دن بنام منشی جلال الدین صاحب تشریف ایک اشتہار عام دیا گیا جسمیں مخالفین حق کو تین روز کی مہلت دیکیا جازت دیدیگئی تہی کہ جس صاحب کو جس قسم کا شک وشبہہ ہویا کوئی مسئلہ پوچھنا ہو تو آنکر دریافت کرے۔ مگر افسوس کہ کوئی صاحب صرف پوچھنے کی جرأت نہ کرسکا اور نہ کوئی نیک نیت حاضر ہوا۔ اب ہم مخالفین حق کے سوالات کا جواب ہی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ صورت اختلاف بہی ناظرین کے ملحوظ خاطر رہے اور حقیقت کہل جائے۔

سوال مخالفین حق۔ مولوی خیر شاہ صاحب نے جو شجرہ شریف تالیف کیا ہے اسمیں لکھا ہے حضرت ابوبکر صاحب اور رضی اللہ عنہ نہیں لکھا تو یہ علامت روافض کی ہے۔ **الجواب**۔ ان کو دو آیتوں سے ثابت کردیا گیا کہ خدا نے حضور علیہ السلام او صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر لفظ صاحب استعمال کیا ہے۔ دیکھو مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى یعنے تمہارا صاحب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) نہ تو گمراہ ہے نہ ٹیڑہی راہ پر ہے۔ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ یعنے جسوقت کہا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحب (صدیق اکبرؓ) کو مت ڈر۔ جاہلوں کو یہ بہی معلوم نہیں کہ الفاظ صاحب صحابی۔ صحابہ۔ صحبت۔ مصاحبت باہم ایک ہی مادہ رکھتے ہیں پہر کونسا کفر ہوگیا۔ **سوال**۔ مولوی خیر شاہ صاحب میلاد وقیام وغیرہ کے منکر ہیں۔ **الجواب**۔ انکو کہا گیا کہ مولوی خیر شاہ صاحب نے دس برس پہلے ۱۳۱۶ھ میں ایک رسالہ الفرقان لکھا ہے جسپر علمائے کانپور کی تائید بہی بعدہٗ علحدہ چہپی تہی۔ اسمیں میلاد شریف اور قیام وغیرہ کی خوب مفصل تائید مرقوم ہے ہر ایک بات پر آیت یا حدیث لائی گئی ہے جواباً ایک خناس نے یوں دیا کہ ہاں پہلے تو بیشک قائل تہے اب منکر ہیں۔ خدا کی شان دیکھیے کہ اس کذاب کی تکذیب کیواسطے ایک اتفاقی صورت یوں پیش آئی کہ ۹ شعبان ۱۳۲۵ھ کو حضرت شاہ قبلہ کی والدہ مکرمہ کا عرس شریف آیا تو بیسو ربکان فخر الدین گورہ نجوز مجلس مقرر کرکے بذریعہ اشتہار

ھ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا اَبِی بَکْرٍ صَاحِبِہٖ ۔

عام اطلاع دیگئی جسمیں ہزار ہا اہل اسلام رؤسا و مشائخین عظام و علماء کرام وغیرہ کو مدعو کیا گیا چنانچہ حسب اعلان سب حضرات تشریف لائے اور مجلس عظیم الشان منعقد ہوئی۔ پہلے قرآن شریف ختم کیا گیا۔ پھر نعت خوانی ہوئی۔ پھر مولانا پیر خیر شاہ صاحب نے خود کھڑے ہوکر سلام پڑھا۔ بعدہٗ طعام تقسیم کیا گیا دوسری صورت کذاب کی تکذیب کی یہ ہوئی کہ ۲۹ محرم ۱۳۲۵ھ کو محفل عرس شریف جناب باباجی نیراہی رحمۃ اللہ علیہ چھاونی بنگلور مسجد بیپاریان میں منعقد ہوئی۔ جسمیں علاوہ خاص و عام کے جناب حاجی پاشا صاحب سیٹھ بنگلور اور سجادہ نشین صاحبزادہ خانقاہ متصل لال باغ بنگلور اور دیگر اہل علم اور نواب میر نظام الدین علی خانصاحب میسور اور خان بہادر عبدالرحمان صاحب مجسٹریٹ بنگلور وغیرہ احباب بھی شامل تھے۔ وہاں بھی حسب دستور سابق بعد از ختم قرآن شریف مولوی خیر شاہ صاحب نے قیام و سلام ایسے لہجہ سے پڑھا کہ سامعین پر ایک حالت وجد نمودار ہوئی۔ تیسری صورت یہ پیش آئی کہ احباب نیلگڑی نے مولوی پیر خیر شاہ صاحب کو بغرض عرس شریف جناب باباجی نیراہی مدعو کیا۔ اور مولویصاحب موصوف وہاں تشریف لیگئے۔ ۹ ماہ صفر کو مجلس عرس مبارک مسجد جامع بروز جمعہ نہایت جوش و خروش سے منعقد ہوئی جسمیں سب احباب میمن اور دکھنی اور لبسی وغیرہ علماء و امراء خاص و عام شامل جلسہ تھے اور پھر خود پیر خیر شاہ صاحب نے کھڑے ہوکر سلام اردو عربی پڑھا۔ ان تین مجلسوں کے علاوہ بھی پیر خیر شاہ صاحب ہمیشہ نیلگڑی وغیرہ میں سلام پڑھا کرتے تھے۔ بلکہ اسکے جواز پر بحث کرتے جب مخالفین نے دیکھا کہ ہر طرح سے جھوٹوں کا منہ کالا دل سیاہ ہوگیا تو سخت نادم ہوئے جو لوگ رات دن مخالفوں کی باتیں سنتے تھے وہی جا جا کے بولنے کہ یہ کیا بھید ہے کہ حیدر شاہی فریق کی جو بات نکلتی ہے جھوٹ ہی نکلتی ہے۔ افسوس۔ **سوال**۔ پیر خیر شاہ صاحب نے آثار شریف کی زیارت کے وقت تعظیم نہیں کی۔ **الجواب**۔ اسکے کئی جوابات دیئے گئے (۱) آثار شریف روبرو نہ تھا اگر روبرو ہوتا تو البتہ کھڑا ہونا بھی نیک کام تھا۔ چنانچہ پرچہ اظہار حقائق مشتہرہ سید محمد قاسم خیاط نیلگڑی میں تو رہو چکا ہے

(۲) یہ کہ یہ تعظیم محض بلحاظ ملکی رسم ہے کیونکہ عرب روم وافغانستان وکشمیر وہندوستان وغیرہ میں کوئی نہیں کرتا بلکہ اُن ملکوں میں مؤدب بیٹھنا اور درود پڑھنا خاموش رہنا ہی تعظیم ہے (۳) یہ کہ کل آثار شریفہ کا سردار اور امام قطعی یقینی تو قرآن شریف ہے جس سے بڑھکر کوئی بھی آثار شریف نہیں پھر کیا وجہ ہے کہ تمام ممبئی کی مسجدوں میں روز جمعہ ایک دوسرے کی پیٹھ اور چوتڑوں کے پیچھے قرآن شریف پڑھتے اور پڑھاتے ہیں بلکہ بعض وقت کوئی نماز پڑھتا ہے تو دوسرا اُسکے پیچھے قرآن پڑھتا ہے تو نمازی کا پاؤں بوقت سجدہ قرآن خواں کیطرف ہو جاتے ہیں مگر افسوس یہی معترضین اُسوقت خدا جانے اپنا ایمان کہاں چھوڑ آتے ہیں اور اس سید الآثار کی توہین وتحقیر عمداً گوارا کرتے ہیں۔ پھر اس قدر کی اسقدر توہین وتحقیر سے مخالفین تو بیدین وملحد نہوئے اور اگر اتفاقاً کسی عذر شرعی کیوجہ سے کسی بزرگ کے آثار شریف تعظیم قیام ترک ہو تو بس وہ قطعی مردود ودوزخی ہے۔ یہی علامت قیامت ہے نعوذ باللہ من الجاہلین (۴) یہ کہ یہ ضرور نہیں کہ ایک ہی وقت میں تعظیم ہو بلکہ جائز ہے کہ بار بار ہو۔ مثلاً پہلے ایک جماعت زیارت کھڑی ہو کر کرآئے پھر دوسرا گروہ پھر تیسرا گروہ آئے اور زیارت کرکے چلا جائے چنانچہ یہی صورت تلگڑی میں ہوئی کہ پہلے عام لوگوں نے زیارت کی اور پھر پیر جی شاہ صاحب نے کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھا اور زیارت کی۔ (۵) مخالفین سے پوچھا گیا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ کوئی شخص جب قرآن شریف یا حدیث شریف کی کتاب یا کتب اولیاء لیکر آتا ہے تو تم خود اُسکی تعظیم کیواسطے کھڑے نہیں ہوتے کیا وہ اس قیام تعظیمی کے قابل ہی نہیں۔ کیا تم لوگ اس قیام تعظیمی کے نہ کرنے سے مرتد وملحد یا بیدین وزندیق نہیں بنتے۔ افسوس تمہارے اس جدید [illegible] عام جہلاء کا کیا قصور جبکہ خود انکے جعلی پیر اور مکار صوفی ایسے ہوں۔ سوال علمائے پنجاب حضرت پیران پیر رضی اللہ عنہ کے اور انکے طریقہ کے دشمن ہیں۔ **الجواب**۔ اسکا جواب حضرت شاہ صاحب نے مسجد نعلبند واڑی بمبئی بنگلور اور لال مسجد اور بکر قصابان کی مسجد میں متواتر وعظوں میں دیا یا پہلے

فرمایا سب لوگ پڑہو لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن ۔ پھر فرمایا حضرت پیر غوث اعظم کے دشمن پر ایک ہزار لعنت جو غوث پاک کا دشمن ہے وہ مردود و بیدین ہے خدا ہمکو حضرت پیر کی غلامی اور اُنکے در کی گدائی نصیب فرمائے بلکہ اُنکے کتوں کی غلامی بہی ہمارا فخر ہے ۔ پھر فرمایا دس ہزار لعنت اس شخص پر جو ہم پہ بہتان باندہتا ہے پھر فرمایا مجہے تو خود اس خاندان عالیشان کی غلامی حاصل ہے اور میں اس طریقہ عالیہ قادریہ کو جاری کرتا ہوں ۔ اب کون ملعون اکبر ہے جو ہم لوگونکو دشمن غوث پاک سمجہتا ہے ۔ **سوال** ۔ مولوی جماعت علیشاہ صاحب سید نہیں بلکہ شیعہ ہیں **الجواب** ۔ اسکا جواب بہی جناب شاہ صاحب نے یوں فرمایا کہ جو یہ ثابت کرے کہ میں سید نہیں یا سنی نہیں بلکہ شیعہ ہوں تو اسکو دس ہزار انعام ملیگا ۔ اور میں اپنی سیادت کا خوب کہلا کہلا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر اس شرط پر کہ پہلے ہمارے مخاطب اگر سید ہیں تو ثبوت کامل دیویں خاصکر سب سے پہلے حیدر سیاہ پوش اپنی سیادت کا ثبوت دیویں ۔ پھر ہم ایسا ثبوت دیوینگے کہ مخالفین حق بہی صاف مان جاینگے ۔ اس جواب سے جعلی سیدوں کو تو بخار آگیا ۔ نہ کوئی مدعی سیادت ہوا نہ کوئی سید روبرو آیا ۔ نہ کسی نے دوبارہ سیادت کی تفتیش کی ۔ سب لوگ سخت متعجب ہوئے کہ یہ عجب شیعہ ہے ۔ ادہر شیعہ اور ادہر طریقہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بہی غلام ۔ ایسے شیعہ تو ساری دنیا میں نہونگے ۔ اگر شیعہ ہوتے تو امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر پر فضیلت دیتے حالانکہ یہ صدیق اکبر کو افضل جانتے ہیں ۔ **سوال** ۔ جو شخص جماعت علیشاہ کہ اسوقت ہند و پنجاب میں صاحب کشف و کرامات اور صاحب عزت و جلال مشہور و معروف ہے وہ بڑا مرد خدا ولی اللہ تھا وہ تو عرصہ دراز سے فوت ہوچکا ہے یہ جماعت علیشاہ وہ نہیں بلکہ اسکا ہمنام بنکر آیا ہے ۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب بہی شاہ صاحب نے مسجد نیا بند واڑی میں یوں دیا تھا کہ اگر کوئی صرف یہی ثابت کرے کہ صاحب اقبال و جلال جماعت علیشاہ مرگیا ہے اور میں وہ جماعت علی نہیں ہوں بلکہ میں نقلی ہوں تو اُسکو بہی پانچ ہزار انعام ملیگا اور مزید براں جب اُنکو ہندوستان کے اخبارات اہلحدیث جنتری اور پنجاب کے اشتہاروں سے ثابت ہوگیا کہ وہ جماعت علیشاہ

یہی ہے ابھی تک زندہ ہے مرا نہیں تو پھر مخالفین کے گھروں میں ماتم پڑ گیا اور زرد رو تے رو سیاہ ہو گئے اور یک لخت ٹھنڈے ہو گئے۔ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ۔ **سوال** ۔ جناب شاہ صاحب نے خطبہ میں بوقت دعا برائے سلطان المعظم شہر کی سیڑھی ہی نہیں بدلی اور ایک ہی سیڑھی پر خطبہ تمام کیا۔ اور نہ خلفاء عظام کی تعریف و ثنا پڑھی۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب دونوں طرح (عملی و قولی) سے دیا گیا۔ یعنے شاہ صاحب نے عرصہ ۹ ماہ تک جسقدر وہاں جمعے پڑھے ہر اک خطبہ میں دونو کام کر کے اہل عقل پاک طینت روحو پر واضح کر دیا کہ حیدر شاہی پارٹی خاص درجے کے جھوٹ بنا کرتی رہتی ہے اور اسکا ذکر پرچہ ۶ حصہ و بنا ز وفادار غلام مطبوعہ مطبع صفدری میسور پیر عزیز الدین شال مرچنٹ میں موجود ہے۔ صرف ایک وقت بوجہ تنگی وقت کے حضرت قبلہ نے مختصر اخطبہ میں یوں پڑھدیا تھا وَارْضَ عَنِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ أَجْمَعِينَ اسپر احمق لوگوں نے وہ ٹکڑا مذکور چھوڑ دیا۔ **سوال** ۔ شاہ صاحب وحدۃ وجودی ہیں یا وحدت شہودی اور منکر وحدۃ وجود کا کیسا ہے۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ہم اہلسنت حنفی المذہب ہیں اگر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ وحدۃ وجود کے قائل تھے تو ہم بھی وحدۃ وجودی ہیں۔ اگر وہ شہودی تھے تو ہم بھی شہودی ہیں بہر حال یہ مخالفین کے ذمہ ہے کہ وہ امام صاحب کو ایک طرف کھڑا کریں۔ ہم ہر دو فریق کو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصول پر مانتے ہیں۔ **سوال** ۔ درمیان دو خطبوں کے ہاتھ اٹھا کر با واز بلند دعا مانگنا سنت ہے۔ **الجواب** ۔ اسکا جواب یوں دیا کہ درمیان دو خطبوں کے برفع الیدین دعا با واز بلند مانگنا سنت دنیا میں کوئی مسلمان نہیں کہتا اور نہ یہ سنت کسی کتاب میں مرقوم ہے۔ اگر سنت ہوتا تو تمام مکہ و مدینہ و روم و شام و یمن کے علماء کیوں سنت ترک کرتے۔ اگر سنت ہوتا تو کل ملک [illegible] ترک کرتا۔ اگر سنت ہوتا تو کل علاقہ کشمیر وغیرہ کے علماء کیوں منکر ہوتے۔ اگر سنت ہوتا تو اکثر علماء [illegible] کیوں خلاف کرتے بلکہ ہمارے ملک سندھ و پنجاب و کشمیر وغیرہ میں [illegible] وہابیت کا نشان قرار دیا گیا ہے یہ تو بعض جاہل موجودہ پیروں کی سنت معلوم ہوتی ہے هَدَاهُمُ اللهُ ۔ **سوال** ۔ طریقہ قادریہ سے

طریقہ نقشبندیہ افضل ہے یا نہیں **الجواب** - اسکا کئی طور پر مفصلہ ذیل سے جواب دیا گیا (۱) بعد از خیر القرون کسی طریقہ کو کسی طریقہ سے افضل کہنا یا یہ عقیدہ بنا لینا شرع شریف نے کسیکو اسپر مامور و مجبور نہیں کیا اور نہ کسی امام طریقت[1] نے کسیکو مجبور کیا ہے - نہ اسپر اجماع شرعی ہے نہ اسبات کی کوئی ضرورت لاحق ہے (۲) اگر کوئی صاحب اپنے امام طریقت کو دیگر ائمہ طریقت سے افضل کہے تو اسمیں بھی شرعاً کوئی قباحت نہیں بلکہ ہر ایک معتقد طریقت و تصوف کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے امام طریقت کو ہی افضل جانے چنانچہ ملا علی قاریؒ نے رسالہ جواب قفال میں لکھا ہے قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمۃ ان امامہ مصیب وغیرہ مخطی الخ اور دیکھو اشباہ اور در مختار قول امام النسفی یعنے علمائے کہا ہے کہ ہر ایک مقلد اپنے ہی امام کو حق پر سمجھے اور دوسرے کو خطا پر - مگر ہم کسی امام کو قطعی خاطی و عاصی نہیں کہتے - (۳) اگر دوسرے کو افضل جانے تب بھی کچھ گناہ نہیں کیونکہ یہ فیوض وجدانی اور یہ عقائد اہلسنت میں داخل نہیں - پس جس نے غوث پاک کو افضل زمانہ یقین کیا تو حق پر ہے کسی نے اور کسی بزرگ و متقی کو افضل زمانہ کہدیا تو بھی کچھ حرج نہیں (۴) جبکہ کل اولیاء اللہ کا مقصد یعنے وصول الی اللہ اور معرفت باحق ہے تو اس لحاظ سے سب طریقے برابر ہوئے اور جبکہ کل سلسلوں کے امام و منبع ذات اقدس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے تو پھر کسیکو کسی سے افضل کہنا کیا معنے رکھتا (۵) اگر بلحاظ امام اول کے کسی طریقہ کو افضلیت حاصل ہے تو بحث ہی ختم ہو گئی اور گفتگو بقا نہ رہی کیونکہ طریقہ انیقہ نقشبندیہ تو خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاری ہے اور دیگر طرق[2] عالیہ خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہیں - پس خود ہی فیصلہ ہو گیا -

---

[1] یوں تو جسطرح حضرات قادریہ طریقہ عالیہ قادریہ کو حسن و افضل کہتے ہیں اسیطرح خواجہ نقشبند بھی طریقہ صدیقیہ نقشبندیہ کو ہی اکمل و افضل فرماتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک دونو حضرات حق پر ہیں - چنانچہ صفحہ ۱۰۲ ملاحظہ فرماؤ -

[2] امام ربانی نے فیض نبوۃ و فیض ولایت کی تقسیم فرمائی ہے اور طریقہ نقشبندیہ کی نسبت فیض نبوۃ کیطرف کی ہے -

سوال ۔ حضرت سلمان فارسی کی ملاقات وبیعت حضرت صدیق اکبر سے نہیں ہوئی الجواب ۔ یہ تو ہر اک اہل علم وتواریخ دان پر واضح ہے کہ حضرت صدیق اکبر وسلمان فارسی رضی اللہ عنہما ہر روز باہم ملاقی ومصاحب ہوتے تھے اور ہر وقت آمد ورفت بات چیت ہوتی رہتی تھی ۔ یہ کسی جاہل پیر نے بے پر کی اڑائی ہے ۔ ہاں محدثین کا اختلاف حضرت حسن بصری وعلی رضی اللہ عنہما کے ملاقات نہیں ہے ۔ اکثر محدثین تو حسن بصری کی ملاقات علی کرم اللہ وجہہ سے منکر ہیں ۔ سوال ۔ شاہ صاحب عورتوں کو مرید کرتے ہیں ۔ الجواب ۔ جبکہ پیغمبر علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ عورتوں سے بیعت لیں تو پھر کیا حرج ہے ۔ چنانچہ اسکی تفصیل صفحہ میں گذر چکی ہے اور یہ بنا مسئلہ بھی نہیں ہر اک سلسلہ کے مشائخ عورتوں کو مرید کرتے چلے آتے ہیں ۔ پھر شاہ صاحب کی کیا خصوصیت ۔ سوال ۔ شاہ صاحب ہندوؤں کی نرچیزیں کھانے سے روکتے ہیں ۔ الجواب مختصر یہ جواب دیا گیا تھا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے اَلْحَلَالُ بَیِّنٌ وَالْحَرَامُ بَیِّنٌ وَبَیْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنِ اتَّقَی مِنَ الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِیْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَقَعَ فِی الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِی الْحَرَامِ (مشکوٰۃ) یعنے حلال وحرام تو ظاہر ہے سوائے انکے درمیان کئی چیزیں مشکوک ومشتبہ ہیں پس جس نے اُن مشکوک ومشتبہ چیزوں سے پرہیز کیا اس نے اپنا دین بچا لیا اور جس نے مشکوک ومشتبہ چیزوں کی عادت رکھی وہ حرام خوار بنگیا ۔ اب ہندوؤں کی پاکیزگی عقلمندوں پر واضح ہے یہانتک کہ انکی ماں گائے بیل کا گوبر وپیشاب پاک اور کتے وغیرہ کا پس خوردہ طیب ہے باینہمہ اگر مسلمان ہندوؤں کا پس خوردہ کھائیں اور اُن سے سودا خریدیں تو مسلمانوں کا خدا ہی حافظ ہے ۔ ہاں مجبوری وضطراری کا مسئلہ جدا ہے مگر یہ مسائل تو اسکو اچھے معلوم ہونگے جسکو تقویٰ وطہارت اور حلال طیب کی عادت ہے جو رانڈن افیون خوری مےنوشی وگانجہ وبھنگ کے شوق میں ہو اور پھر کسی اپنے جیسے سے القاب شیخ المشائخ جامع علوم بھی مفت میں لکھوالے ۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ سوال شاہ صاحب خود تو ہندوؤں کے ہاتھ کے دودھ دہی ۔ ملائی بریانی کھاتے رہے اور مٹی چیزوں سے بسکٹ تیار شدہ کھاتے ہیں اور لوگوں کو روکتے ہیں الجواب ۔

اسکا جواب اہل یمان بسیوڑیوں سے پوچھیے یا کہ جب سے حضرت شاہ صاحب قبلہ اس علاقہ میں تشریف لائے ہیں تب سے آپنے کبھی بریانی و بسکٹ وغیرہ نہیں کھائے اگر دودھ و دہی منگاتے تو مسلمان کے گھر سے منگاتے ورنہ چپاتی خشک جوار خشکہ۔ دال گوشت کا شوربا چنانچہ اسپر اہل یمان بسیوڑ نے چشمدید واقعات قسمیہ تحریر کئے ہیں دیکھو پرچہ ناصح شفق کا نمبر ۲ ستمبر ۱۹۰۷ء مشتہرہ محمد حمید رضا خان حنفی بیسوری۔ **سوال**۔ شاہ صاحب جادوگر اور مسمریزر ہیں اسواسطے ہزارہا لوگ انکے اردگرد رہتے ہیں اور انکے حلقہ میں بیہوش ہو جاتے ہیں۔ **الجواب** سنت انبیا میں سے ایک سنت یہی ادا ہو گئی فرق صرف یہ رہا کہ کفار نے عربی میں کہا تھا۔ **هٰذا سحر یؤثر۔ ساحر کذاب۔ سحر مستمر** اور ان لوگوں نے اردو انگریزی میں کہا کہ جادو ہے مسمریزم ہے حالانکہ خدا نے بطور احسان فرمایا ہے کہ ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تو تمام روئے زمین کے خزانے تقسیم کرتا تو یہ عرب کے شدید القلب کالانعام کبھی آپکے گرد اگرد پروانہ وار نثار نہ ہوتے مگر یہ خدا نے انکے دلوں میں تیری چاہت ڈالدی ہے **لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ** خدا کی شان دیکھیے کہ سیاہ دل مردہ روح لوگ اگر اس آفتاب سے روشنی حاصل کرتے تو انکی خوش نصیبی کی دلیل تھی مگر الٹا بد قسمت لوگ منکر و مرتد ہو کر بیہودہ اعتراضات کرتے ہیں اصل میں لوگ کسیقدر معذور بھی ہیں کیونکہ آجتک انکو ذاکر عابد متقی زاہد پیر دیکھنے موقعہ ہی نہیں ملا اور اگر ملا بھی تو انکو پہچان نہ سکے کیونکہ انکو شراب کو دودھ بتانیوالے پیر شراب پیکر جمعہ پڑھا دینوالا افیون خور بھنگ نوش پیر اکثر دیکھنے کا اتفاق رہا جنکا ہر وقت یہی مقولہ ہے "ای صداقت بر تو لعنت از تو رنجے یافتم ۔ وے بطالت بر تو رحمت از تو گنجے یافتم" **سوال**۔ حضرت شاہ صاحب نے قاضی بنگلور کو برسر عام کافر کہا یہ حدیث کے سخت خلاف ہے۔ **الجواب** بیشک کہا اور آپکے دل اور جگر دو پر ضرور ہی سخت چوٹ لگی مگر اسوقت آپکی روح کہاں تھی جب ابتدا میں حیدر شاہ سیاہ نے رسالہ "صمصام قادریہ **علی طائفۃ الزندیقیہ**" میں ایک آل رسول حافظ قرآن حاجی حرمین عالم اجل صوفی اکمل اور انکے خلفاء کو الفاظ ملحد و زندیق و کافر و مرتد وہابی وغیرہ سے مخاطب کیا تھا جسپر اسی قاضی بنگلور کے دستخط بڑے زور شور سے مرقوم ہیں۔ پھر اسکے بعد رسالہ "سل السیوف القادریہ" میں اور بھی شرح و بسط سے گالیاں دل کھولکر دیں تب بھی قاضی مذکور نے حیدر سیاہ کو تنبیہ نہ کی۔

پھر تیسرا رسالہ چار مسئلوں کی تحقیق لکھا جسمیں حید رشاہ نے تمام اپنی باطنی نجاست خرچ کر کے ایک آل رسول اور نائب انبیاء اور انکی خلفاء کے حقمیں یہ الفاظ استعمال کئے دیکھو صفحہ ۱۳۵ اب اگر معترض یا سائل سچ مسلمان ہے تو ذرا ایمان سے کہے کہ کیا وہ الفاظ کسی عام مسلمان کے حقمیں کہنا جائز ہیں۔ پھر چہ جائیکہ ایک ولی اللہ محبوب خدا عالم حقانی سادات کے حقمیں (معاذ اللہ) اور یہ بھی کہے کہ پھر اگر شاہ صاحب نے قاضی مذکور کو کافر کہا تو کیا کچھ حرج ہے۔ یہ عجیب انصاف ہے کہ جو شخص حید رشاہ یا قاضی بنگلور کی غیبوں کا معتقد نہ ہو وہ تو کافر مرتد وغیرہ اور حید رشاہ یا قاضی اگر تمام جہان کی پلیدی اپنے اندر جمع کرے تو وہ خوب پختہ مسلمان ہے نعوذ اللہ توبہ اُسوقت تو معترض کو کچھ ایمان کی بات نہ سوجھی اب بعد از وقت۔ مثلے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد "مثل مشہور ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سوال۔ پیر خیر شاہ صاحب کو آثار شریف کی دعوت دیگئی باوجودیکہ حجرہ آثار شریف روبرو تھا مگر نہ آئے۔ الجواب۔ اس اعتراض کا نتیجہ نہ نکلا کہ کیا ہے اگر نہ آئے تو شراب خوار کے برابر ہوئے یا قرآن خوار کے یا اہلسنت کے دائرہ سے نکل گئے پھر وجہ عذر بھی اُن سے پوچھنی تھی (۱) شاید اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ وہاں کے مجاوروں کو پیسہ ہیلا دینا باعث ثواب ہے اور بلا نذر و نیاز مجاوروں سے واپس آنا بے ادبی ہے اور پیسہ موجود نہ ہو یا اس خیال سے نہ آئے ہوں کہ مجاوروں کو پیسہ ہیلا نہ دینا انکی دلشکنی کا باعث ہو کیونکہ اکثر مجاور لوگ اسی غرض سے اسقدر شور و شر اہتمام کرتے ہیں ورنہ اگر خالصاً للہ ہو تو مسجدوں کے اندر آثار شریف رکھنا بہتر ہے وہاں پر بے ادبی کا احتمال نہیں اسلئے پیر خیر شاہ صاحب نہ گئے ہوں بعض وقت پیسہ موجود نہیں ہوتا (۲) چونکہ رات کے دو بجے موسم بارش ہوا سردی پہاڑ کے رات آنا جانا باعث تکلیف ہو تو شاید اس خیال سے کہ دیگر اذکار و وظائف میں نقص آتا ہے نہ گئے ہوں اور رات کے دو بجے زیارت کرانے میں کیا کیا اسرار و فوائد ہیں۔ ادھر دعا کی قبولیت کا وقت ادھر انتظار تہجد اور اس پر نیند کا غلبہ ہوا کیا [illegible] نظر آجائیں یا بالکل اصلی ہی معلوم ہوں مگر لطف یہ کہ جسقدر لوگ دو بجے زیارت کرتے ہیں [illegible] دو بجے تو نیند سے ہو نشا ہے جہمیں نماز صبح چپٹا دریاد خدا سے غافل اور بعض بالکل مجہول جنکو نماز روزہ تو کجا انکو پاجامے بھی پاخانہ سے پُر ہوں۔ (۳) اگر بغیر حاضری آثار شریف کی غرض ہے تو بتاریخ ۲۹ ماہ محرم حید رشاہ کو ختم قرآن شریف اور عرس شریف کی دعوت

دیگئی تھی بلکہ یہ بھی کہا گیا تھا کہ آپ مہمان بھی وہاں کے ہی ہونگے نہ کسی غیر کے۔ اور یہ رقعہ مولانا پیر خیر شاہ صاحب نے حیدر شاہ صاحب کے نام پر لکھا تھا پھر حیدر شاہ صاحب بلا عذر شرعی حاضر نہ ہوئے اور کچھ معذرت بھی نہ لکھی نواب سوال یہ ہے کہ آیا حیدر شاہ صاحب اس فعل شنیع سے کافر ہوئے یا نہیں اگر آثار شریف کی غیر حاضری کفر ہے تو ختم قرآن اور عرس اولیاء اللہ کی غیر حاضری کفر سے بڑھکر ہونی چاہیئے۔ **سوال**۔ یہ جماعت علینیا جس دن سے علاقہ دکھن میں گئے اُس دن سے بعض موجودہ پیران طریقت کی رسم و رواج کو برباد کر دیا۔ دستور یہ تھا کہ جب مرید بنے تو ۱۱ روپیہ نقد اور ایک مجمع سٹھائی اور ایک شال پیر کو دیوے اور پھر سال بسال گیارہ یا ۲۵ یا ۵ ۵ روپیہ نقد نذرانہ دیوے اور علاوہ مرنے جینے کے صدقات خیرات کا مالک وہی پیر ہو۔ سید جماعت علیشاہ صاحب مفت میں مریدی شروع کی۔ اور نہ نذر نہ نیاز نہ جرمانہ نہ کچھ شیرینی۔ لوگ مفت دیکھکر مرید ہو گئے اور پہلے پیروں سے بدعقیدہ ہو گئے! **الجواب**۔ بیشک یہ خطا تو شاہ صاحب سے ضرور صادر ہوئی مگر کیا کریں مجبور ہیں۔ کیونکہ یہ خطا نہیں بلکہ تمام انبیاء اولیاء اصفیاء کا یہی الٰہی طریقہ تھا اسی طریقہ کو شاہ صاحب نے جاری کیا اور یہی مجدد کا کام ہے کہ رسم و رواج کو نیست و نابود کر کے خاص سنت محمدیہ علی صاحبہا السلام کو جاری کرے اور اسکے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ جو کچھ سلوک انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوا وہی شاہ صاحب کے ساتھ ہو۔ اسمیں بظاہر شاہ صاحب نے کسی کو بھی مجبور نہیں کیا۔ کیونکہ اپنا اپنا طریقہ ہے شاہ صاحب علیپوری کے آباؤ اجداد کا جو طریقہ تھا وہی انہوں نے لیا اور جو مخالفین کے اسلاف کا تھا وہ انہوں نے لیا۔ پھر تنازع ناحق کیسا؟

اس سفر باظفر کے اختتام پر خدا نے ایک دُرِ فتح عظیم حضرت شاہ صاحب قبلہ کو عطا فرمائی۔ وہ یہ کہ مئی سنہ ۱۹۰۸ء کو لالہ کرشن جی مہاراج مصنوعی مسیح مرزا قادیانی لاہور آیا۔ ام المرزائین صاحبہ کے علاج کے واسطے خواجہ کمال الدین کے مکان پر اترا۔ یہ تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ مرزا جی الہام سے کام لیکر علاج کرانے آئے تھے۔ کیونکہ مرزا جی اُس زوجہ کی صحت سے پہلے ہی چلدئے۔

اسی اثنا میں مرزا جی اپنا دام تزویر پھیلانے لگے۔ جب کچھ ضلالت و بطالت کا خوف پیدا ہوا تو
اہل اسلام لاہور نے حضرت شاہ صاحب قبلہ علیپوری کو بغرض تبلیغ حق و ہدایت خلق کے مدعو کیا۔ اور حضرت
شاہ صاحب حسب استدعا مسلمانان لاہور تشریف لائے۔ اور آتے ہی مسجد شاہی میں بروز جمعہ
۲۲۔ مئی کو ایک عظیم الشان جلسہ کیا جسمیں علماء کبار و فضلاء نامدار کی تقریروں کے علاوہ حضرت
شاہ صاحب نے بھی تقریر فرمائی۔ اور بہمہ وجوہ مرزا کی تردید ہونے لگی۔ اور مرزا کی نسبت حضرت شاہ صاحب نے
فرمایا کہ :۔ مرزا مقابل میں آنکر اپنے دعاوی باطلہ کا ثبوت ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے دیوے اگر مباحثہ نہیں
کر سکتے تو مباہلہ ہی سہی۔ چونکہ مرزا جی کو مباحثہ و مباہلہ کی طاقت تو نہ تھی کیونکہ اس سے پہلے بھی سنہ ۱۹۰۴ء
میں اسکو سخت ذلت و ندامت حاصل ہو چکی تھی۔ جب مرزا کی محفل میں ذکر آیا کہ سید جماعت علی شاہ صاحب
لاہور میں اس غرض سے آئے ہیں کہ مرزا جی بھاگ جائیں۔ مرزا جی بولے یہ وہ شخص ہی نہیں کہ بھاگ جائے
بلکہ اگر بارہ برس بھی رہے تو قدم نہ ہلے گا۔ یہ خبر کسی نے حضرت شاہ صاحب

سفر کا انجام ایک عظیم الشان فتح پر ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

یہ مختصر کیفیت ہے اُس سفر باخیر و ظفر کی جو حضرت شاہ صاحب علیپوری مدظلہ کو دکن و میسور و بنگلور و کوہ نیلگری و کوہ کنار وغیرہ میں پیش آئے۔ اگر مزید تفصیل و تسکین مطلوب ہو تو رسالہ انوار الصوفیہ صفحہ ۹ نمبر ۸ جلد ۴ ملاحظہ فرما دیں۔

(باقی آئندہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَخَلِيْلِكَ وَنَبِيِّكَ وَعَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَعُلَمَاءِ دِيْنِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ط

المرجب ۱۳۲۶ھ